تذکرۂ علمائے بہار

ابوالکلام قاسمی شمسی

تذکرہ علمائے بہار

ابوالکلام قاسمی شمسی

تذکرہ علمائے بہار

جلد دوم

ابوالکلام قاسمی شمسی

TAZKERAH ULAMA-E-BIHAR

VOL - II

WRITTEN BY: - *ABUL KALAM QASMI SHAMSI*

PRICE - 150.00

کتاب کا نام	:	تذکرہ علمائے بہار جلد دوم
مصنف کا نام	:	ابوالکلام قاسمی شمسی پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ
اشاعت اول	:	۲۰۰۶
تعداد	:	۷۰۰
ضخامت	:	۲۹۶
قیمت	:	Rs. 150.00
کمپوزنگ	:	ندیم اختر شمسی
طباعت	:	نیشنل پرنٹنگ ورکس، پٹنہ
تقسیم کار	:	(۱) کتاب منزل سبزی باغ، پٹنہ (۲) ابوالکلام قاسمی شمسی مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ

اساتذہ و والدین کے نام

فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

صوبہ بہار علم وفضل کا گہوارہ رہا ہے۔ اور آج بھی ہے۔ اس میں بڑے بڑے جید علماء اور صاحب فیض مشائخ پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے علم وفضل سے ملک و بیرون ملک کو فیضیاب کیا اور آج بھی ان کا فیض جاری ہے۔

صوبہ بہار میں قابل ذکر علماء کی تعداد کثیر رہی ہے اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ ہمہ جہت علمی قابلیت اور رسوخ کے باوجود انہیں شہرت سے وحشت اور گمنامی سے الفت رہی اور یہی حال آج بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں سے اکثر کے حالات مدون نہیں ہیں۔ ان کے حالات یا تو مختلف کتابوں میں منتشر ہیں یا سینوں میں محفوظ ہیں۔ اس لئے ان کے حالات کو مدون کرنا بہت ہی مشکل کام تھا۔ اس کا مجھے اندازہ تھا۔ اس کے باوجود اللہ پر بھروسہ کر کے میں نے تذکرہ علمائے بہار کی تدوین کا کام شروع کیا، اللہ کا فضل واحسان شامل حال رہا۔ اس کی جلد اول ۱۹۹۵ء میں طبع ہوئی۔ جلد دوم کے لئے بھی تیاری بہت حد تک مکمل تھی۔ امید تھی کہ جلد دوم بھی جلد طبع ہو جائے گی، لیکن حالات ایسے سامنے آتے گئے کہ جلد دوم کی طباعت سے قاصر رہا اور اس طرح جلد دوم کی طباعت میں تاخیر ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ جلد دوم کی طباعت کے لئے اصرار بھی ہونے لگا۔ انہیں حالات میں میں نے وقت فارغ کیا اور تذکرہ علمائے بہار جلد دوم کے مسودہ پر نظر ثانی شروع کیا۔ نظر ثانی کے وقت بہت سی باتیں پیش نظر رہیں، اس لئے تعداد میں بھی کمی کی، اور بہت سی اہم شخصیتوں کو شامل بھی کیا۔ یہ جلد دوم دو سو تراسی علمائے کرام کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔ اس میں بہار و جھارکھنڈ یعنی قدیم صوبہ بہار کے علماء شامل ہیں۔

تذکرہ علمائے بہار کی ترتیب وتدوین ایک پروجیکٹ ہے۔ جلد اول اور جلد دوم میں وفات یافتگان کے حالات درج ہیں جبکہ جلد سوم سے باحیات اور معاصر علماء کے حالات پیش کئے جائیں گے۔

قابل ذکر علماء کی تعداد بے شمار ہے۔ اس مختصر کتاب میں ان کا احاطہ مشکل ہے۔ جن کا تذکرہ ہے وہ بھی مختصر ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ تذکرہ سے ان کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے بہت سے حضرات کے لئے مستقل کتاب میں ضرورت ہے۔ لیکن یہ میری مجبوری ہے کہ میں ان کو تذکرہ میں شامل کر رہا ہوں۔

مجھے احساس ہے کہ کتاب کے مطالعہ کے وقت آپ کو تشنگی کا احساس ہوگا،لیکن یہ میری اور تذکرہ کی مجبوری ہے۔اس کمی کو دور کرنے کیلئے ماخذ کی نشاندہی کردی گئی ہے۔ ماخذ کا مطالعہ کر کے مزید حالات معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

اللہ کا فضل ہے کہ تذکرہ علمائے بہار جلد اول کی پذیرائی ہوئی۔علمی حلقوں میں اس کتاب نے مقبولیت حاصل کی۔مجھے اس کے لئے بھی بے حد خوشی ہے کہ تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے یہ کتاب مشعل راہ ثابت ہوئی ،ریسرچ اسکالرز نے علمائے بہار کو موضوع بنایا۔علمائے بہار کی اردو شاعری، علمائے بہار کی اردو تصانیف،علمائے بہار کی عربی تصانیف،علمائے بہار کا تحریک آزادی میں حصہ اور اس طرح کے بہت سے موضوعات پر تذکرہ علمائے بہار کی روشنی میں ریسرچ کا کام جاری ہے۔

تذکرہ علمائے بہار کی ترتیب وتدوین میں بہت سے حضرات کا تعاون شامل ہے۔ میں تمام حضرات کا شکریہ ادا کرسکتا ہوں۔خاص طور پر میں ان تمام مصنفین ومؤلفین کا بے حد ممنون ہوں، جنکی کتابوں سے میں نے استفادہ کیا۔خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری ،پٹنہ اور گورنمنٹ اردو لائبریری، پٹنہ کا بھی شکر گذار ہوں کہ میں نے ان دونوں سے علمی فائدہ حاصل کیا۔

ساتھ ہی میں ان تمام حضرات کا بھی ممنون ہوں ،جنہوں نے اس تذکرہ کی تدوین میں مدد کی اور علمائے کرام کے حالات فراہم کرائے ،جن کا تذکرہ ماخذ میں موجود ہے۔

شکریہ کے ضمن میں عزیزی ندیم اختر شمسی اور مولانا غفران ساجد کا بھی شکریہ ضروری ہے کہ ان دونوں نے کتاب کی کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ میں تعاون کیا۔

عزیز گرامی مولانا رضوان سلمہ اور نیشنل پرنٹنگ پریس ،پٹنہ کا بھی شکر گذار ہوں کہ ان دونوں حضرات نے کتاب کی تزئین وطباعت میں اہم رول ادا کیا۔

تذکرہ علمائے بہار جلد دوم آپ کے ہاتھوں میں ہے۔توقع ہے کہ جلد اول کی طرح یہ کتاب بھی آپ کو پسند آئے گی۔

یکم فروری ۲۰۰۶ء ابوالکلام قاسمی شمسی

باب الف

1 سید احمد عرف پیر دمڑیا مظفر پوری

سید احمدؒ عرف پیر دمڑیا کے والد کا نام مخدوم سید شاہ ارشد الدین حسن دانشمند (م: ۹۴۵ھ/۱۵۳۶ء) ہے۔ آپ کا نسب نامہ اس طرح منقول ہے۔

''سید احمد بن سید شاہ ارشد الدین بن سید قاسم بن سید حامد سلف بہ شرف جہاں بیٹھے بن سید یحییٰ سلف بہ کرم اللہ میر تقی ابوالخیب مختار واسطی دہلوی بن سید طاہر واسطی بن سلطان محمد عرف ابوبکر واسطی بن سید علی ابوالحسن بن سید احمد بن سید محمد بن سید حسین زاہد بن سید اسمٰعیل بن سید محمد علی ابوالحسن بن سید حسین الفارسی بن سید محی ابوالحسن بن سید حسین''

نذرانہ میں ایک دمڑی لیا کرتے تھے، اسی وجہ سے پیر دمڑیا سے مشہور ہوئے۔ محلّہ مینا پور حاجی پور کے بلاشرکت غیرے مالک اور بزرگ رئیس تھے۔ ساتھ ہی صاحب کشف وکرامات بھی تھے۔ والدین کی زندگی میں رخصت لے کر حسن پورہ سیوان سے سیر وسیاحت کے لئے نکلے، بہت سے صوفیوں اور ولیوں سے شرف نیاز حاصل کیا اور پھر مینا پور واپس آئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ حاجی پور خانقاہ کی سجادگی انہیں ملی، خانقاہ سے متصل مدرسہ میں علم ودانش سے لوگوں کو پوری زندگی فیض پہنچایا۔

سنہ ۹۷۲ھ/۱۵۷۲ء میں یہیں انتقال کیا۔ اور مینا پور حاجی پور میں مدفون ہوئے۔ مشتاق لقا سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔ سنگ مرمر کا مزار اب تک مینا پور حاجی پور میں ان کی علمی وروحانی فضل وکمال کے گواہ کی حیثیت سے قائم ہے۔ مینا پور میں آپ کی مسجد، سکونتی مکانات، زنانہ حویلی، مردانہ قلعہ، خانقاہ، مدرسہ، مسافر خانہ، طلبہ کے لئے قیام گاہ اور لنگر خانہ کے کھنڈرات آپ کی شان وشوکت اور مینا پور کی عظمت رفتہ کی یاد دلاتے ہیں۔

2 حضرت مولانا آصلؒ بھاگلپوری

مولانا آصل، حضرت مولانا عاقلؒ سجادہؒ ششم کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کی پیدائش سنہ ۱۱۱۰ھ/۱۶۹۸ء میں ہوئی۔ آپ کا شمار خاندان شہبازی کے بزرگ اور تبحر علماء میں ہوتا ہے۔ آپ کی ذات مخزن علم وفضل اور مصدر رشد وہدایت ہے۔ کئی نادر الوجود تصانیف تھے جواب تقریباً نایاب ہیں۔ ان نسخوں میں ایک نسخہ مولانا احسن اللہ (داماد حضرت مولانا صالح محمد بن حضرت مولانا عبدالسلام بن

سلطان العارفین حضرت مولانا شاہباز محمد قدس اسرارہم) کے عربی قصیدہ کی فارسی شرح ہے۔ اس شرح کے خاتمہ پر آپ کے کچھ فارسی اشعار ملتے ہیں۔

مولانا آصلؒ نے مرشد آباد سے اہل شہر اور اہل محلّہ کے لئے وظیفے لائے۔ ظاہر ہے اس سے آپ کے اعزاز و اکرام کا پتہ چلتا ہے۔ آپ دیوان بنگالہ کے عہدے پر بھی فائز رہے مگر طرز فقیرانہ اور روش عالمانہ کو نہ چھوڑا۔ حدیقہ شہبازی مصنفہ جناب محمد شاہ شہرت عظیم آبادی میں بھی مرقوم ہے کہ:-

''بعدہ انکے (مولانا عاقلؒ کے) صاحبزادے حضرت مولانا محمد آصل صاحبؒ تھے کہ جب وہ مرشد آباد تشریف لے گئے وہاں سے عہدۂ قضاء اپنے پسر کے واسطے (یعنی حضرت قاضی لائق قدس سرہ کے لئے) وسند عہدۂ مفتی بنام واسطے داماد اپنے علاوہ جاگیر و یومیہ کثیر اہل شہر و محلّہ کے واسطے لائے کہ ہنوز کسی قدر اس جاگیر سے باقی ہے''۔

غالباً یہیں سے قاضیانہ دور شروع ہوتا ہے۔ آپ کا وصال ۱۲۱۷ھ/۱۸۰۲ء میں ہوا اور مزار مبارک آستانہ قدم رسولؐ میں واقع ہے۔ جو مرجع خلائق ہے۔ حضرت مولانا شہباز قدس سرہ کی جمع کردہ ساٹھ احادیث کی فارسی شرح آپ نے لکھی۔

3 مخدوم شاہ امیر الدین فردوسی بہاری

مخدوم شاہ امیر الدین فردوسی بن حضرت مخدوم شاہ ولی اللہ فردوسی کی پیدائش ۹ محرم ۱۲۱۷ھ/ ۱۸۰۲ء کو ہوئی۔ آپ نے علوم متعارفہ کی تعلیم مولانا سید عزیز الدین، شاہ قطب الدین عرف شاہ بساون کرجوی خلیفہ حضرت مخدوم شاہ منعم پاکؒ سے فرمائی اور ان سے سلسلہ فردوسیہ میں بیعت ہوئے۔ اپنے والد کے علاوہ کچھ فیض باطن آپ نے حضرت شاہ ابوالحسن بن شاہ ابوالبرکات ابوالعلائی سے بھی حاصل کیا۔

اپنے والد کے وصال کے بعد ماہ رجب ۱۲۳۴ھ/۱۸۱۸ء میں خانقاہ مخدوم الملک کے سجادہ نشیں ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر سترہ سال کی تھی۔ ہم عصر مشائخ ان کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کے باعث ان کی تعظیم اور توقیر کرتے تھے۔

آپ بواسیر کے دائمی مریض تھے۔ اس سے بڑی تکلیف رہتی تھی۔ لیکن ان تکالیف کے باوجود اپنے معمولات میں کبھی فرق نہ آنے دیتے تھے۔ تہجد اور شب بیداری، تلاوت کلام پاک اور درود وظائف آپ کے معمولات میں شامل تھے۔

شعر و شاعری میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ فارسی میں ظلومؔ اور اردو میں وجدؔ تخلص کرتے تھے۔

دونوں زبانوں میں آپ کو قدرت تامہ حاصل تھی۔ فارسی میں آپ علی حزیں کی پیروی کرتے تھے۔ اور اردو میں راسخ کی روش کے دلدادہ تھے۔ آپ نے فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں جملہ اصناف شاعری پر طبع آزمائی کی ہے۔ آپ کا اردو کلام غیر مطبوعہ خانقاہ معظم بہار شریف میں محفوظ ہے۔

آپ کا وصال ۵؍جمادی الاول ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء میں جمعہ کی شب کو ہوا۔

4 مولانا حکیم شاہ اشرف علی پٹنوی

مولانا حکیم شاہ اشرف علی بن شاہ یحیٰی علی ابوالعلائی کا سال ولادت ۱۲۱۷ھ/۱۸۰۲ء ہے۔ تاریخی نام اظہار علی ہے۔

آپ کا وطن نوادہ خسرو پور ضلع پٹنہ ہے۔ آپ عالم، فاضل کے ساتھ طبیب حاذق بھی تھے۔ تصنیف وتالیف میں بھی حصہ لیا، ساتھ ہی اچھے خطاط بھی تھے۔ عقیدۃ المسلمین فارسی میں ایک رسالہ عقائد اہل سنت کے سلسلہ میں آپ کی علمی یادگار ہے۔

آپ کے فیضان باطنی اور رشد وارشاد سے بہت سے لوگ مستفید ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم شاہ یحیٰی علی بھی جید عالم تھے۔ وہ ۱۱۹۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۶۴ھ میں وفات پائی۔ آپ کے تذکرہ میں ایک فارسی کتاب لکھی گئی تھی جس کا اردو ترجمہ تذکرۃ الابرار ہے۔ یہ کتاب یونین پریس پٹنہ سے طبع ہو کر شائع ہوئی تھی۔

حکیم شاہ اشرف علی شعر وشاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے اور عارف تخلص کرتے تھے۔ آپ کا ایک دیوان فارسی میں ہے جو دیوان عارف کے نام سے موسوم ہے۔

آپ کی وفات ۵؍محرم ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء میں ہوئی اور آپ کا مزار رہوا درگاہ ضلع مظفر پور میں واقع ہے۔

5 مولانا سید احمد علی بہاری

مولانا سید احمد علی بہار شریف کے رہنے والے تھے، مولوی سید ریاض حسین مخلص کی بہن سے ان کی شادی ہوئی تھی، اس وجہ سے انہوں نے دربھنگہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

یہ اپنے عہد کے جید عالم تھے، شعروسخن سے بھی دلچسپی تھی، احمد تخلص کرتے تھے۔

حضرت کامل دھرمپوری کے ہم عصروں میں ممتاز تھے۔ گومزاج ظریفانہ تھا لیکن اس کے برعکس مرثیہ کہتے تھے۔

تقریباً ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء تک زندہ تھے۔ دربھنگہ ہی میں اس کے بعد وفات پائی اور یہیں مدفون ہوئے۔

6 مولانا سید شاہ احمد حسین گیاوی

مولانا سید شاہ احمد حسین موضع امتھوا ضلع گیا کے رہنے والے تھے۔ یہ گاؤں جہان آباد سب ڈویژن سے تقریباً چھ میل مشرق بڑی تاریخی اہمیتوں کا حامل ہے۔ شیر شاہ سوری کے عہد ہی سے اس گاؤں کو علم وفضل کا گہوارہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس گاؤں میں حضرت مولوی معنوی، ملا محمد شفیع اور حضرت فائق آسودہ خواب ہیں۔ جو فتاوی عالمگیری جیسی مستند کتاب کی تدوین وتالیف میں شریک رہے۔ یہی سرزمین حضرت میزان محی الدین قلندر قادری کی ابدی آرامگاہ ہے۔

مولانا اپنے دور کے مشہور عالم وفاضل تھے۔ آپ کے انتقال کو نو برس گزر گئے، اسی زمانہ میں جب کہ تصنیف وتالیف کا رواج عربی وفارسی میں تھا۔ اردو میں لکھنا لوگ کسر شان سمجھتے تھے۔ پھر بھی آپ نے اردو کی طرف توجہ مرکوز کی، اور زیادہ تر تصانیف سیدھی سادی اردو میں لکھیں۔ آپ کی تصانیف بکثرت ہیں جس میں کچھ مطبوعہ ہیں، اور زیادہ تر غیر مطبوعہ۔ آپ کو تصنیف وتالیف کے ساتھ شعروسخن کا ذوق تھا، اردو وفارسی دونوں زبانوں میں مشق سخن کرتے تھے۔ آپ کی تصنیفات اور مجموعہ کلام سہسرام ضلع رہتاس کے ایک دیہات موضع سمری میں آپ کے اعزہ وپسماندگان کے پاس ہیں۔ جو وہاں زمینداری کی وجہ سے رہ گئے تھے۔

تصنیف وتالیف، شعروشاعری اور انتظام زمینداری کے ساتھ درس وتدریس کا بھی مشغلہ تھا، مولانا قادر بخش سہسرامی آپ کے ارشد تلامذہ میں تھے۔

غالباً ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء میں وفات پائی۔

7 مولانا ابراہیم دربھنگوی

مولانا محمد ابراہیم کے والد کا نام منشی ظہور الدین تھا۔ آپ دربھنگہ کے محلّہ دمدمہ کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی پر مولوی نبی بخش صاحب سے حاصل کی جو فارسی کے اچھے اور ممتاز اساتذہ میں سے تھے۔ پھر مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں داخل ہوکر علوم عربیہ کی تکمیل کی۔ حدیث کی کتابیں حضرت مولانا سید مرتضی حسن چاندپوری سے پڑھیں، جو اس زمانہ میں وہاں صدر مدرس تھے۔ اور مولانا حضرت عبدالوہاب سے کچھ کتابیں پڑھیں۔ ایام تعلیم ہی سے منطق سے دلچسپی تھی۔ فراغت کے بعد اس کی تکمیل کے لئے ٹونک تشریف لے گئے۔

ملت اسلامیہ کی فلاح، مسلمانوں کی اصلاح اور ہندوستان کی آزادی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ بہار کے دورہ میں علی برادران کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا۔ تحریک خلافت کے سلسلہ میں دربھنگہ اور بہار کے دوسرے مقامات میں بیش بہا خدمات انجام دیئے۔ حضرت مولانا محمد سجادؒ کی معیت وشرکت میں صوبہ بہار میں بالعموم اور دربھنگہ میں بالخصوص جمعیۃ علماء اور کانگریس کے لئے کام کرتے رہے۔ دربھنگہ کی سیاست آپ کے دم سے تھی۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ حضرت مولانا سید مرتضی حسنؒ چاندپوری نے دربھنگہ کو علوم دینیہ اور مولانا محمد ابراہیمؒ نے سیاست سے روشناس کرایا تو بے جا نہ ہوگا۔

آخر عمر تک یتیم خانہ اسلامیہ دربھنگہ کے مہتمم رہے۔ آپ کے دور اہتمام میں یتیم خانہ نے خوب ترقی کی۔ یتیم خانہ مدرسہ امدادیہ میں چلتا تھا۔ آپ نے یتیم خانہ کو علاحدہ کر کے مدرسہ کے پچھم کی طرف یتیم خانہ کی مستقل عمارت تعمیر کرائی۔ اس طرح مدرسہ اور یتیم خانہ دونوں کے لئے مستقل عمارت ہوگئی۔

آپ جمعیۃ علمائے ہند کے مؤسسین میں سے تھے۔

آپ کی وفات مورخہ ۲۴ محرم ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء کو دربھنگہ میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

8 مولانا سید محمد اسحٰق مونگیری

مولانا سید محمد اسحٰق بن سید سبحان علی کی پیدائش موضع بریارپور ضلع گھگڑیا میں ہوئی۔ وہ مولانا یار علی محدث کے پوتا تھے۔ مولانا یار علی محدث قاضی ومفتی مقرر ہوکر دہلی سے بہرام پور آئے۔ جو پھلواری کے قریب ہے۔ کچھ دنوں ان کا قیام برونی جنکشن سے قریب موضع بترہ میں رہا۔ پھر برونی جنکشن سے

مغرب میں بریار پور نامی محلہ میں حویلی بنا کر مستقل اقامت اختیار کرلی۔ لارڈ کرزن وائسرائے نے مولانا یار علی محدث سے فارسی پڑھی تھی۔ مولانا سید محمد اسحٰق مولانا عبدالرب کے والد محترم تھے۔

مولانا سید محمد اسحٰق کی تعلیم کے سلسلہ میں حالات معلوم نہیں۔ تذکرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عالم وفاضل اور حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری کے خلیفہ تھے۔ اس کے علاوہ سرگرم مجاہد آزادی تھے۔ وہ ایک زمانہ تک سہسرام جیل مونگیر میں قید رہے۔ بھاگلپور اور کراچی کے جیل میں بھی ان کو رہنا پڑا۔ اسیران مالٹا میں مولانا سید محمد اسحٰق بھی تھے۔ گاندھی جی، ڈاکٹر ذاکر حسین، سری کرشن سنہا، سابق وزیراعلی بہار، جے پرکاش نارائن، رام چرتر سنگھ، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا سید حسین احمد مدنی آپ کے ساتھیوں میں سے تھے۔

مولانا سید محمد اسحٰق کا انتقال تقریباً پچاس سال کی عمر میں ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں ہوا، اور مجاہدین آزادی کا وظیفہ ان کی اہلیہ بی بی سلمہ خاتون کو ملا کرتا تھا۔

﴿9﴾ مولانا محمد اسحاق مظفر پوری
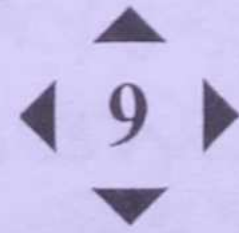
مولانا محمد اسحاق مظفر پوری کی پیدائش اپنے آبائی وطن رام پور کیشو تھانہ شیوہر ضلع مظفر پور میں ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کی۔ پھر بہار شریف اور بکسر کا سفر کیا اور وہاں سے مدرسہ عالیہ امروہہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا احمد حسن محدث امروہوی اور مولانا حافظ عبدالرحمٰن مفسر ومحشی بیضاوی کی خدمت میں پہنچے، اور تمام علوم وفنون کی کتابوں کی تکمیل کی۔ پھر حضرت شاہ محب اللہ الہ آبادی اور مولانا عبدالکافیؒ کی خدمت میں رہے۔ اس کے بعد مولانا فضل حق بکسری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اکتساب فضل وکمال کیا۔

فراغت کے بعد مولانا کو اپنے مکان پر رہنے کا موقع ملا۔ ڈھاکہ رجسٹری آفس ضلع چمپارن میں سید احمد میر ابا بکر پوری بحیثیت رجسٹرار مامور تھے۔ ڈھاکہ تھانہ کے قرب وجوار میں کوئی دینی مکتب و مدرسہ نہیں تھا۔ رجسٹرار صاحب کو ہمیشہ یہ فکر دامن گیر رہی کہ یہاں کوئی دینی مدرسہ قائم کیا جائے۔ اور کوئی عالم باعمل رکھا جائے۔ رجسٹرار صاحب کو مولانا کے بارے میں معلوم ہوا۔ چنانچہ آپ کے پاس چند آدمیوں کو بھیجا۔ وہ لوگ ڈھاکہ لے گئے۔ وہاں موضع چین پور میں ۱۹۰۶ء میں ایک مدرسہ کا قیام عمل میں آیا۔ مدرسہ کا نام مدرسہ اسلامیہ حنفیہ رکھا گیا۔ اس کے سرپرست چیریا کوٹھی کے انگریز آفیسر مقرر کئے

گئے۔ان کی سرپرستی میں مدرسہ چلتا رہا۔ مولانا نے مدرسہ کے لئے بہت محنت کی۔ بہت کافی زمین مدرسہ کو حاصل ہوئی۔ مدرسہ کی تعلیم وتربیت کی شہرت سن کر دور دراز سے طلبہ آنے لگے۔ اور حضرت مولانا ودیگر اساتذہ سے فیض حاصل کرتے رہے۔ مولانا امداد الٰہی بانی مدرسہ آزاد ڈھا کہ مولانا عبدالغنی سابق عربی ٹیچر ضلع اسکول مظفر پور، مولانا محمود عالم چمپارنی، مولانا نظیر احمد چمپارنی، مولانا محمد حسین بہاری سابق استاذ دارالعلوم دیوبند آپ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔

مولانا کا گھرانا گرچہ امیر وزمیندار گھرانا تھا، مگر مولانا محمد اسحٰق صاحب بہت ہی صوفی مزاج اور پاکیزہ خصلت تھے۔

مولانا شیریں بیان واعظ تھے۔آپ کی تقریر سے لوگ بہت متاثر ہوتے تھے، دور دور سے لوگ آپ کی تقریر سننے آتے تھے۔

مولانا کا انتقال ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء میں ہوا، اور اپنے آبائی گاؤں میں مدفون ہوئے۔

10 مولانا حافظ محمد ایوب گڑھولوی

حضرت مولانا بشارت کریمؒ کے خلف رشید مولانا حافظ محمد ایوب کی پیدائش موضع گڑھول شریف ضلع مظفر پور (موجودہ ضلع سیتامڑھی) میں ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء میں ہوئی۔ سال ولادت ان کے تاریخی نام ''محفوظ رحمٰن'' سے نکلتا ہے۔

آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ پھر حفظ شروع کیا اور اپنے والد محترم کی نگرانی میں حفظ کی تکمیل کی۔ حفظ کے بعد عربی وفارسی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ مولانا گڑھولویؒ اپنے ایک خط میں قاری مسعود صاحب کو لکھتے ہیں ''برخوردار حافظ محمد ایوب رقعات عنایت اللہ زلیخا وعبدالواسع پڑھ رہے ہیں۔عربی لغات حفظ کرنے کے خیال سے نصاب الصبیان کو یاد کر رہے ہیں۔ عنقریب صرف عربی کے قواعد شروع کراؤں گا۔ خیال ہو رہا ہے کہ صرف ونحو کی ایک کتاب پڑھا کر قرآن پاک کا ترجمہ پڑھاؤنگا''۔

چنانچہ ابتدا سے متوسطات تک کی تعلیم اپنے والد محترم سے پائی۔ والد کے وصال کے بعد بقیہ تعلیم کے لئے حضرت مولانا ریاض احمدؒ کی طرف متوجہ ہوئے۔ مکاتیب ریاضیہ میں مولانا مفتی محمد ادریس

صاحب لکھتے ہیں:

"۱۹۵۳ء میں جب حضرت اقدس کا وصال ہو گیا تو اب حضرت اقدسؒ کے متوسلین کو ہم لوگوں کی تعلیم کے بارے میں فکر دامن گیر ہوئی۔ ہم لوگ اپنی ناسمجھی یا بچپن یا ناتجربہ کاری کی بنا پر یا جس وجہ سے یہ سمجھ بیٹھے کہ اب حضرت اقدس کی طرح پڑھانے والا کون ہوگا، حضرت اقدس کے زمانہ حیات میں حضرت مولانا ریاض احمد صاحب کی آمد و رفت گڑھول شریف میں ہوتی تھی، جب حضرت مولانا ریاض احمد صاحب درمیان میں آئے تو حافظ ایوب صاحب اور مولانا ادریس صاحب مولانا سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ مولانا ریاض احمد صاحب مدرسہ عزیزیہ بہار شریف سے دو سال کی فرصت لے کر گڑھول شریف چلے آئے اور گڑھول میں رہ کر صاحبزادوں کو تعلیم دی، جب مدرسہ عزیزیہ بہار شریف کے ذمہ داروں نے مولانا موصوف کو خط دیا کہ آپ مدرسہ جوائن کرلیں یا استعفیٰ دیدیں تو لوگوں نے مولانا موصوف کو مشورہ دیا کہ آپ مدرسہ چلے جائیں۔ مولانا جب مدرسہ جوائن کرنے کے لئے چلے تو دونوں صاحبزادے بھی ساتھ بہار شریف گئے۔ اس طرح مولانا ایوب صاحب کی تکمیل مولانا ریاض احمدؒ کے زیر سایہ ہوئی۔ فلسفہ کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے کچھ دنوں تک مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ میں مولانا مقبول خاں صاحب کے ساتھ رہے۔

فراغت کے بعد اپنے والد محترم حضرت مولانا بشارت کریمؒ کے معمولات کے جانشیں ہوئے۔ اور تا حیات اصلاح و تزکیہ خلائق کے کام میں مشغول رہے۔ حضرت مولانا بشارت کریم نے فرمایا "ایوب کے اندر ولایت کی پوری صلاحیت موجود ہے، ایک اور موقع پر فرمایا "ایوب صاحب تربیت ہے۔ اور اس میں نوعمری میں ایسی باتیں ہیں جو مجھ میں بھی اس عمر میں نہ تھیں"

حضرت مفتی محمد ادریس صاحبؒ جنۃ الانوار میں لکھتے ہیں "بڑے بھائی مولانا و مولوی محمد ایوب صاحب جو بحمد للہ حافظ بھی ہوئے اور عالم باعمل بھی، جب ہدایۃ النحو پڑھتے تھے اور پندرہ سال کی عمر تھی اس وقت داخل سلسلہ ہوئے۔ والد علیہ الرحمہ نے ذکر کی تلقین فرمائی، مطلوب حقیقی کی طرف متوجہ ہوئے۔ مگر زندگی نے وفا نہ کی عین جوانی میں بمقام آوارہ بنگرہ (محمد پور مبارک) نزد مظفر پور شہر جہاں سسرال تھی، ۳۱ر سال کی عمر میں ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۳ء میں اس دار فانی سے بمرض ہیضہ رحلت فرما گئے۔ محفوظ الرحمن سے سال وفات کا پتہ چلتا ہے۔ اپنی سسرال محمد پور مبارک جو مظفر پور شہر سے تقریباً ۵ر کیلومیٹر جنوب میں واقع ہے اور آوارہ بنگرا کے نام سے مشہور ہے، اسی میں مدفون ہوئے۔

11 مولانا محمد ابراہیم اعظم بیاپوری

محمد ابراہیم نام اور اعظم تخلص تھا۔ بیاپور ضلع پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء میں بیاپور میں ہوئی۔ آپ نے مدرسہ عربیہ اسلامیہ کان پور سے درس نظامیہ میں فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد مدرسہ احمدیہ آرہ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے تدریسی خدمت انجام دیا۔ مسلسل تیس برسوں تک وہاں تدریسی خدمت میں منہمک رہے۔

مولانا نے حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ کی مشہور کتاب علامت قیامت کا ترجمہ نہایت سلیس اردو میں کیا۔ یہ کتاب سلاست بیان اور اپنی آسان زبان کی وجہ سے کافی مقبول ہوئی۔

مولانا ہمیشہ شہرت پسندی سے دور رہے۔ خاموشی سے دینی تعلیم و تعلیم کا فریضہ انجام دیا۔

مولانا شعروشاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ علامہ کان پوری کے شاگرد تھے۔ آپ کا ضخیم اردو دیوان مخطوطہ ہے۔ دیوان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ موصوف ایک صاحب طرز، خوش فکر، اور پر گو شاعر تھے، جو آپ کی عالمانہ حیثیت اور شاعرانہ مقام کا پتہ دیتا ہے۔

آپ نے ۱۳۵۶ھ/۱۹۴۵ء میں اپنے گاؤں بیاپور میں وفات پائی۔

12 مولانا سید محمد انوار الحق کمالی مینائی جمشید پوری

مولانا سید محمد انوار الحق اپنے وطن گلاؤٹھی ضلع شہر یوپی میں ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوالفرح، تخلص کمالی مینائی تھا۔ اپنے استاد امیر مینائی کی جانب نسبت کر کے اپنے آپ کو مینائی لکھتے تھے۔ والد ماجد کا نام محمد حسین یقین واسطی گلاؤٹھوی ہے۔ مولانا ممدوح نے بعض گھریلو معاملات کی الجھن سے تنگ آ کر ترک وطن کیا اور مشرقی ہند کی سروسیاحت کے ساتھ اپنے مرشد حکیم الامت حضرت اشرف علی تھانویؒ کے ایماء پر رشد و ہدایت کا شغل اختیار کیا۔ اگر چہ ذریعہ روزگار عام طور پر طبابت رہی۔ مغربی بنگال کے ایک گاؤں پاڑا میں شادی کر لینے کے بعد کچھ دن آسنسول میں مقیم رہے اور ایک دینی مدرسہ مصباح العلوم وہاں اپنی یادگار چھوڑی۔ پھر کچھ روز چکردھر پور میں قیام کیا اور سب سے آخر میں جمشید پور میں مستقلاً رہ گئے۔ مشورۂ سخن امیر مینائی سے لیا کرتے تھے۔ کمؔ تخلص کیا

کرتے تھے۔لیکن ایک کرم فرما جناب محفوظ کی مہربانی سے ان کے دو قلمی دیوان ''نظم پروین'' اور ''عقد ثریا'' واقعی گم ہو گئے۔تو اپنا تخلص گم کر دیا اور پھر دوسرا تخلص کمالی رکھ لیا، جواب سے پہلے صرف فارسی کلام کے لئے وقف تھا۔یہ واقعہ ۱۹۳۳ء کے قریب قریب رونما ہوا۔جتنا کلام اب محفوظ ہے وہ اس واقعہ کے بعد کا ہے۔باستثنائے چند غزل جنہیں حافظہ کی مدد سے پھر لکھوایا جا سکا مولانا کا باقی ماندہ ان کے تیسرے بیٹے سہیل واسطی کے پاس محفوظ ہے۔

مولانا ابوالفرح سید محمد انوار الحق کمالی کی ذات گرامی چھوٹا ناگپور بنگال واڑیسہ کے تمام اضلاع کے علاوہ شمالی بہار کے اکثر مقامات میں بھی ایک متبحر عالم، سحر البیان مقرر، قادر الکلام شاعر اور طبیب حاذق کی حیثیت سے محتاج تعارف نہیں ۱۹۱۸ء سے لے کر ۱۹۴۶ء تک کے عرصے میں مولانا کمالی نے جن جن کاوشوں سے جمشید پور شہر میں ادبی ذوق کا نہال سرسبز اگایا اور اس کی آبیاری کی، اس کے پیش نظر ان کی شخصیت یہاں کے ادبی حلقوں کیلئے نہایت درجہ اہم اور ناقابل فراموش ہے۔مولانا موصوف نے ستر سال کی عمر میں ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء میں جمشید پور میں وفات پائی۔

13 مولانا محمد ایوب عثمانی گیاوی

مولانا محمد ایوب عثمانی کے والد کا نام سید شجاعت علی تھا۔آپ کی پیدائش غالباً ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں بمقام سملہ رفیع گنج ضلع گیا (اورنگ آباد) میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ سے ۱۹۳۷ء میں فاضل پاس کیا۔اور اس میں اول آئے۔پھر پٹنہ یونیورسیٹی سے ۱۹۴۷ء میں اردو میں بی اے کیا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ٹاؤن ہائی اسکول اورنگ آباد میں ہیڈ مولوی کے عہدہ پر بحالی ہوگئی۔ملازمت سے سبکدوشی کے بعد مدرسہ اورنگ آباد میں مدرس ہو گئے۔اورنگ آباد میں مدرسہ معارف القرآن قائم کیا۔مدرسہ کی ملازمت سے الگ ہونے کے بعد تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔آپ کے تصانیف میں سیرت شہید کربلا دو جلد میں بہت مقبول ہیں۔یہ عربی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔اس کتاب پر معیاری رسائل میں تبصرے شائع ہو چکے ہیں۔اس کتاب کی تلخیص ''زمین کربلا'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔اس کے علاوہ القرآۃ الرشیدہ حصہ سوم کا ترجمہ، انہار العرب شرح ازہار العرب، شرح دیوان العتاہیہ قابل ذکر ہیں۔

اس کے علاوہ بہت سے مضامین ہیں جو مختلف علمی موضوعات پر ملک کے موقر جریدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

مولانا اچھے خطیب ومقرر بھی تھے۔ آپ کی تقریر عوام وخواص میں بہت پسند کی جاتی تھی۔

آپ کا انتقال ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء میں ہوا اور عیدگاہ سے متصل قبرستان (اورنگ آباد) میں مدفون ہوئے۔

14 مولانا ابوالحسن قادری دربھنگوی

مولانا ابوالحسن قادری بن مولوی امیر حسن قادری کا مولود مسکن محلہ لہریا سرائے ستار خاں لہریاسرائے دربھنگہ تھا۔ ولادت کا سال معلوم نہیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے مکان پر حاصل کی۔ عربی کی اعلی تعلیم کے لئے دارالعلوم مشرقیہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں داخل کئے گئے۔ وہاں سے ۱۹۳۲ء میں عالم کی ڈگری لے کر وطن لوٹ آئے، کئی سال تک ڈسٹرکٹ بورڈ کے مڈل اسکول میں کام کرتے رہے۔ پھر ۱۹۴۵ء میں مسلم ہائی اسکول لہریاسرائے دربھنگہ میں بحیثیت سکنڈ مولوی ان کا تقرر ہوگیا۔ اور درس وتدریس سے منسلک ہوئے۔ اسی دوران ۱۹۵۱ء میں انہوں نے فاضل امتحان پاس کیا۔

مولانا شعروشاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے اور حسنؔ تخلص کرتے تھے۔

۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۸ء میں وفات پائی اور دربھنگہ میں مدفون ہوئے۔

15 مولانا حکیم احمد حسن منوروی سمستی پوری

مولانا حکیم احمد حسن اپنے محلہ چھوٹی کلیانی مظفر پور میں ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام مولانا عبدالشکور آہ ہے۔ جو اپنے وقت کے مشہور جید عالم، مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی، پٹنہ میں مدرس، قطب الاقطاب حضرت مولانا بشارت کریمؒ کے شاگرد تھے۔ آپ کے جدامجد کا اسم گرامی حضرت مولانا نصیرالدین تھا۔

ابتدائی تعلیم تو دادا جان کی زیر نگرانی مظفر پور میں ہی ہو چکی تھی۔ اعلی تعلیم کے لئے نانا مولانا

امیر الحسن نے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور بھیجا، وہاں کئی سال رہ کر ۱۹۴۶ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ پھر لکھنؤ میں طب کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے طبیہ کالج میں داخلہ لے کر علم طب کی حصول میں مشغول ہو گئے۔ اور کامیاب ہو کر لکھنؤ سے ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء میں وطن واپس ہوئے۔

طب کی تعلیم سے آپ فارغ التحصیل ہوئے تو مشرقی بہار کے ضلع پورنیہ میں اپنا مطب قائم کیا اور اس کو معاش کا ذریعہ بنایا۔ ساتھ ہی درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اور دعوت وارشاد کی جانب توجہ کی، آپ کے جوانی کے بیشتر اوقات مشرقی بہار کے مختلف علاقوں میں گذرا۔ اس لئے فطری طور پر پورنیہ اور دیناج پور کے علاقے آپ کی دلچسپی اور ارشاد تبلیغ کے مرکز رہے۔ آپ کو اپنے نانا جان کی طرف سے سلسلہ قادریہ کے فیوض وبرکات حاصل تھے۔ اس لئے بیعت اور ارشاد کا کام بھی کیا اور ظاہری تعلیم کی ترویج واشاعت کی طرف توجہ دی، اور ان اسباب کی بنا پر آپ کو مدرسہ کے قیام کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ جو ابھی ہنوز موجود ہے۔ ویسے اب یہ مکتب کی شکل میں ہے۔ مولانا جید الاستعداد عالم تھے۔

آپ کے نانا جان سید امیر الحسن کا وطن مالوف موضع لدورا ضلع مظفر پور تھا لیکن بسلسلہ ملازمت منورہ شریف متصل موضع صلحا بزرگ ضلع سمستی پور میں قیام پذیر تھے۔ مستقل طور پر منورہ شریف میں ہی سکونت اختیار کر لی، یہ وہ زمانہ تھا جب آپ لکھنؤ میں زیر تعلیم تھے۔ آپ کے نانا جان نے آپ کے لئے چھ بیگھے زمین خریدے تھے جس کے مالک ووارث آپ ہوئے، اور آپ کی والدہ کا انتقال بھی منورہ شریف ہی میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئیں۔

پینسٹھ سال کی عمر میں ۲۸؍رجب المرجب ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲؍نومبر ۱۹۶۷ء بروز جمعرات ۲؍بج کر ۲۵؍منٹ پر آپ کا وصال ہوا اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوئے۔

16 مولانا محمد ابراہیم آروی

مولانا محمد ابراہیم کے والد کا نام عنایت حسین بن نیاز احمد عرف چھوٹے میاں تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں ہوئی۔ مولانا رحیم بخش آروی سے درس نظامیہ کی جملہ کتابیں پڑھیں۔ آپ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ فراغت کے بعد بریلی تشریف لے گئے۔ وہاں ڈھائی سال فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاںؒ سے مزید علم حدیث حاصل کیا۔ اس کے بعد مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی سے مزید چھ ماہ درسی تجربات حاصل کئے۔ حضرت سید شاہ محمد بدر الدین پھلواروی سے بیعت حاصل

کی۔ مدرسہ فیض الغرباء میرگنج آرا میں صدر مدرس رہے۔ اور نصف صدی تک علم دین کی توسیع واشاعت کرتے رہے۔ سیرت پر آپ کی تقریر بڑی جاندار ہوتی تھی۔

مولانا ایک جید عالم تھے۔ اور آرا شہر میں آپ کی بڑی پذیرائی تھی۔

آپ کی وفات ۱۳۹۱ھ/ ۸ر دسمبر ۱۹۷۱ء کو ہوئی۔

17 مولانا افتخار علی بلخی پٹنوی

مولانا افتخار علی بلخی ضلع پٹنہ کے کسی گاؤں میں ۱۰ر محرم ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے۔ وہ مولانا مظفر علی کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جو بلخ سے تبلیغ دین کے لئے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ مولانا افتخار علی بلخی کے والد کا نام ڈاکٹر حافظ قاری احمد کریمؒ تھا۔ وہ بہت مہربان تھے۔ ان کی ابتدائی تعلیم روایتی انداز پر ہوئی۔ ان کے چچا نے انہیں ابتدائی تعلیم دی۔ پھر انہیں مولانا معین الدینؒ کی نگرانی میں دیدیا جو ایک مشہور عالم تھے۔ انہوں نے درس نظامی کی تکمیل کرائی۔ وہ اکثر اپنے استاذ کے اقوال نقل کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ۱۹۴۰ء میں الٰہ آباد یونیورسیٹی بورڈ سے عالم کا امتحان پاس کیا۔ پھر وہ ۱۹۴۲ء میں فاضل تفسیر بہار مدرسہ اکزامینیشن بورڈ سے پاس کیا۔ فاضل تفسیر میں ٹاپ کیا۔ اس طرح اس امتحان میں انہوں نے گولڈ میڈل حاصل کیا۔ پھر ۱۹۴۳ء میں فاضل عربی ادب کا امتحان بہار واڑیسہ مدرسہ اکزامینیشن بورڈ سے پاس کیا۔ ۱۹۴۵ء میں اسی بورڈ سے فاضل فارسی امتحان سکنڈ ڈویژن سے پاس کیا۔ ۱۹۷۱ء میں انہوں نے ایم اے فارسی اور بی او آئی کی ڈگری کراچی یونیورسیٹی سے حاصل کیا۔

انہوں نے مدرسہ خلیلیہ ٹونک راجستھان میں اکتوبر ۱۹۳۷ء سے نومبر ۱۹۳۸ء تک تدریس کا کام انجام دیا۔ ۱۹۳۹ء اور ۱۹۴۰ء دو سال مدرسہ انجمن اسلامیہ گورکھپور یوپی میں حدیث اور اصول فقہ کی تعلیم دی۔ ۱۹۴۴ء سے ۱۹۴۷ء تک انہوں نے مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ میں عربی اور اسلامیات کے استاذ کی حیثیت سے درس وتدریس کا کام کیا۔

۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان سے پہلے کراچی چلے گے۔ وہاں کچھ دنوں کے لئے انہوں نے تجارت کیا۔ پھر وہ دہلی مرکنٹائل اسکول میں استاذ کی حیثیت سے بحال ہوگئے۔ پھر کراچی یونیورسیٹی میں اسٹنٹ پروفیسر ہوگئے۔ پھر ۱۹۶۳ء میں لیکچرر ہوگئے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد انہوں نے اسلامک ریسرچ ڈیپارٹمنٹ میں اسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے تعلیم دیا۔ ۲ر فروری ۱۹۷۰ء میں وہ اس شعبہ کے صدر ہوگئے۔ مولانا صرف اسلامیات کے اسکالر نہیں تھے۔ بلکہ تاریخ اور فارسی کے بھی اسکالر تھے۔

ان کی تصانیف اعلیٰ قسم کے ہیں۔ ان کی تصانیف میں ادب کا عنصر غالب ہے۔ ان کی تصانیف میں انکار حدیث کا پس منظر، اسلامی اصول اور ان کا سرچشمہ، اسلامی معلومات کی تاریخ، جوہر رسالت، ٹیچر اور اسلام، حسینی دعوت، حج اور اس کے حقوق، صراط مستقیم اور قرآن فہمی کے صحیح اصول قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ تقریباً ۷۵ رمضامین ملک کے موقر رسائل وجرائد میں شائع ہوئے۔ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۷۳ء تک ریڈیو پاکستان سے ان کے اسلامی اور تاریخی تقاریر نشر کئے جاتے رہے۔

۱۹۷۴ء میں حج کیلئے گئے۔ وہیں آپ کا انتقال ۱۰ رمحرم ۱۳۹۴ء مطابق ۱۹۷۴ء کو اسی تاریخ کو ہوا جس تاریخ کو آپ کی پیدائش ہوئی تھی۔

18 مولانا محمد ابراہیم تاباں پورینوی

مولانا محمد ابراہیم کے والد کا نام شیخ عنایت علی تھا۔ ضلع پورنیہ کے ایک مردم خیز بستی ملکی میں تقریباً ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ رئیس خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ گھر ہی پر تعلیم وتربیت ہوئی۔ اور تعلیم کی تکمیل کی۔

آپ کا سب سے بڑا کارنامہ مدرسہ تنظیمیہ بارا عیدگاہ پورنیہ کا قیام ہے۔ آپ نے مدرسہ قائم کیا اور اس کو ایک معیاری مدرسہ بنایا۔ مدرسہ کے ذریعہ ملک وملت کی اہم خدمت انجام دی، لوگوں میں تعلیم سے دلچسپی پیدا کرائی۔ اور تہذیب وتمدن سے آشنا کرانے میں اہم رول ادا کیا۔

مولانا مضمون نگاری میں ماہر تھے۔ قافلہ، انسان اور کارواں میں ان کے مضامین چھپتے تھے

مولانا نے پورنیہ کے کلہیا برادری کا تعارف کرایا۔ اور تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ کلہیا برادری کے لوگ حقیقت میں صدیقی ہیں۔

آزادی سے قبل گاندھی جی اور پنڈت جواہر لال نہرو سے کئی مرتبہ ملاقات کی جس سے سیاسی دلچسپی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

مولانا عربی وفارسی میں مہارت رکھتے تھے۔ مسدس حالی، شکوہ، پندنامہ وغیرہ کتابیں زبانی یاد تھیں۔

مولانا کی وفات ۱۸ رنومبر ۱۹۸۲ء کو ۳ ربجے دن میں ہوئی۔ اور ملکی میں مدفون ہوئے۔

19 مولانا محمد اسرائیل بھوجپوری

مولانا محمد اسرائیل بن حافظ مراد علی ضلع بھوجپور کے صدر مقام شہر آرہ کے تری محلّہ میں اپنے آبائی مکان کے اندر ۲۱/ مارچ ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد کی نگرانی میں شروع ہوئی۔ سات سال کے ہوئے تو والد کا وصال ہو گیا۔ آپ کی والدہ نے آپ کو حضرت مولانا عبد الرشید رانی ساگریؒ کی تربیت میں دیدیا۔ حضرت رانی ساگری نے آپ کی تعلیم و تربیت شروع کی، ان دنوں حضرت رانی ساگری مدرسہ مصباح العلوم آسنسول میں صدر المدرسین کی حیثیت سے تدریسی خدمت انجام دے رہے تھے۔ مولانا محمد اسرائیل کا داخلہ اسی مدرسہ میں کرادیا گیا۔ اس طرح حضرت رانی ساگری کی نگرانی میں تعلیم و تربیت کی تکمیل کی۔

حضرت رانی ساگریؒ نے اپنے شاگردوں کو اپنے اپنے حلقہ میں دینی تعلیم کی اشاعت و فروغ کے لئے مکاتیب و مدارس کے قیام کی جانب متوجہ کیا۔ چنانچہ آپ کے تمام ساتھیوں نے اپنے اپنے علاقہ میں مدرسہ قائم کئے۔ مولانا اسحٰقؒ نے کواتھ میں مدرسہ رشیدیہ قائم کیا۔ مولانا رحمت اللہؒ نے چترا میں مدرسہ رشید العلوم قائم کیا۔ اسی طرح مولانا اسرائیلؒ نے ضلع بھوجپور کے قصبہ رانی ساگر میں مدرسہ فیض الرشید قائم کیا۔ لیکن ماحول کی نامساعدت کی وجہ سے چند ماہ کے بعد مدرسہ بند ہو گیا۔ چنانچہ حضرت رانی ساگریؒ کے ایماء پر مدرسہ رشیدیہ کواتھ میں بحیثیت استاذ کام کرنے لگے۔ تقریباً بیس سال تک اپنے ساتھی مولانا اسحٰقؒ کے ساتھ کواتھ میں تعلیمی و تربیتی نظام کو چلاتے رہے۔ مدرسہ میں ابتداء سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اس مدرسہ سے بہت سے علماء فارغ التحصیل ہوئے۔ جو ملک و ملت کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

آپ کے ایک شاگرد مولانا عبد الرشید بھوجپوری نے مدرسہ رشیدیہ کواتھ سے فراغت کے بعد حضرت مولانا رانی ساگری کے مشورہ سے ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء میں جامعہ عربیہ اشرفیہ نیا بھوجپور کو قائم کیا تھا۔ انہوں نے حضرت رانی ساگریؒ سے درخواست کر کے مولانا اسرائیل صاحب کو جامعہ اشرفیہ نیا بھوجپور میں لے آئے۔ اور صدر المدرسین کی حیثیت سے کام شروع کیا۔ آپ کے زمانہ میں مدرسہ نے کافی ترقی کی۔

مولانا نے علاقہ میں اصلاحی تحریک چلا کر عوام کی اصلاح میں خاص طور پر حصہ لیا۔ ہزاری باغ، رانچی، اڑیسہ کے چھوٹے چھوٹے گاؤں، قصبوں اور شہروں میں دورہ کر کے تعلیمی و اصلاحی خدمات انجام دیئے۔ آج بھی جو کچھ اس علاقہ میں نظر آتا ہے انہیں حضرات کا فیض ہے۔

مولانا جمعیۃ علماء ہند اور جماعت تبلیغی سے بھی تعلق رکھتے تھے۔ اور ان کے پروگرام میں شرکت کرتے تھے۔

مولانا کے شاگردوں کی کثیر تعداد ہے جو ملک و بیرون ملک قوم وملت کے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مولانا حضرت رانی ساگری سے بیعت اوران کے خلیفہ تھے۔

مولانا نے تعلیم کے ساتھ رشدوارشاد کے میدان میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

۳رمئی ۱۹۸۶ء سنیچر کے دن بعد نماز ظہر آپ کا انتقال ہوااور رشیدی قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی۔

20 مولانا سید احمد عروج قادری اورنگ آبادی

مولانا سید احمد عروج قادری بن مولانا سید عبید اللہ قادری کی ولادت ۱۵ر ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ بمطابق ۲۴ر مارچ ۱۹۱۲ء کو ضلع اورنگ آباد (بہار) کے ایک تاریخی، علمی واسلامی خانوادہ آستانہ عالیہ اجھر شریف میں ہوئی۔ مولانا کی ابتدائی تعلیم اجھر شریف میں ہوئی۔ اس کے بعد مدرسہ محمدیہ پٹنہ اور مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ کے طالب علم رہے۔ اور مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ سے فاضل کی سند حاصل کی۔ تمام تعلیم کی تکمیل اپنے والد کی نگرانی میں کی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد مولانا مختلف مدارس میں مدرس رہے۔ درس وتدریس کا پہلا دور مدرسہ خانقاہ سہسرام سے شروع کیا۔ کچھ عرصہ مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں گذارا، پھر مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ میں درس وتدریس کے فرائض بحسن وخوبی انجام دے رہے تھے کہ جماعت اسلامی سے وابستگی کی وجہ سے وہاں سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی، اس کے بعد رام پور تشریف لے گئے۔ اور جماعت اسلامی کی ثانوی درسگاہ رام پور میں درس وتدریس کا کام شروع کیا۔ چند ہی سال بعد ذمہ داران جماعت نے ماہنامہ زندگی کی ادارت آپ کے سپرد کردی، جسے آپ نے قبول کرلیا۔ اور یہیں سے مولانا نے صحافتی زندگی کا آغاز کیا۔

مولانا کے والد حضرت سید شاہ عبید اللہ قادری محمد جان کی مسجد میں درس قرآن دیا کرتے تھے۔ مولانا اس میں برابر شریک ہوتے۔ انہوں نے ایک بار فرمایا کہ قرآن کے اسرار ورموز اور قرآن فہمی مجھے میرے والد سے حاصل ہوئی۔ اور میرا یہ ذوق برابر بڑھتا گیا۔ اور میں قرآن سے قریب سے قریب تر ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ میری سب سے بڑی محسن کتاب بن گئی۔

تحریک جماعت اسلامی سے قربت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے چھوٹے چھوٹے اسلامی

لٹریچر کے مطالعہ سے ہوئی۔ اور یہ وابستگی آخری دم تک برقرار رہی۔ بلکہ انہوں نے اپنے آپ کو تحریک کے لئے وقف کر دیا۔

۱۹۶۰ء سے ادبی ماہنامہ دانش (چند شمارے) اور زندگی کی ادارت کے فرائض انجام دینے شروع کئے۔ جس کا سلسلہ ۱۷ مئی ۱۹۸۶ء تک رہا۔ ان کے دور ادارت میں رسالہ زندگی کا معیار اپنی انتہائی بلندیوں کو چھو رہا تھا۔

مولانا ایک صاحب طرز ادیب وانشاء پرداز تھے۔ زبان نہایت شستہ سلیس اور عام فہم استعمال کرتے تھے۔ ان کا طرز نگارش منفرد نظر آتا ہے۔ یہ صرف تحریر تک ہی محدود نہیں بلکہ تقریر، درس قرآن وحدیث میں بھی یہی زبان استعمال کرتے تھے۔

مولانا سید احمد عروج قادری اپنے زمانہ کے ایک جید عالم تھے۔ آپ نے جماعت اسلامی کے لئے بڑی قربانی پیش کی۔ آپ امیر جماعت اسلامی کے عدم موجودگی میں بار بار مختلف مواقع پر امیر کی حیثیت سے تمام ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیا۔ مسلم پرسنل لا بورڈ اور مجلس مشاورت کے سرگرم رکن تھے۔

آپ نے جس طرح نثر کے ذریعہ دین کی نشر واشاعت کے فرائض انجام دیئے، اسی طرح نظم کو بھی اس مقصد کے لئے زیادہ استعمال کیا۔ آپ ادب اسلامی کے حامی تھے۔ آپ ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کی شاعری میں صحتمند مقصدیت، زندگی کی اعلی قدروں کی تاب ناکی، جوش بیان، صداقت، حکمت وبصیرت اور دعوت فکر وعمل پائی جاتی ہے۔ آپ کے تین شعری مجموعہ بہجت سفر، تحفہ زنداں اور فیض کعبہ شائع ہو چکے ہیں۔ "تحفہ زنداں" یہ مجموعہ جولائی ۷۵ء سے جنوری ۷۶ء تک دور اسیری کی یادگار ہے۔ جب جماعت اسلامی پر پابندی لگا دی گئی تھی اور جماعت کے بے شمار ارکان وکارکنان کے ساتھ مولانا کو بھی گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا گیا تھا۔

مولانا کی مندرجہ ذیل تصنیفات ہیں:

عبد الحق محدث دہلویؒ حیات اور کارنامے، حلیۃ الہی، فسادات کا علاج، امت مسلمہ کا نصب العین، شیخ عبد القادر جیلانی کی زندگی کا اصلی کارنامہ، حضرت یوسف قرآن کے آئینہ میں، آداب ازدواج حدیث کی روشنی میں۔ اقامت دین فرض ہے، اولیاء اللہ، عشر وزکوۃ اور سود کے چند مسائل، مقصد زندگی، تصوف کی تین اہم کتابیں، عصر حاضر میں دین کی تفہیم وتشریح پر ایک نظر، اسلامی تصوف، عبادات واصلاح وتربیت۔

۱۳ مئی ۱۹۸۶ء کی شب میں پیٹ میں شدید درد ہوا، رات ہی میں معالج بلائے گئے۔ یہ سلسلہ ۱۶ مئی تک چلتا رہا۔ معالج آتے رہے، جاتے رہے۔ لیکن مرض کی صحیح تشخیص اس وقت ہوئی جب مرض انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ ۱۶ مئی کی شب میں صدر اسپتال لے جائے گئے اور اسی رات ۱۲ بجے بریلی اسپتال

لے جائے گئے۔ وہیں ۷/رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۷/مئی ۱۹۸۶ء بروز سنیچر ۴/بجے صبح انتقال ہوگیا۔ ٹیکسی کے ذریعہ میت کو رام پور لایا گیا۔ ساڑھے آٹھ بجے صبح میں جنازہ رام پور پہنچا۔ عوام کے اصرار پر تجہیز و تکفین کے لئے وقت ۱۱/بجے شب متعین کیا گیا۔ افطار و تراویح سے فراغت کے بعد بورڈنگ ہاؤس میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اور تدفین اونچی مسجد (جس میں مولانا نماز پڑھتے تھے) سے متصل قبرستان میں ہوئی۔

21 مولانا اصغر حسین خاں گیاوی

مولانا اصغر حسین بن چاند خاں کی پیدائش ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء میں موضع گوگا ضلع گیا میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند گئے۔ وہاں چند برسوں تک تعلیم حاصل کی۔ پھر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور چلے آئے اور یہیں سے فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد مولانا نے تبلیغ و ارشاد کا کام شروع کیا۔ آپ کی ذات سے لوگوں کو بہت فیض حاصل ہوا۔ تبلیغی جماعت سے وابستہ تھے اور جماعتی کاموں میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ گیا شہر میں دوکان تھی، وہاں بیٹھتے تھے۔

آپ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت تھے، ان کے انتقال کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ جو ان کے استاذ بھی تھے رجوع کرلیا تھا۔

مولانا کے ساتھیوں میں حضرت مولانا محمد یوسفؒ سابق امیر جماعت تبلیغ اور حضرت مولانا انعام الحسنؒ سابق امیر جماعت قابل ذکر ہیں۔

آپ کا تعلق حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اور ڈاکٹر اشتیاق قریشی سے بھی تھا۔

حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی اور مولانا عبدالرشید رانی ساگری آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔

مولانا اصغر حسین نے تحریک آزادی میں بھی حصہ لیا اور تحریک آزادی کے ایک فعال کارکن تھے، مولانا مظہر الحق اور شری جے پرکاش نارائن سے گہرے تعلقات تھے۔

مولانا اصغر حسین صاحب گیا ضلع کے مشہور عالم دین تھے۔ آپ کا شمار گیا شہر کے سربرآوردہ لوگوں میں ہوتا تھا۔ آپ یہاں کے قومی، ملی اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔

آپ کئی دینی تعلیمی اداروں کے سرپرست تھے، آپ نے گیا ضلع اوقات کمیٹی کے صدر کی حیثیت سے کئی اہم کام انجام دیئے۔ آپ کا مدرسہ انوار العلوم گیا کے نظم وانتظام اوراس کی تعمیر وترقی میں اہم رول رہاہے۔

مولانا ندوۃ العلماءلکھنؤ کی مجلس عاملہ کے ممبر تھےاور امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے بھی رکن تھے۔

ہندوستان گیر پیمانہ پر تبلیغی جماعت کے افراد کو جوڑنا اور اسلامی تعلیمات کے لئے کوشاں رہنا ان کی فطرۃ ثانیہ تھی۔

۲۱/اپریل ۱۹۸۷ءکو ساڑھے بارہ بجے شب میں مولانا اصغر حسین کا انتقال گیا میں ہوگیا ۔آپ کی نماز جنازہ ریلوے میدان گیا میں حافظ واسع صاحب امام مسجد معروف گنج نے پڑھائی اور ۲۲/اپریل ۱۹۸۷ءکو بعد نماز عصر کریم گنج قبرستان میں دفن کئے گئے۔انتقال کے وقت ان کی عمر ۰ ۷ سال کی تھی۔

22 مولانا اقبال احمد گوپال گنجی

مولانا اقبال احمد اپنے آبائی گاؤں مقصد پور ضلع گوپال گنج میں ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء پیدا ہوئے۔ وفات کے وقت ان کی عمر تقریباً ۶۵ سال کی تھی۔اس طرح ان کا سال پیدائش ۱۹۳۴ءنکلتا ہے۔مولانا نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔عربی وفارسی کی تعلیم مختلف اداروں میں حاصل کی۔انہوں نے مدرسہ اسلامیہ بتیا چمپارن، مدرسہ حمیدیہ گودنا سارن اور مدرسہ بیت العلوم سرائے میر اعظم گڑھ میں تعلیم حاصل کی۔ پھر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور یوپی میں داخل ہوئے اور وہیں سے ۱۹۵۸ء میں فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد تدریسی وتبلیغی انداز میں قوم وملت کی خدمت کرنے لگے۔شہر گوپال گنج کے ایک مدرسہ سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔پھر ۱۹۶۰ءمیں سیوان کے تیل ہٹہ بازار میں جامع سراج العلوم کو قائم کیا۔مولانا کا یہ اقدام ایک مدبرانہ اقدام تھا۔اس سرزمین پر مدرسہ سراج العلوم کو چلالینا مولانا کا کام تھا۔مختلف مشکلات سے دوچار ہوتے رہے۔مدرسہ کوترقی دیا۔آج یہ مدرسہ صوبہ بہار کے اہم مدارس میں سے ہے۔

امارت شرعیہ کی جانب سے سیوان، گوپال گنج کے لئے دارالقضاء کا قیام عمل میں آیا تو مولانا

موصوف کو قاضی شریعت بنایا گیا۔ مولانا نے اس کام کو حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیا۔

مولانا اقبال احمد محض ایک مہتم نہیں تھے بلکہ خداداد غیر معمولی صلاحیت کی وجہ سے ہمہ گیر خدمات انجام دیتے تھے۔ اس علاقہ میں مسلمانوں کے درمیان رونما ہونے والے باہمی اختلافات میں عام طور پر مولانا ہی فیصل ہوتے تھے۔ ان کے فیصلے قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے اور تسلیم کئے جاتے تھے۔ مولانا متعدد گاؤں میں بچوں اور بچیوں کی تعلیم کے لئے مکاتیب قائم کئے۔ طبیعت میں تواضع اور خاکساری حد درجہ تھی اس لئے شہرت سے دور رہے۔

مولانا کو دعوت وتبلیغ سے بھی والہانہ وابستگی تھی۔ مدرسہ اور قضا کی ذمہ داریوں کے باوجود پورے علاقہ میں تبلیغی دورے کرتے اور دینی اجتماع میں شرکت کرتے تھے۔

مولانا اپنے وقت کے جید عالم، منتظم اور فعال دینی کارکن تھے۔ آخر وقت میں بیمار رہنے لگے تھے۔ صدر جمہوریہ کے معالج ڈاکٹر محسن علی کے زیر علاج رہے۔ لیکن افاقہ نہ ہوا اور اسی بیماری میں وفات پاگئے۔

مولانا کا انتقال ۲۲ / جمادی الاولی ۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۸ / اکتوبر ۱۹۹۵ء بروز بدھ صبح آٹھ بجے دہلی میں ہوا۔ جنازہ سیوان لایا گیا اور مدرسہ سراج العلوم کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔

23 مولانا محمد اویس مظفر پوری

مولانا محمد اویس کی پیدائش ضلع مظفر پور (حال ضلع سیتامڑھی) کے ایک قصبہ رائے پور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم رائے پور میں حاصل کی۔ عربی کی تعلیم کے لئے مدرسہ امدادیہ دربھنگہ اور جامع العلوم مظفر پور کا سفر کیا۔ اور وہاں متوسطات کی تعلیم حاصل کی۔ اعلی تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند گئے۔ اور وہیں سے ۱۹۵۸ء میں فراغت حاصل کی۔ دارالعلوم دیوبند میں مولانا شیخ فخر الدین مرادآبادی (م ۱۳۹۲ھ)، حضرت علامہ ابراہیم بلیاوی (م۔ ۱۳۸۷ھ)، مولانا سید حسن دیوبندی (م ۱۳۸۱ھ)، مولانا عبدالاحد دیوبندی (م۔ ۱۳۹۹)، مولانا معراج الحق دیوبندی (م ۱۴۱۳ھ)، حضرت علامہ محمد حسین بہاری (م ۱۴۱۳ھ) سے اکتساب علم وفضل کیا۔ مولانا ذہین اور صاحب صلاحیت تھے۔ طلبہ کے درمیان آپ کی علمی قابلیت اور صلاحیت کا شہرہ تھا۔ اساتذہ شفقت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

فراغت کے بعد مختلف تعلیمی اداروں میں تدریسی خدمات انجام دیئے۔ مدرسہ امدادیہ لہریاسرائے

در بھنگہ میں تقریباً ۱۶؍سال تدریسی خدمات انجام دیئے۔اس طرح جامعہ رحمانی مونگیر میں حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی (م ۱۹۹۱ء) کے زیر سایہ درس وتدریس کی خدمت انجام دیا۔

مدرسہ اشرف العلوم کنہواں ضلع سیتامڑھی کے ناظم مخدوم بہار حضرت مولانا طیبؒ (م ۱۹۹۱ء) کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ۱۴۰۶ھ میں بحیثیت صدرالمدرسین تشریف لائے۔تقریباً ساڑھے چار سال تک اس ادارہ سے منسلک رہے۔مدرسہ اشرف العلوم کے بعد جامعہ عربیہ شمس العلوم شاہدرہ دہلی تشریف لے گئے اور مدرسہ کے تعلیمی معیار کو بہت بلند کیا۔پھر حضرت مولانا قاری صدیق احمد باندوی کی خواہش ودعوت پر جامعہ عربیہ باندہ تشریف لے گئے۔مگر وہاں کی آب وہوا راس نہ آئی۔مجبوراً پھر دوبارہ دہلی آگئے۔اور دہلی میں نانگلوئی میں دارالعلوم قاسمیہ کی بنیاد ڈالی جو آج کل ایک مشہور دینی ادارہ ہے۔

مولانا ایک کامیاب استاذ تھے۔آپ کے تین رسالے شائع ہوئے۔باقی مسودات کے بھی شواہد ملتے ہیں۔خدا کرے ان کے مسودات کی حفاظت اور طباعت کی کوئی سبیل نکل آئے۔مولانا کے طبع رسالوں میں طلاق ثلاثہ،تصوف ایک مطالعہ اور تاریخ اشرف العلوم کنہواں ہے۔

مولانا اردو زبان کے ادیب اور شستہ انشاء پرداز بھی تھے۔اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں اشعار کہتے تھے۔

مولانا جملہ مروجہ علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے۔آپ کا مطالعہ نہایت وسیع اور نظر میں کافی گہرائی اور گیرائی تھی۔آپ ایک جید عالم اور تجربہ کار مدرس تھے۔

مولانا محمد اویسؒ سے اکثر ملاقات کا موقع ملا۔مولانا تقریر وتحریر دونوں میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔دہلی کے سفر کے موقع پر مولانا سے ملاقات نہیں کرسکا۔فون پر بات ہوئی۔پھر خبر آئی کہ مولانا کا انتقال ہوگیا۔

مولانا کا انتقال ۳؍جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۵؍ستمبر ۱۹۹۸ء کو جمعہ کے دن دہلی میں ہوا۔اور وہیں دارالعلوم قاسمیہ نانگلوئی دہلی کے صحن میں مدفون ہوئے۔

24 مولانا محمد اسحٰق قاسمی مونگیری

مولانا محمد اسحٰق ضلع مونگیر حال ضلع بیگوسرائے میں ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔اس کے بعد ثانوی تعلیم کی تحصیل کی غرض سے جامعہ رحمانی مونگیر

میں داخلہ لے کر علم کی تحصیل میں مشغول ہو گئے۔ یہاں کی تعلیم جب پوری ہوگئی تو پھر درس نظامی کی آخری تعلیم کی تکمیل کے غرض سے دارالعلوم دیوبند کا سفر کیا۔ وہاں داخلہ لے کر اس وقت کے اساتذہ کرام سے علم کی تحصیل میں منہمک ہو گئے۔

حضرت مولانا فخر الدین احمدؒ مرادآبادی، شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا نصیر احمد خاں بلند شہری، حضرت مولانا معراج الحقؒ دیوبندی، حضرت علامہ مولانا ابراہیمؒ بلیاوی، حضرت مولانا فخر الحسنؒ مرادآبادی، حضرت مولانا محمد حسین بہاری وغیرہم سے دورۂ حدیث پڑھ کر ۱۳۷۸ھ بمطابق ۱۹۵۸ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ فراغت کے بعد اپنے شہر و ضلع بیگوسرائے ہی میں ایک کتب خانہ کتابستان بیگوسرائے کے نام سے کھول کر کتب فروشی میں مشغول ہو گئے۔ خارج اوقات میں دعوت و تبلیغ کا کام کرتے تھے۔ پوری عوام آپ کی گرویدہ تھی۔ مولانا آخری عمر کی ایام میں مدارس دینیہ کی پرانی روایت اور قوم کی ان اداروں سے بے توجہی کی وجہ سے کافی فکرمند رہا کرتے تھے۔ جس سے تحریک پاکر علمی اور تعلیمی خوبیوں سے مزین ضروریات دین کو اساس و بنیاد بناتے ہوئے ایک خاکہ مرتب کیا اور ۱۹۹۷ء میں چند بچوں بچیوں کی تربیت شروع کی۔ جس سے متاثر ہوکر علماء، دانشوران قوم نے آپ کو مجبور کیا کہ اس کو باضابطہ ادارہ کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے حوصلہ پاکر ۱۹۹۷ء میں بیگوسرائے شہر کی اتر جانب ہر دیا مقام پر جامعہ فاروقیہ کے نام سے ایک دینی ادارہ قائم کیا۔

آپ کے ہم سبق اور ہم عصر ساتھیوں میں مولانا ریاست علی بجنوری سابق ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند، مولانا سید سراج نائب مہتمم مرکز العلوم سونگڑہ کٹک، مولانا جلال مہتمم مدرسہ اسلامیہ شیلانگ، مولانا سید منظور عالم قاسمی سکریٹری اردو اکیڈمی صوبہ اڑیسہ، مولانا ولی رحمانی خانقاہ رحمانی مونگیر وغیرھم قابل ذکر ہیں۔

مورخہ ۱۵؍ربیع الآخر ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۷؍جون ۲۰۰۲ء کو رات کے وقت ہرنیا کے آپریشن کے دوران آپ کا انتقال ہوگیا۔ شہر کی جامع مسجد میں بعد نماز عصر جنازہ کی نماز ادا کی گئی۔ اور جامع مسجد کے قریب ہی جاگیر محلہ کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

25 مولانا محمد اسحٰق بھوجپوری

مولانا محمد اسحٰق کے والد کا نام نعمت علی خاں تھا۔ آپ کی پیدائش موضع کسیان نزد مٹھلا ضلع

بھوجپور میں ۱۲۹۵ھ/۱۸۸۱ء کو ہوئی۔ صغرسنی میں آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ مولانا کے والد آپ کی نانیہال بیٹھواں میں طبابت کرتے تھے۔ مولانا پانچ سال ہی کے تھے کہ ان کے والد نے نانیہال پہنچا دیا۔ پھر مولانا نے اپنی نانیہال بیٹھواں میں ہی سکونت اختیار کرلی۔

آپ کی ابتدائی تعلیم نیمنول کے ایک گروجی سے شروع ہوئی۔ پھر آپ نے پرائمری اسکول میں داخلہ لے لیا۔ وہاں سے سرچپورہ مڈل اسکول میں چلے آئے۔ پھر آپ کے والد کا انتقال ہوگیا۔ دادی کی سرپرستی میں تعلیم شروع کی۔ اسی زمانہ میں اسکول کی تعلیم چھوڑ کر مدرسہ کی تعلیم کی جانب متوجہ ہوئے۔ کواتھ کے حافظ افضل صاحب بیٹھواں میں قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے۔ ان سے مولانا نے قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ پھر آپ دھنباد چلے آئے۔ اس وقت آپ کی عمر چودہ سال کی تھی۔ آپ ریلوے لوگو فورس مین کے دفتر میں چپراسی کی حیثیت سے بحال ہوگئے۔ چونکہ مولانا ہندی انگریزی اور اردو جانتے تھے۔ اس لئے مولانا کو بحیثیت ماسٹر گھنڈی تبادلہ کردیا گیا۔ مولانا نے جوائننگ لیٹر اور ریلوے پاس تو لے لیا لیکن گھنڈی کے بجائے پٹنہ چلے آئے۔ پٹنہ ضلع کے سکراواں میں حفظ شروع کردیا۔ پھر کانپور وہاں سے دہلی اور دہلی سے مرادآباد چلے آئے۔ اور یہیں کے ایک گاؤں میں سلیم پور میں حفظ کی تکمیل کی۔ پھر آپ گھر آئے اور وہاں سے ملازمت کے ارادہ سے آسنسول پہنچے۔ اور ایک مسجد میں امام ہوگئے۔ اسی درمیان حضرت مولانا عبدالرشید رانی ساگری سے ملاقات ہوئی۔ ان دنوں مولانا مدرسہ مصباح العلوم میں درس دیتے تھے۔ مولانا نے مزید تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دلائی۔ چنانچہ مولانا ہی کے زیر تربیت اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کی۔ اور اسی مدرسہ میں آپ کی بحالی ہوگئی۔

جب حضرت رانی ساگری نے آسنسول چھوڑا تو مولانا نے بھی آسنسول چھوڑ دیا۔ اسی دوران مولانا نے رؤساء کواتھ کے نام خط لکھا جس میں کواتھ میں مدرسہ قائم کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ فیروز خاں صاحب نے مولانا کی خواہش کا احترام کیا۔ چنانچہ ۱۹۲۵ء میں مولانا طلبہ کو ساتھ لے کر کواتھ پہنچ گئے۔ اس طرح مدرسہ رشیدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ مولانا موصوف نے مدرسہ رشیدیہ کواتھ کو بام عروج پر پہنچایا۔ اسی اثنا میں قصبہ کواتھ کانگریس اور مسلم لیگ کے بحران میں پھنس گیا۔ مولانا کانگریس کے حامی تھے اس لئے سیاسی چپقلش نے مولانا کو مدرسہ چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اور پھر مدرسہ چھوڑ کر کانپور چلے گئے۔ اور مدرسہ جامع العلوم کانپور میں تفسیر کے استاذ کی حیثیت سے بحال ہوگئے۔ پھر حضرت مولانا عبدالرشید کے حکم سے زمانیہ کے مدرسہ میں تدریسی خدمت انجام دیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا رانی ساگری نے آپ کو کلٹی بھیجدیا۔ آپ وہیں تھے کہ حضرت مولانا رانی ساگری کا وصال ہوگیا۔

مولانا محمد اسحٰق کی ضرورت مدرسہ رشیدیہ کو زیادہ تھی۔ مدرسہ زبوں حالی کا شکار ہوگیا تھا۔ چنانچہ

لوگوں کے اصرار پر ۱۹۵۴ء میں مدرسہ رشیدیہ کی سرپرستی قبول کرلی۔اور مدرسہ کو بام عروج پر پہنچایا۔ساتھ ہی کواتھ اور علاقہ کی بے حد خدمت کی۔

حضرت مولانا کو آخری دور میں امارت شرعیہ بہار واڑیسہ کی جانب سے ضلع رہتاس و بھوجپور کا قاضی مقرر کیا گیا۔آپ نے دارالقضاء کے کام کو حسن وخوبی انجام دیا۔

حضرت مولانا محمد اسحٰقؒ ایک بے مثال مدرس تھے۔آپ کو ترجمہ،تفسیر،احادیث،فقہ،عربی ادب اور قواعد پر کافی عبور حاصل تھا۔

ایک سو چار سال کی عمر میں اتوار کے دن مورخہ ۱۹ر صفر ۱۴۰۶ھ بمطابق ۳ر نومبر ۱۹۸۵ء کو آپ کا وصال ہوگیا۔اور موضع بھٹواں میں مدفون ہوئے۔

26 ملا ابوالحسن دربھنگوی

ملا ابوالحسن، مخدوم شاہ برکت اللہ قتال اہل مزار مخدوم گنج متعلقہ دربھنگی کی اولاد میں سے تھے۔اور ایک بڑے عالم تھے۔عالمگیر بادشاہ دہلی کے دربار میں کسی خاص خدمت پر سرفراز تھے۔زیب النساء بیگم دختر شاہ عالمگیر بادشاہ کو پڑھاتے تھے۔اسی سبب سے قاضی اللہ ان کے بیٹے کو ایک سو ایک مواضع ضلع ترہت میں بطور جاگیر ملے تھے۔جس کے باعث ان کے گھر میں ہمیشہ دولت واقبال رہا۔ان کے خاندان میں شیخ حشمت علی عرف ملا جاہ اور شیخ فراست وغیرہ بہت لوگ موجود ہیں۔یہ لوگ شریف اور عالی خاندان ہیں،انہیں کے گھر میں موئے مبارک مسلمان کے پیغمبر (حضور نبی کریم ﷺ) کا ہے۔ہر سال دوازدھم ربیع الاول کو لوگ جمع ہوکر زیارت کرتے ہیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

27 شیخ محمد اسحٰق عرف پیر دمڑیا بہاری

شیخ محمد اسحٰق عرف پیر دمڑیا کا سنہ پیدائش ۱۲۳۲ھ/۱۲۲۴ فصلی ہے۔ان کی تصنیف،جذبات شفینہ میں یہی درج ہے۔

حضرت شیخ محمد اسحٰق پیر دمڑیا علوم ظاہری اور علوم باطنی دونوں میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ اور اپنے علم وفضل کی وجہ سے ممتاز تھے۔ آپ حضرت شاہ مجتبےٰ حسین محلہ دائرہ بہار شریف کے جد اعلیٰ تھے۔

شیخ محمد اسحٰق کے دو رسالہ شاہ مجتبیٰ حسین کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہیں، ان میں سے ایک کا نام اصول احکام شرع اور دوسرے کا نام جذبات معینیہ ہے۔

رسالہ جذبات معینیہ جو بیس صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ رسالہ اجمیر کا سفر نامہ ہے۔ جبکہ رسالہ اصول احکام شرع ۱۳۱ر صفحات پر مشتمل ہے اس میں شریعت کے اصول سے بحث ہے۔ دونوں میں اشعار کثرت استعمال سے ہیں۔

آپ شاعر بھی تھے اور فقرت تخلص کرتے تھے۔ آپ کے اشعار مذکورہ بالا دونوں رسائل میں بکثرت موجود ہیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

28 مولانا میر سید اولاد حسین آروی

مولانا میر سید اولاد حسین بلگرامی کے والد کا نام سید تفضل حسین تھا۔ لالہ سری رام نے ۱۸۶۹ء /۱۲۸۶ھ میں کواتھ میں پیدا ہونے کی اطلاع دی ہے۔ آپ کے دادا مولوی فدا حسین آرا میں وکالت کرتے تھے۔ غدر کے بعد ان کی وکالت کی آرا میں دھوم تھی۔ ابتدائی فارسی اپنے دادا سے اور عربی صرف ونحو مرزا ابوتراب کشمیری سے لکھنؤ جا کر پڑھی۔ پھر انگریزی تعلیم شروع کی ۱۸۹۴ء میں مدرسی اختیار کی۔ پنجاب یونیورسیٹی سے منشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحانات پاس کئے۔ کچھ عرصہ مدرسہ عالیہ کلکتہ میں بھی کام کیا۔ ۶ر فروری ۱۹۰۱ء کو مدرسہ عالیہ رام پور میں مدرس ہو گئے۔ کئی سال اورینٹل کالج لاہور میں بھی رہے۔ ۱۷ر ستمبر ۱۹۳۸ء کو وہاں سے ریٹائر ہوئے۔ رام پور کے محلہ لال مسجد میں امامت اختیار کی اور طلبہ کی راہنمائی کرتے رہے۔

شعروشاعری کا ذوق رکھتے تھے اور شاداں تخلص کرتے تھے۔

علم عروض اور علم بلاغت پر کافی دسترس رکھتے تھے۔ رسالہ فلسفہ زبان وفلسفہ خواب، تنقید مثنوی گلزار نسیم وغیرہ مطبوعہ ہیں، ۱۹۴۶ء تک رام پور ہی میں تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

29 مولانا حکیم محمد احسن استھانوی

مولانا حکیم محمد احسن استھانواں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ یوپی کے مختلف مدارس میں داخل ہوکر تکمیل کی۔ فراغت کے بعد استھانواں میں قیام رہا۔

مولانا جڑی بوٹیوں کے خواص پر گہری نظر رکھتے تھے۔ اکثر انہیں سے جوشاندہ اور معجون تیار کرتے تھے۔ خدمت خلق کے لئے طبابت کرتے تھے۔ غریبوں کو مفت دوائیں دیتے۔ مالداروں سے صرف دوا کی قیمت لیتے تھے۔

مولانا تصنیف وتالیف کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ فارسی قواعد میں ایک کتاب احسن المصادر تالیف کی جو طبع بھی ہوئی۔ قواعد آسان زبان میں لکھا۔ قواعد کو ذہن نشینی کرانے کے لئے تمرین کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔

مبتدی طلبہ کے لئے یہ کتاب بہت مفید تھی۔ یہ دونوں کتابیں اب نایاب ہیں۔

مولانا نے استھانواں میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

30 مولانا محمد اشرف بہاری

مولانا اشرف بہاری بہار کے مایۂ ناز عالم دین تھے۔ آپ حضرت مولانا شہباز محمد کے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کی تحریر سے حضرت مولاناؒ کی مجلس کے چند فیض یافتگان علمائے کرام:

''علماء میں علامہ ابوالفیض ومحمد بیگ وشیخ حسین سرہندی ومیر محمد جان لاہوری وشیخ معین الدین بہاری وحضرت شاہ باب اللہ چشتیؒ کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔ آپ کی قلمی تصنیف ''مظہر العجائب'' میں واقعات نقل کئے ہیں جو فارسی میں ہے۔

آپ اپنی کتاب میں واقعۂ تصحیح مشکوۃ المصابیح کی تفصیلات بیان کی ہیں وہ ایمان افروز ہیں، نیز مقامات سلوک کی آگاہی فراہم کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی واقعات نقل کئے ہیں۔ مگر آپ کی اس تصنیف کے ذریعہ آپ کی اپنی حیات کی تفصیلات نہیں ملتیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴾31﴿ حضرت ملا احسن اللہ بھاگلپوری

ملا احسن اللہ، مولانا شاہباز محمد کے پوتے حضرت ملا عبد السلام کے شاگرد اور خلیفہ تھے۔ آپ سادات دیورہ شریف میں سے تھے اور آپ کا تذکرہ ''کرسی نامہ سادات دیورہ'' (قلمی) میں موجود ہے۔ آپ حضرت مولانا عبد السلامؒ اور حضرت مولانا صالح محمد قدس سرہ کے وصال کے بعد ان کی جگہ درس وتدریس کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ عالم باعمل، صاحب تصنیف اور عربی وفارسی کے شاعر، عربی زبان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں ایک منقبت بطور قصیدہ لکھی جس کی فارسی شرح حضرت مولانا عاصل اول بن مولانا عاقل نے فرمائی۔ حضرت سلطان العارفین کی ''ستین شریف'' کی شرح بھی آپ نے عربی میں تصنیف کی جو ۲۴۰ صفحات پر مشتمل ہے اور جس کا فارسی ترجمہ حضرت مولانا عاصل اولؒ نے کیا۔ یہ کتابیں بفضلہ محفوظ ہیں۔

آپ بھاگلپور میں مدفون ہیں۔ آپ کی درگاہ ملاجی کی درگاہ کے نام سے مشہور ہے۔

﴾32﴿ مولانا محمد انوار الحق شہودی نازش سہسرامی

کنیت ابوالوفاء، نام محمد انوار الحق نسبت شہودی تھا۔ مولانا کے والد کا نام مولوی حافظ وصی الحق مسکین اصدقی سہسرامی، سن پیدائش ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء وطن محلہ شاہ ہارون سہسرام تھا۔ تعلیم کی ابتداء والد کی نگرانی میں ہوئی۔ سہسرام کے مشہور مدرسہ خیریہ نظامیہ سے حفظ مکمل کیا۔ کچھ برسوں تک مدرسہ سبحانیہ الہ آباد اور جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں تعلیم حاصل کی اور مدرسہ فیض الغرباء آرہ سے فراغت حاصل کی۔ اپنے والد حضرت وصی کے مرید ومجاز تھے۔ ان کے وصال کے بعد دائرہ حضرت وصی سجادہ نشیں کی حیثیت سے رشد وہدایت میں مشغول رہے۔ خانقاہ کبیریہ سہسرام میں مدرس رہے۔

سیاسی سطح پر جمعیۃ علماء ہند کے ساتھ تھے۔ پہلے اس کے مقامی شاخ کے ناظم ہوئے، پھر ضلع کی نظامت سپرد کی گئی۔ جمعیۃ علماء نے مکمل آزدی کی جو تجویز پیش کی اس کو آپ نے حسن خاں سوری کے روضہ پر منعقد ہونے والے اجلاس میں پڑھ کر سنایا۔ مولانا آزاد سے حد درجہ عقیدت رکھتے تھے۔ ضلع کے گرد ونواح میں ہر دلعزیز تھے۔ شہر کی علمی وادبی مجلسوں اور مشاعروں کے روح رواں تھے۔ مذہبی سطح پر شہر

کا یا شہر کے مذہبی اداروں کا کوئی مسئلہ آپ کے مشورہ کے بغیر حل نہیں ہوتا تھا۔

آپ کی تصنیفات میں حرف تمنا، وحدت الہ، شرف آدم، نقطہ عروج، حریم شوق مطبوعہ ہیں اور قابل ذکر ہیں۔

آپ کی غیر مطبوعہ کتابیں حسب ذیل ہیں:

شفق رنگ، کلیات نازش، تصوف و رہبانیت ایک مطالعہ، اخوت کا آفاقی مضامین (مطبوعہ مضامین کا انتخاب)، تلاش منزل، اسلام کا روحانی نظام، سرگزشت، مقالات مولانا انوار الحق، افادات شہودیہ، معاہدہ عمران اور غبار خاطر پر ایک نظر (تجزیاتی مطالعہ) کتاب الوفیات۔

مولانا شعر و شاعری سے گہری دلچسپی رکھتے تھے اور نازش تخلص کرتے تھے۔آپ کی غزلوں کا انتخاب حرف تمنا اور حریم شوق طبع ہو چکا ہے۔آپ کی شاعری پر ڈاکٹر زین رامش نے تحقیقی مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔وفات کا سال معلوم نہیں۔

33 مولانا سید شاہ اسماعیل کاکوی

مولانا سید شاہ محمد اسمٰعیل کے والد کا نام سید شاہ محمد سعید تھا جو کو جہاں آباد کے رہنے والے تھے، آپ کی ولادت ۱۵ر ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ مطابق یکم اگست ۱۹۲۰ء بروز اتوار اپنے نانیہال دانا پور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ حنفیہ دانا پور میں اور اعلیٰ تعلیم مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ میں حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ٹولیس انگلش ہائی اسکول خسرو پور ضلع پٹنہ میں ہیڈ مولوی کی حیثیت سے آپ کی بحالی ہوئی۔۱۹۴۶ء میں روائل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کے اسلامک سیکشن سے وابستہ ہو گئے۔۲۱ر نومبر ۱۹۴۸ء کو مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں بحیثیت مدرس جوائن کیا اور اپنی علمی طبیعت، شائستگی، ملنساری اور شگفتہ مزاجی کی وجہ سے طلبہ و معلمین کے درمیان بہت ہی مقبول رہے۔۳۱ر اکتوبر ۱۹۷۸ء کو وائس پرنسپل کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ریٹائرمنٹ کے بعد خدا بخش لائبریری پٹنہ میں عربی مخطوطات کی فہرست سازی پر مامور ہوئے۔۱۹۹۵ء سے خرابی صحت کی وجہ سے اپنے گھر پر رہتے تھے۔

مولانا اچھے مقرر بھی تھے۔اور اچھے شاعر بھی، روح تخلص کرتے تھے۔

مولانا کی وفات ۲۳ر اپریل ۱۹۹۸ء میں سفر حج کے دوران مکہ میں ہوئی اور وہیں جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

‹34› مولانا احسان علی مظفر پوری

مولانا احسان علی موضع فیض پور ضلع مظفر پور کے رہنے والے تھے۔ مدرسہ منظر الاسلام بریلی میں حضرت مولانا رحم الٰہی مظفر نگری، مولانا نور الحسنین فاروقی رام پوری وغیرہ سے درسیات پڑھی۔ فراغت کے بعد تقریباً ۴۵ سال تک مدرسہ منظر الاسلام بریلی میں درس دیا۔ درمیان میں ایک سال کے لئے مظفر پور کے مدرسہ انوار العلوم علیمیہ میں صدر مدرس رہے۔ پھر حضرت مولانا جیلانی میاںؒ کے اصرار پر منظر اسلام میں واپس آگئے۔ تعویذ نویسی کا کام خوب کرتے تھے۔ حضرت مولانا حامد رضا بریلویؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔ پختہ مشق صاحب درس علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ سادہ وضع اور پرانی روایات کے نمونہ تھے۔ فیض پور میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

‹35› مولانا شاہ احمد اللہ بھاگلپوری

مولانا شاہ احمد اللہ کے والد ماجد قاضی شاہ محمد بن شاہ محبتؒ ہیں۔ آپ ملا شاہ احسن اللہ کے سب سے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ عالم باعمل اور صوفی منش تھے۔ آپ نے مدرسہ شہبازیہ میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دیا اور ساری زندگی علوم سینہ وسفینہ سے لوگوں کو فیضیاب کرتے رہے۔ آپ کا مزار محلّہ ملا چک بھاگلپور میں ملاجی کی درگاہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کا دور ۱۰۰۰ھ سے ۱۱۰۰ھ کے درمیان ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

‹36› مولانا شاہ ابوتراب بھاگلپوری

آپ حضرت مولانا شاہ ابوالبرکاتؒ کے صاحبزادے اور مولانا شاہ ابوسعیدؒ کے پوتے ہیں۔ جو جید عالم حضرت مولانا شاہ محمدؒ دیوروی کے فرزندوں میں ہیں۔ آپ نے والد محترم کے زیر سایہ علم ظاہری وباطنی سے آراستہ ہوکر منصب سجادگی کو زینت بخشی۔

"درفضیلت فارغ تحصیل ودر معرفت وحقیقت کامل۔ الغرض علم ظاہریہ وباطنیہ از عنایت پدر ہمہ حاصل کردند وصاحب سجادہ شدند کہ بجائے پدر خود اہل.....وکان عطامتوکل نوشتہ اند۔"

وفات کا سال معلوم نہیں۔ مزار مبارک صادق پور نمو ہیہ میں واقع ہے۔

باب (ب)

37 مولانا شیخ بھیکا شاہ سیلانی دربھنگوی

شیخ بھیکا شاہ سیلانی مکن پور (یوپی) سے دربھنگہ تشریف لائے۔ یہ سلسلہ مداریہ کے مشہور صوفی بزرگ تھے۔ حضرتؒ مدار مکن پوری (م۔ ۸۳۸/۱۴۳۱) کے مرید وخلیفہ تھے۔ ولایت کے درجہ پر فائز تھے۔ بڑے مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔

بلاد اسلامیہ کی سیاحت میں عمر کا بیشتر حصہ گزارا۔ آپ کے دوہا کے دوشعر تذکرہ بزم شمال میں مذکور ہے۔ اس سے آپ کے شعروشاعری کے ذوق کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ساتھ ہی اس سے آپ کی علمی قابلیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔

آپ کی وفات دربھنگہ میں تقریباً ۱۴۳۶ء/ ۸۴۰ھ میں ہوئی۔ دربھنگہ میں دگھی تالاب کے جنوبی کنارہ پر آپ کا مزار واقع ہے اورعوام وخواص کی زیارت کا مرجع ہے۔

38 مولانا بشیر عالم دربھنگوی

مولانا بشیر عالم بن مولانا محمد اخلاق احمد کی جائے پیدائش موضع جماپور ضلع دربھنگہ ہے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کی۔ پھر مدرسہ رحمانیہ سوپول میں تعلیم حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔

آپ کے اساتذہ میں مولانا محمد عثمانؒ سابق مہتمم مدرسہ رحمانیہ سوپول، مولانا محمد قاسم سوپولوی، دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا اعزاز علیؒ، حضرت علامہ ابراہیمؒ اور حضرت شیخ الاسلامؒ اور اس دور کے اساتذہ ہیں۔

مولانا باصلاحیت عالم تھے۔ عربی ادب میں مہارت رکھتے تھے۔ دیوان متنبی پر نوٹ آپ کا علمی کارنامہ ہے۔ افسوس کہ یہ طبع نہیں ہوسکا۔

فراغت کے بعد مدرسہ رحمانیہ سوپول، دربھنگہ میں درس وتدریس سے منسلک ہوئے۔ کچھ ہی دنوں کے بعد جوانی میں وفات پائی۔

آپ کا انتقال غالباً ۱۳۷۰ھ/ ۵۱-۱۹۵۰ء میں ہوا۔

◀ 39 ▶ مولانا برجیس احمد دربھنگوی

مولانا برجیس احمد ۱۵؍جولائی ۱۹۵۶ء کو موضع ہرسٹھ ضلع دربھنگہ کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام حافظ محمد ابراہیم تھا۔ دینیات کی ابتدائی تعلیم اور حفظ مدرسہ رحمانیہ سوپول، مدرسہ امدادیہ دربھنگہ اور خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف میں مکمل کیا۔ پھر دارالعلوم دیوبند گئے اور وہاں متوسطات سے دورۂ حدیث شریف تک کی تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۷۳ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے تکمیل ادب میں داخلہ لیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۷۹ء میں ندوۃ العلماء لکھنؤ میں استاد مقرر ہوئے۔ وہاں تقریباً ۲۳؍سال تک نحو، صرف اور عربی زبان وادب کے علاوہ مختلف علوم وفنون کی اونچی کتابوں کا درس دیا۔ اس عرصہ میں ان سے ہزاروں طلبہ نے فیض حاصل کیا۔ ندوہ میں آپ قدر ومنزلت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

مولانا بلاد عربیہ کے مصنفوں اور ادیبوں میں طٰہٰ حسین، احمد امین اور علی طنطاوی کی ادبی نگارشات کے بے حد مداح تھے۔ اردو میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا عبدالماجد دریابادی، رشید احمد صدیقی، مولانا مناظر احسن گیلانی، علامہ شبلی نعمانی، مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا علی میاں ندوی کی تصانیف سے خاص شغف رکھتے تھے۔

مولانا ایک مایہ ناز عالم دین، باکمال معلم، اردو اور عربی کے بے مثال انشاء پرداز اور ممتاز ادیب تھے۔

مولانا کا انتقال ۲۱؍مارچ ۲۰۰۰ء کو ندوۃ العلماء لکھنؤ میں ہوا۔

◀ 40 ▶ مولانا سید شاہ محمد بارقؒ بھاگلپوری

مولانا سید شاہ محمد بارق، حضرت مولانا شارق کے صاحبزادے تھے۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔ ابن حضرت مولانا شارقؒ (قاضی) ابن حضرت مولانا شائقؒ (قاضی) بن حضرت قاضی لائقؒ بن حضرت مولانا عاصل اولؒ بن حضرت مولانا عاقلؒ۔

آپ ایک عالم دین اور استاذ بے مثل تھے، نیز شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ اور برقؔ تخلص کرتے تھے۔ حضرت مولانا عاصل ثانی سے بیعت کا شرف رکھتے تھے اور حضرت حاجی وارث علی سے بھی بیعت حاصل تھی۔ آپ فقیر منش اور قناعت پیکر تھے۔ ساری عمر خوشنویسی اور تعلیم وتعلم میں وقف کر دی۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

41 حضرت مولانا باز علی بھاگلپوری

مولانا باز علی، حضرت مولانا شاہباز محمد بھاگلپوری کے برادر نسبتی حضرت مولانا عبدالحمیدؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے بھی درس وتدریس میں اپنی عمر وقف کردی۔ آپ عالم بلند پایہ تھے۔ آپ کے شاگردان اطراف وجوانب میں پھیلے ہوئے ہیں۔

آپ حضرت مولانا شہباز محمد قدس سرہ کے خلیفہ بھی تھے۔ اور مولانا باز علیؒ کے جدامجد عبدالعلیؒ کے والد گرامی شیخ شاہ محمد دیورویؒ ابن شاہ تیم اللہ تک سلسلہ پہنچایا گیا ہے۔ آپ کے جدامجد میر معزالدین بخارا شریف سے ہندوستان آئے اور آپ دراصل تاج وتخت کے چھوڑ کر مصر سے ہجرت فرمانے کے بعد براہ سمرقند و بخارا ہندوستان میں کشمیر اور بنارس وغیرہ ہوتے ہوئے بہار پہنچے تھے اور گیا کے مضافات دیورہ میں مقیم ہوئے۔

مولانا باز علی عالم اور عابد تھے۔

حضرت مولانا باز علیؒ بخاری، مصری اور دیوروی ہیں نیز بھاگلپور میں مستقلاً قیام فرما کر بھاگلپوری ہوئے۔ پیر ملاحی کی درگاہ میں مولانا احسن اللہ کے پہلو میں مدفون ہیں۔ مزار کے اردگرد دیگر افراد خانوادہ کے مزارات بھی ہیں۔ اور اسی وسیع آستانے کے پچھم اتر کونے میں حضرت مولانا جوادالحسنؒ کی قبر ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

42 مولانا بشیر بھاگلپوری

مولانا بشیر حضرت مولانا رشیدؒ کے صاحبزادے اور مولانا مرشد قدس سرہ کے پوتے ہیں جو حضرت مولانا عبد اول کے صاحبزادے تھے۔ آپ جید عالم تھے اور کامل بزرگ تھے۔ آپ تعلیم وتدریس اور رشد وہدایت کے سلسلے میں بیہہ پوری میں مقیم تھے جہاں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے شاگردان و مریدین نے آپ کا مزار وہیں بنایا۔ مگر گنگا جب کٹاؤ کرتی ہوئی اس بستی کی طرف آنے لگی تو آپ کے مریدین اور سجادہ نشیں شہباز کو خواب میں بشارت دی کہ میرا جسد خاکی ملاچک منتقل کردیا جائے۔ نیز مریدین کو ہدایت دی کہ تم لوگ بھی یہاں سے منتقل ہوجاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

آپ کا مزار ملا چک میں واقع ہے جو ملا احسن اللہ کی درگاہ کے نزدیک ہے۔ اس کے گرد میدان ہے جو غالباً پہلے پھلواری تھی۔ جو اشرف عالم لین میں ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

43 مولانا شاہ بایزید بھاگلپوری

مولانا شاہ بایزید کے والد کا نام شاہ اکملؒ اور جد امجد کا نام حضرت شاہ اجملؒ بن میر سالارؒ بن میر ارزانیؒ ہیں۔ عالم شباب میں ہی آپ میں علم کی طلب بہت زیادہ تھی۔ آپ تحصیل علوم دینی و دنیوی کے بعد بلند مقام پر فائز ہوئے۔ آپ کے تین صاحبزادگان شاہ جنیدؒ، شاہ عمادؒ اور شاہ الیاسؒ ہیں۔ تمام حضرات دیورہ شریف میں آسودہ ہیں۔ آپ کا دور ۹۰۰ھ سے ۹۵۰ھ کے درمیان ہے۔

سال وفات معلوم نہیں۔

44 مولانا شاہ بہاؤالدین بھاگلپوری

آپ حضرت شاہ خورشید محمدؒ کے تیسرے صاحبزادے اور حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوری کے شاگرد ہیں۔ نہایت خوش نویس تھے۔ اور بہت سی کتابیں دست خاص سے لکھیں۔ طالب علمی کے دور میں اپنے قرابت دار حضرت مولانا شاہ ابوالبرکاتؒ کے ساتھ ایک ہی حجرہ میں رہتے تھے۔ حقہ نوشی کا شوق تھا۔ احادیث و فقہ کی متعدد کتابوں کو نقل کیا۔ ایک مرتبہ استاذ محترم سے اجازت لیکر دیورہ شریف آئے۔ وہیں بیمار ہوئے اور داعی اجل کو لبیک کہا۔ مزار مبارک دیورہ شریف میں ہے۔ آپ کا دور ۹۵۰ھ سے ۱۰۵۰ھ کے درمیان ہے۔

سال وفات معلوم نہیں۔

باب (ت)
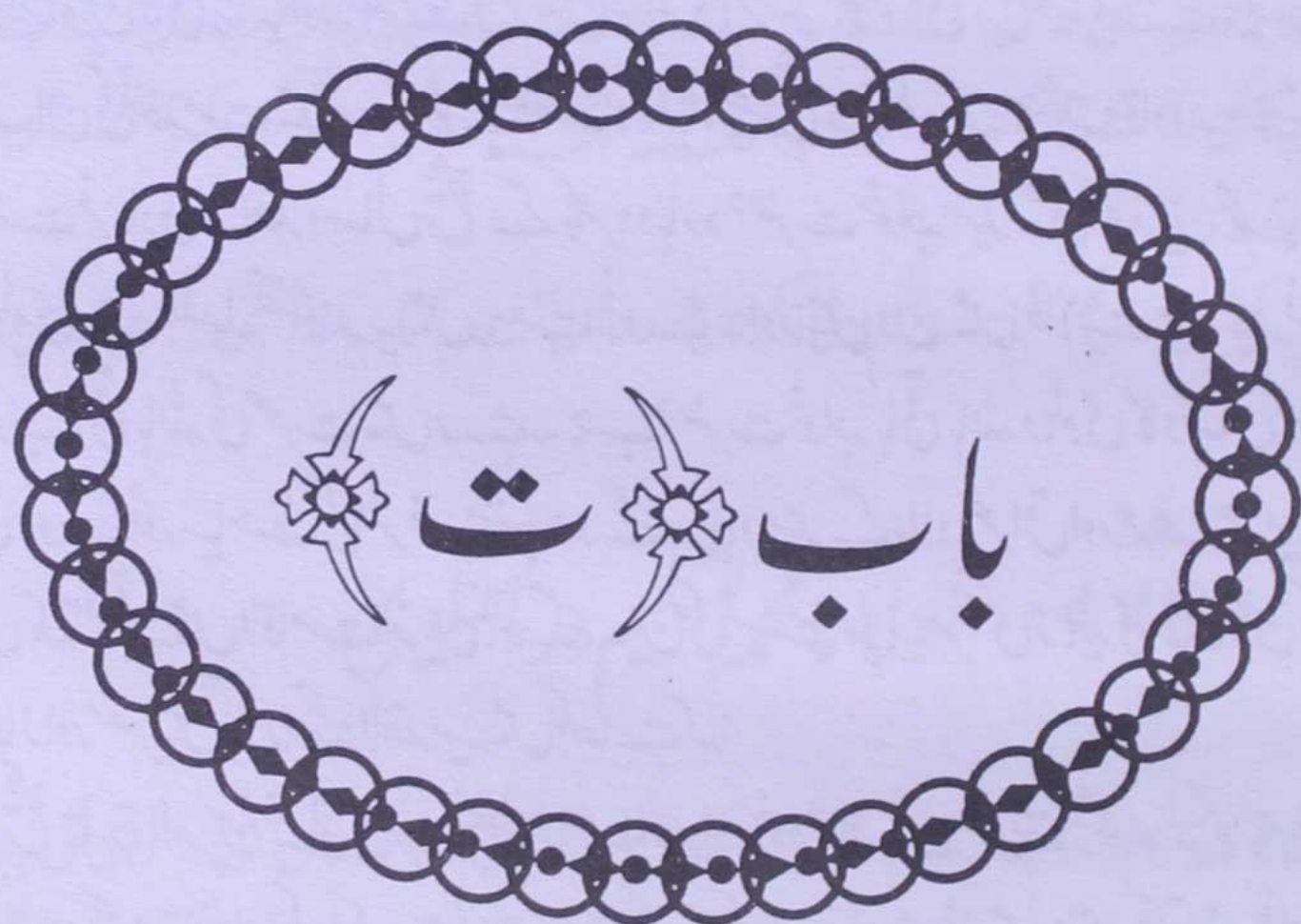
45 مولانا شیخ تاج الدین عثمانی نقشبندی سارنی

تاج العارفین مولانا شیخ تاج الدین بن زکریا بن سلطان عثمانی نقشبندی حنفی ضلع سارن چھپرہ کے گردونواح کے کسی گاؤں میں ۹۵۳ھ/۱۵۴۵ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، پھر اس کے بعد دور دراز کا سفر کر کے اس دور کے علمائے کرام سے تعلیم حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے اور فراغت کے بعد چھپرہ کے گاؤں و دیہات میں علوم نبوت کی ترویج واشاعت کا کام کرنا شروع کیا، لوگوں نے خوب استفادہ کیا۔

شیخ طریقت کی تلاش میں بہت سے شہروں کا دورہ کیا۔ آپ نے سنبھل ضلع مرادآباد صوبہ اتر پردیش کو اپنا وطن ثانی بنالیا اور حضرت شیخ غنش شطاری گڑھ مکتیشوری ضلع میرٹھ سے بیعت ہوئے اور دس سال تک ان کی خدمت میں رہ کر خوب استفادہ کیا، پھر شیخ نے طریقۂ چشتیہ وقادریہ وچشتیہ ومداریہ کی اجازت مرحمت فرمادی۔ بعد وصال شیخ کے پھر دوبارہ حضرت خواجہ سید رضی الدین محمد باقی باللہ حسینی نقشبندی دہلوی سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔ اور تین دن میں خلافت مرحمت فرمادی۔ دس سال تک خواجہ باقی باللہ کی صحبت میں رہے۔ جب حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی کا وصال ہوگیا تو آپ انتہائی غمگین ہوئے اور سیاحت کی طرف متوجہ ہوگئے۔ بلاد ہند کے علاوہ عراق اور عرب جزیرہ کی سیاحت کی، آخر میں مکہ معظمہ میں اقامت گزیں ہوگئے۔ ان کی نسبت علامہ مرتضی زبیدی نے جن کی عمر کا بیشتر حصہ یمن، حجاز اور مصر میں گزرا نفحۃ القدسیہ میں لکھا ہے کہ:

''شیخ تاج الدین نے بصرہ، یمن، احسا، نجد اور خود حجاز میں طریقہ نشقبندیہ کو پھیلایا۔ اور ان علاقوں میں ان کے مریدوں کی ایک بڑی جماعت تھی۔ انہوں نے عربی میں متعدد کتابیں تصنیف کی اور بعض کتابوں کا ترجمہ کیا اور اہل عرب کو نقشبندیہ سلسلے سے روشناس کرایا۔ اس سلسلے کے متعلق آپ کی مشہور تصنیف الرسالۃ فی سلوک خلاصۃ السادات النقشبندیہ ہے۔ جس کی علامہ عبدالغنی النابلوسی نے تفصیلی شرح ''مفتاح المغیت فی طریقۃ النقشبندیہ'' کے نام سے لکھی ہے۔ آپ نے ایک عربی رسالہ پیری مریدی کے جواز میں منکرین کو قائل کرنے کے لئے لکھا۔ تصوف کی کئی مشہور کتابیں مثلاً جامی کی نفحات الانس اور ملا واعظ کاشفی کی رشحات کا عربی میں ترجمہ کیا۔ نفحات الانس کے اس عربی ترجمے کا ایک نسخہ کتب خانہ رام پور میں ہے۔ حجاز میں شیخ تاج الدین کو غیر معمولی کامیابی کچھ اس وجہ سے ہوئی کہ شیخ محمد علان جو اعیان و اکابر حرم میں سے تھے اور جنہیں طریقہ نقشبندیہ سے پہلے سے دلچسپی تھی، آپ کے حلقہ ارادت میں آئے اور دیار عرب میں آپ کو شیخ علان کہا جانے لگا۔

حجاز میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ ہندوستان تشریف لائے، لیکن پھر واپس چلے گئے اور اپنی

طویل عمر کا کافی حصہ حجاز اور عربستان میں گزارا۔ آپ کو وہاں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ آخری دفعہ بصرہ وکوفہ کی طرف گئے تو حاکم بصرہ آپ کے مخلصین میں داخل ہوا۔ بالآخر آپ نے بیت اللہ شریف کے قریب زمین خریدی اور وہاں سکونت اختیار کی۔

ابن فضل اللہ محی نے خلاصۃ الاثر میں آپ کا ذکر کیا ہے اور ان اکابر کے اسماء لکھے ہیں جنہوں نے آپ سے فیض اٹھایا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے متعدد مقامات پر آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور آپ کی قبر کی زیارت کی ہے۔ اور اہل مکہ کی زبانی آپ کے فضائل کا ذکر سنا ہے۔

آپ کے اشغال نقشبندیہ کے متعلق عربی رسالے کا فارسی ترجمہ شاہ عبدالرحیمؒ نے کیا تھا۔ خواجہ باقی باللہ کے سب سے پہلے مرید تھے۔ وہ غالباً ان کے حلقہ ارادت میں اس وقت داخل ہوئے، جب حضرت خواجہ بزرگوں کی تلاش میں سنبھل آئے تھے۔ حضرت کی وفات کے بعد وہ بلاد عرب میں چلے گئے تھے۔

آپ کی وفات ننانوے بر کی عمر میں ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء میں ہوئی اور مکہ معظمہ میں کوہ قعیقان پر مدفون ہوئے۔

آپ کی مکمل سوانح ''تحفۃ السالکین فی ذکر تاج العارفین'' ہے یہ کتاب خدابخش لائبریری میں موجود ہے۔

46 مولانا محمد تسلیم دربھنگوی

مولانا محمد تسلیم ولد عبدالرزّاق مقام وڈاکخانہ جیرول ضلع دربھنگہ حال ضلع مدھوبنی کی پیدائش اپنے آبائی وطن جیرول ہی میں ہوئی۔ تعلیم کا آغاز گاؤں کے مکتب سے ہوا، اور ناظرہ قرآن شریف ختم کرنے کے بعد فارسی وعربی کی ابتدائی تعلیم مدرسہ محمود العلوم دملہ ضلع دربھنگہ میں حاصل کیا۔ جہاں حضرت مولانا محمود احمد نستویؒ سے شرف تلمذ رہا۔ ثانوی تعلیم مدرسہ حسینیہ رانچی سے حاصل کرنے کے بعد ۱۹۶۴ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا، اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد فخر الدینؒ سے دورہ کی تکمیل کر کے ۱۹۶۷ء میں سند فراغت حاصل کیا۔

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد ایک سال تک مدرسہ حسینیہ رانچی میں درجہ عالیہ کے تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ چند وجوہات کے بناء پر وہاں سے مستعفی ہو کر ۱۹۶۸ء سے ۱۹۷۴ء تک مدرسہ اسلامیہ کھگڑیا میں صدر المدرسین کے عہدے پر فائض رہنے کے بعد پٹنہ آئے اور مسجد بی بی خیر النساء میں امامت کی ذمہ داری سنبھالی۔ اس درمیان مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ میں اساتذہ کی تقرری کا اعلان ہوا تو بحیثیت امیدوار آپ نے بھی شرکت کی۔ چنانچہ ۱۹۷۵ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ میں آپ

کی بحالی ہوگئی۔ درس نظامیہ کی تعلیم و اسناد کے علاوہ بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ سے ۱۹۷۲ء میں فوقانیہ ۱۹۷۴ء میں مولوی ۱۹۷۹ء میں فاضل حدیث اور ۱۹۸۳ء میں فاضل فقہ کے امتحانات بھی پاس کیا۔ ۱۹۷۸ء میں آئی اے ۱۹۸۲ء میں بی اے کے امتحانات میں کامیاب ہوئے۔

مولانا محمد تسلیم اچھے عالم تھے۔ تقریر میں مہارت رکھتے تھے۔ مسجد خیر النساء میں امامت کے دوران جمعہ سے پہلے تقریر کرتے تقریر موئثر ہوتی تھی اور لوگ ان کی تقریر کو خوب پسند کرتے تھے۔ درس و تدریس میں بھی طلبہ کے درمیان مقبول رہے۔ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ کے شعبہ جونیئر میں ان کی بحالی ہوئی۔ اور شعبہ سینئر میں ان کا پرموشن ہوگیا۔ اس طرح مدرسہ کے دونوں شعبوں میں درس و تدریس کا موقع ملا، بہت سے طلباء نے مولانا سے استفادہ کیا۔

مولانا کینسر کے مریض ہوگئے۔ علاج کے لئے ممبئی لے جایا گیا۔ لیکن مرض دن بدن بڑھتا گیا۔ آخر اسی بیماری میں ۷؍ جنوری ۲۰۰۰ء کو پٹنہ میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ جنازہ کی نماز مولانا ابوالکلام قاسمی شمسی پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ نے پڑھائی، اور تدفین ان کے آبائی گاؤں موضوع جیرول میں ہوئی۔

47 مولانا شاہ تیم اللہ دیوروی

مولانا شاہ تیم اللہ کے والد ماجد حضرت میر شاہ عمرؒ اور جد امجد حضرت میر شاہ ارزانی بن میر شاہ سراج الدینؒ ہیں۔ آپ سادات دیورہ شریف کے بزرگان میں شمار کئے جاتے ہیں۔ چونکہ حضرت میر سید شاہ محمودؒ (بانی سلسلہ سادات) جو ہندوستان تشریف لائے ان کی پانچویں پشت میں شاہ تیم اللہ آتے ہیں۔ آپ کا دور تعلق اور سید حکومت کا مشترکہ دور ہے۔ آپ باعمل عالم اور منتظم کار تھے۔ چونکہ آپ کے بھی شاہ عزیز اللہ دانشمندؒ نے گوشہ نشینی اختیار کرنے کے قبل اپنی املاک اور اہل وعیال کی ذمہ داری بھی آپ کو سونپ دی تھی۔ آپ نہایت کی سخی اور باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے تین صاحبزادگان حضرت مولانا محمدؒ، حضرت شاہ ویسؒ اور حضرت شاہ ابوسعیدؒ ہوئے۔ آپ کے علم وفضل کے سکہ پورے علاقہ پر جما ہوا تھا۔

''اہل یقین واہل سخا واہل عطا بودند۔ ہر کے کہ پیش ایشاں اقیاج نقد جنس می آور۔۔۔ حاکمان واکابران وچودھریان وقانون گویان وتمام ساکنان پرگنۂ ارول راضی وشاکر''

(سادات دیورہ قلمی)

سال وفات معلوم نہیں۔ آپ دیورہ شریف میں آسودہ ہیں۔

باب ج

48 مولانا جسیم الدین رانی ساگری

مولانا جسیم الدین کے والد کا نام حرمت خاں اور دادا کا نام رانو تھا۔قصبہ رانی ساگر میں بہت پہلے سے ایک پٹھان خاندان چلا آرہا ہے۔اس کا سلسلہ نسب یوسف زئی قبیلہ سے ملتا ہے۔مولانا جسیم الدین کا تعلق اسی خاندان سے تھا۔

آپ کے والد حرمت خاں کے دولڑکے ہوئے۔ بڑا لڑکا زیادہ دنوں تک زندہ نہیں رہ سکا۔ ابھی اس کا مکتب ہی ہوا تھا کہ اللہ کا پیارا ہو گیا۔اور مکتب کے بعد فوری انتقال سے بدفالی لی گئی۔ چنانچہ یہ طے کیا گیا کہ اب دوسرے بچوں کو پڑھایا نہیں جائے گا۔حرمت خاں کے دوسرے لڑکے کا نام جسیم الدین خاں تھا۔اور نرینہ اولاد میں یہ بچہ اب حرمت خاں کے گھر تنہا رہ گیا تھا۔لوگوں نے مشورہ دیا کہ اس بچہ کو تعلیم نہ دلائی جائے۔کیونکہ اس کا بڑا بھائی پڑھنے کے لئے بٹھایا گیا کہ انتقال کر گیا۔ چنانچہ حرمت خاں نے لوگوں کے مشورہ پر عمل کیا اور تعلیم کا نظم نہیں کیا۔حرمت خاں کی اہلیہ کے ایک بھائی برکت اللہ خاں لاولد تھے۔انہوں نے جسیم الدین خاں کو اپنے یہاں بلوالیا۔جسیم الدین خاں ماموں کے گھر رہنے لگے۔

کچھ دنوں کے بعد جسیم الدین خاں کے دل میں پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔جس زمانہ میں غازی پور تعلیم کے لئے مشہور تھا۔ ماموں سے مشورہ کئے بغیر اطلاع غازی پور پہنچ گئے اور وہاں رہ کر ابتدائی تعلیم شروع کی۔یہیں انہوں نے لکھنؤ کے مدرسہ نظامیہ فرنگی محل کی شہرت سنی، چنانچہ چندسال بعد غازی پور سے پیدل چل کر لکھنؤ پہنچ گئے۔حضرت مولانا عبدالحئی فرنگی محلی (م ۱۳۰۴ھ) اپنے دور کے سب سے زیادہ مشہور علماء میں تھے۔اور بقید حیات تھے۔جسیم الدین خاں نے فرنگی محل کے مدرسہ میں داخلہ لیا۔اور عربی کی تمام کتابیں محنت سے پڑھیں، معقولات کی تکمیل کرلی۔کیونکہ فرنگی محل کا مخصوص فن معقولات ہی سمجھا جاتا تھا، اس کے بعد حدیث میں سہارنپور کے محدث حضرت مولانا احمد علی (م ۱۲۹۷ھ) کا نام سنا۔جو اس وقت باحیات تھے۔اور حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔جسیم الدین خاں نے حدیث کی تعلیم کے لئے سہارنپور کا عزم کیا اور حضرت محدث سہارنپوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اور صحاح ستہ کی تعلیم حاصل کی۔

دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد لکھنؤ واپس آئے اور وہاں کے مشہور حکیم سے علم طب کی تعلیم

حاصل کی اور مطب میں بیٹھ کر علاج ومعالجہ سیکھا۔اس طرح اب جسیم الدین خاں، مولانا حکیم جسیم الدین خاں بن کر وطن واپس آئے۔

مولانا جسیم الدین خاں عالم بھی تھے اور حکیم بھی۔انہوں نے طب کو ذریعہ معاش بنایا۔اور جہاں ابتدائی تعلیم حاصل کی تھی، اسی کو اس کام کے لئے مرکز بنایا، یعنی غازی پور میں طبابت شروع کردی۔اللہ نے دست شفا عطا فرمایا تھا۔کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔

اسی زمانہ میں کلکتہ کے مشہور سیٹھ زکریا نے عوام کی خدمت کے لئے کلکتہ میں اپنی طرف سے مطب کھولنے کا ارادہ کیا، جس سے غریبوں کا مفت علاج ہو سکے، اس کام کیلئے ان کو ایک اچھے طبیب کی ضرورت تھی۔لوگوں نے پتہ بتانے پر حکیم صاحب سے خط وکتابت شروع کیا۔چنانچہ مولانا جسیم الدین کلکتہ چلے گئے اور کافی دنوں تک وہاں رہ کر سیٹھ صاحب کے قائم کردہ مطب کے ذریعہ عوام وخواص کی خدمت کرتے رہے۔

اخیر میں مولانا حکیم جسیم الدین خاں کلکتہ سے مونگیر تشریف لے آئے اور اس شہر میں اپنا مطب قائم کرلیا۔مونگیر میں انجمن حمایت الاسلام کے نام سے ایک اصلاحی ادارہ قائم ہوا۔تو آپ نے بھی اس قیام اور اس کی ترقی میں کافی حصہ لیا۔

مولانا حکیم جسیم الدین خاں ایک نومسلم بزرگ قادر بخش کے ہاتھ پر بیعت تھے۔اور ان کو انہیں ہی سے خلافت بھی حاصل تھی۔چنانچہ آپ ارشاد وبیعت کی راہ سے بھی خدمت خلق کرتے رہے۔

حضرت مولانا جسیم الدین خاں، حضرت مولانا عبدالرشید رانی ساگری کے والد محترم تھے۔

مولانا کی وفات ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں ہوئی۔اور مونگیر میں مدفون ہوئے۔

49 مولانا ابوالفضل محمد جمال الدین در بھنگوی

مولانا محمد جمال الدین کی پیدائش موضع حیات پور ضلع دربھنگہ میں ہوئی۔جو دربھنگہ شہر سے تقریباً ۲۵ر کیلومیٹر کی دوری پر شمال اور مغرب میں واقع ہے۔یہ بستی قصبہ بھروارا سے متصلاً واقع ہے۔ان کے والد متوسط درجے کے کسان تھے۔

ان کی تعلیم کہاں ہوئی یہ معلوم نہیں ہے۔لیکن اس سے کسی کو اختلاف نہیں کہ وہ جید عالم

تھے۔خطابت میں اپنی مثال آپ تھے۔معراج نبوی ﷺ کے بیان میں خاص بات ہوتی تھی جسے سامعین بہت پسند کرتے تھے۔ان کی شخصیت کی وجہ سے اس اطراف میں مسلک حنفی بہت فروغ پایا۔

حضرت مولانا جمال الدین نے بعض وجوہات کی بنا پر حیات پور کو خیر آباد کہا اور مدھوبنی شہر میں ہی رہنے لگے جہاں وہ سوری ہائی اسکول میں مدرس تھے۔

مولانا کے شاگردوں میں مولانا محمد عیسیٰ حیات پوری بھی ہیں جو ایک جید عالم تھے۔مولانا موصوف کے شاگردوں میں حسنین سید صاحب،بانی درس گاہ اسلامی اسلام نگر دربھنگہ بھی ہیں وہ ان کے طریقہ درس،شخصیت اور کردار کے مداح ہیں۔ان کی بزرگی کا شہرہ تھا۔

آپ کی دو تصنیفات ہیں۔جمال رحمانی اور رسالہ عشیرہ کاملہ

جمال رحمانی:۔ جس میں جلوۂ نورانی اور ضمیمہ لاثانی بھی ہے۔یہ کتاب سیرت رسول ﷺ پر ہے۔۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ء میں شائع ہوئی۔حافظ محمد سلیم الہ آبادی نے مطبع اسرار کریمی پریس الہ آباد سے شائع کیا۔اس کتاب کی اشاعت میں ”جناب عالی خطاب شیخ بہاری علی خاں صاحب،رئیس اعظم باڑھ اور ان کے صاحبزادے مولوی محمد حسین خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ اور جناب مولوی غلام معین الدین صاحب موضع جانہ ضلع پٹنہ نے خاص مستعدی دکھائی۔یہ کتاب مولانا موصوف نے باڑھ میں رہ کر مولوی حسن رضا کی ایک مہلک بیماری سے شفا کے واسطے لکھی اور مریض کو شفا بھی ملی۔

رسالہ عشیرہ کاملہ:۔ یہ عربی نحو کی کتاب ہے۔جو اردو میں ہے۔بعض جگہ فارسی عبارت بھی ہے۔حاشیہ میں متن کی شرح وتوضیح بھی اردو میں ہے۔اس کتاب کا ایک حصہ منظوم بھی ہے۔یہ رسالہ بھی ۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۱۴ء میں لکھا گیا۔اور اسرار کریمی پریس الہ آباد سے چھپا۔اخیر میں ایک دوامی جنتری بھی ہے جسے مصنف نے ہی ترتیب دیا۔اس کی اشاعت میں جمال رحمانی کے معاونین ہی پیش پیش رہے۔

مولانا کا انتقال مدھوبنی شہر میں ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء میں ہوا۔ان کی قبر کے کتبہ پر مذکورہ تاریخ درج ہے۔چار پانچ سال قبل تک وہ کتبہ صاف پڑھا جا سکتا تھا۔اب ایک شخص نے خبر دی کہ وہ کتبہ زیر زمین ہو گیا ہے۔ان کی قبر مدھوبنی شہر کے پچھم رہیکا روڈ پر ایک قبرستان میں ہے۔

تذکرہ علمائے اہل سنت میں تاریخ وفات ۲۷/اگست ۱۹۲۹ء درج ہے۔اس وقت ان کی عمر تقریباً ۶۰/سال تھی۔اس سلسلہ میں پروفیسر ڈاکٹر کمال الدین،صدر شعبہ اردو متھلا یونیورسیٹی دربھنگہ کی روایت کو ترجیح حاصل ہے۔

50 مولانا محمد جان بچھارپوری

مولانا محمد جان کے والد کا نام محمد محبوب تھا آپ کی پیدائش موضع بچھار پور تھانہ پوپری، ضلع مظفر پور حال ضلع سیتامڑھی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ فراغت مدرسہ حنفیہ آرہ سے ہوئی۔ حدیث کے مشہور استاذ حضرت مولانا محمد مسلمؒ جونپوری سے کسب فیض کیا۔ فراغت کے بعد مدرسہ حنفیہ آرہ ہی میں بحیثیت مدرس فرائض انجام دینے لگے۔ بعدہ صدر مدرس کے عظیم المرتبت عہدہ پر آپ کا تقرر ہوا۔ مولانا بڑے باصلاحیت اور باوضع عالم تھے۔ آرہ شہر اور گردونواح کے لوگوں سے آپ کو بڑی عقیدت تھی۔ ریٹائر ہونے کے بعد اپنے وطن بچھار پور میں مستقل سکونت پذیر ہوگئے۔ آپ کا انتقال ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء میں ہوگیا۔

باب (ح)

﴿51﴾ مولانا شیخ حسین نوشہ توحید بلخی فردوسی

شیخ حسین نوشہ توحید بن شیخ معز الدین بلخی ظفر آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ظاہری و باطنی تربیت مخدوم الملک اور حضرت مولانا مظفر بلخی دونوں سے ہوئی۔ آپ مولانا مظفر بلخی کے بھتیجہ تھے۔

مولانا مظفر بلخی کو اپنے بھتیجے سے انتہا محبت تھی اور ان کو اپنی اولاد ہی سمجھتے تھے۔

مونس القلوب میں مذکور ہے کہ شیخ حسین نوشہ توحید ظفر آباد میں پیدا ہوئے تو سب سے پہلے مخدوم الملک نے حضرت مولانا مظفر بلخی کو خوشخبری اور مبارکبادی دی کہ تمہیں بیٹا ہوا ہے۔ مولانا نے تعجب ہو کر پوچھا کہ حضرت بیٹا کہاں ہوا ہے۔ تو حضرت مخدوم الملک نے فرمایا کہ مولانا معز الدین کو بیٹا ہوا ہے۔ اور ان کے فرزند تمہارے ہی فرزند ہیں۔ پھر حضرت مخدوم الملک نے اپنا پیرہن ظفر آباد روانہ کیا کہ نومولود کو جب پیرہن کی حاجت ہو، اسی پیرہن سے سلوا کر پہنایا جائے، اور اپنے رومال سے کلاہ پنجگانہ سلوا کر بھیجا جو چھٹے دن پہنایا گیا اور اسے حضرت حسین نوشہ توحید پوری عمر پہنے رہے۔ جب سر سے اتار دیتے تو چھوٹی معلوم ہوتی اور جب پہن لیتے تو ٹھیک ہوتی۔

شیخ حسین نوشہ اپنے وقت کے بڑے عالم اور بزرگ تھے۔ رشد وہدایت اور رشد و تدریس آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ تصنیف وتالیف کا ذوق بھی رکھتے تھے۔

آپ کی تصنیفات میں حضرات خمس، رسالہ قضاوقدر، رسالہ توحید خاص، رسالہ توحید اخص الخاص رسالہ ذکر وجود اول ہدایت آں و بیان معرفت عالم ونہایت آں، رسالہ دربیان ہشت چیز، اور ادده فصلی گنج لانخفی، مکتوبات اجازت نامہ بنام مولانا شیخ حسن اور دیوان فارسی قابل ذکر ہیں۔

آپ حضرت مولانا مظفر بلخی کے تربیت یافتہ اور خلیفہ تھے۔ آپ نوشہ توحید اور سمندر توحید کے لقب سے مشہور تھے۔

شعر وشاعری کا مذاق رکھتے تھے، آپ کا ایک فارسی دیوان قلمی موجود ہے۔

آپ کا وصال ۲۴؍ ذی الحجہ بروز سہ شنبہ ۸۴۴ھ/۱۴۳۵ء کو ظہر کے وقت ہوا۔

﴿52﴾ مولانا حافظ بھا گلپوری

مولانا حافظؒ، حضرت مولانا عاصمؒ کے سب بڑے صاحبزادے اور پانچویں سجادہ نشیں تھے۔

۱۳۳۳ھ میں اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد سجادہ نشیں ہوئے۔ حدیقہ شہبازی میں لکھا ہے کہ آپ اسم با مسمیٰ حافظ قرآن تھے۔ آپ بڑے ہی متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ کے دور میں ساٹھ طلبا مدرسہ میں تعلیم حاصل کررہے تھے۔ تین سال پانچ ماہ کی مدت منصب سجادگی پر فائز رہ کر ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء میں وصال فرما ہوئے۔ آپ کا مزار صحن مسجد کے دکھن جانب والی قطار میں ہیں۔ پورب سے تیسرا مزار ہے۔

53 مولانا حاذق بھاگلپوری

مولانا حاذق کی پیدائش ۱۲۳۱ھ/۱۸۱۵ء میں ہوئی۔ آپ حضرت قاضی محمد فائق کے چوتھے صاحبزادہ تھے۔ آپ وکیل عدالت درجہ اول کے عہدہ پر فائز تھے۔ شرعی قوانین کے ماہر اور جید عالم دین تھے۔ آپ کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مشہور تالاب شاہ جنگی کی کھدائی کر کے اسے درست کرانے میں جن حضرات نے حصہ لیا اس میں آپ بھی شامل ہیں، آپ کا نام مبارک تالاب کے گھاٹ پر لگے کتبے میں موجود ہے۔ جو اپنی جائے وقوع سے ہٹا دیا گیا ہے۔ مگر اس کا ذکر کتابوں میں محفوظ ہے۔ اس کی کھدائی اور آراستگی ۱۸۴۳ء میں کلکتہ ایڈورڈ لاٹور کے ایما پر ہوئی تھی۔ دیگر افراد خانوادہ شہبازیہ مولانا ماجد خان بہادر صدر امین اعلی، مولانا محمد مجاہد مفتی عدالت اور مولانا محمد مجاہد کے اسمائے گرامی بھی اس میں کندہ ہیں۔

آپ کی وفات ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار حسب وصیت آستانہ قدم رسول پاک ﷺ کے داخلی دروازہ پر اندر کی جانب واقع ہے۔

54 مولانا حمید الحق چھپروی

مولانا حمید الحق بن مولانا شاہ محمد عارف کی ولادت ۲۹؍ربیع الثانی بروز پنجشنبہ ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء کو ہوئی۔ تقریباً چار سال کی عمر میں چیچک کے شدید مرض میں مبتلا ہوئے۔ جس سے آنکھ کی پتلیوں پر جالا چھا گیا۔ اور بصارت جاتی رہی۔ صحتیاب ہونے کے بعد تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا۔ اور زبانی تعلیم حاصل کرنا شروع کیا۔ حافظہ بہت ہی قوی تھا۔ استاذ جو کچھ بتاتے تھے بعینہ یاد کر لیتے۔ اسی طرح

ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر عربی کا شوق پیدا ہوا۔ چھپرہ میں مولوی حسینی ایک جید عالم تھے، ان سے کل درسیات پڑھی کافیہ، شرح جامی، موطا زبانی یاد تھے۔ اور کتابیں بھی اس قدر یاد تھیں کہ اگر کوئی اس کتاب کو آپ کے سامنے پڑھتا تو غلطی پر فوراً ٹوک دیتے ۔فراغت کے بعد درس وتدریس کا مشغلہ رہا۔ چند سال پھلواری میں حضرت پیرومرشد نے حضرت مولانا شاہ محمد محی الدین کی تعلیم کے لئے آپ کو بلایا تھا۔ انہوں نے ابتدائی صرف نحو سے شرح جامی تک آپ ہی سے تعلیم پائی۔ اس کے بعد آپ پھلواری سے تشریف لے گئے۔

مولانا حاجی احمد علی ابراہیم کے مرید تھے۔ تعلیم وتربیت اجازت سلاسل پیرومرشد مولانا شاہ بدرالدین سے حاصل کی۔

۸؍جمادالاول ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں سکندر پور ضلع سارن میں انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔

55 مولانا شاہ محمد حسین آمر حاجی پوری

مولانا شاہ محمد حسین بن شاہ واجد علی ۵؍محرم بروز پنج شنبہ ۱۲۷۱ھ مطابق ۲۸؍ستمبر ۱۸۵۴ء کو جروھہ حاجی پور ضلع مظفر پور حال ضلع ویشالی میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب حضرت ابوایوب انصاری سے جاملتا ہے۔ جد اعلیٰ شاہ محمد خلیل عرف شاہ بھیکا بخارا سے بسلسلہ ملازمت ہندوستان تشریف لائے اور ماموں بھانجہ کی درگاہ کی خدمت کے ارادہ سے موقع جڑھوا حاجی پور میں آباد ہو گئے۔ صغرسنی میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ماں نے تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی، تعلیم کے سلسلہ میں یوسف پور ضلع سارن، درگاہ شاہ ارزاں، پٹنہ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف میں قیام رہا۔ سید شاہ منیر الدین، سید شاہ عزالدین، مولانا سید شاہ بدرالدین، منشی ولی الحق اور مولوی احمد کبیر حسرت پھلواروی سے درسیات کی تکمیل کی۔

مولانا شعر وسخن کا ذوق رکھتے تھے اور آمر تخلص کرتے تھے ۱۲۸۹ھ سے شعر کہنا شروع کیا۔ اور عظیم الدین اثر استھانوی سے اصلاح لینے لگے۔ اور ایک قادرالکلام شاعر کی حیثیت سے شہرت حاصل کیا۔ ملک کے موقر رسائل جرائد مثلاً یار لکھنو، پیام عشق دہلی، دامن گلچیں گورکھپور، چشمۂ رحمت لکھنؤ، گلدستہ سخن ممبئی میں شائع ہو کر داد تحسین حاصل کرتے رہے۔ ملک کے بڑے شعراء مثلاً میر انیس، مرزا دبیر، داغ دہلوی، وحید آلہ آبادی، صغیر بلگرامی، اکبر داناپوری، شاد عظیم آبادی، شوق نیموی، اثر عظیم آبادی سے آپ کے گہرے مراسم تھے۔ تصانیف میں نعتیہ دیوان، عشقیہ دیوان اور ایک مسدس ارشاد السنن یادگار ہے۔ ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں انتقال ہوا۔

56 مولانا سید شاہ حسین الدین احمد گیاوی

مولانا سید شاہ حسین الدین احمد کے والد کا نام سید شاہ نظام الدین احمد ہے۔آپ کی ولادت ۱۷ربیع الاول ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء کی شب کو اپنی نانیہال موضع شیخپورہ ضلع گیا (حال ضلع شیخ پورہ) میں ہوئی۔ میر دانش علی نے بسم اللہ کی رسم انجام دی۔ نہایت ہی ذہین تھے۔ بہت ہی کم عرصہ میں قرآن شریف اردو کی ابتدائی اور انتہائی کتابوں کو پڑھ لیا۔ پھر فارسی کی تعلیم شروع کی۔ فارسی تعلیم مولانا فصاحت حسین ساکن تلہاڑہ سے شروع کیا۔ چند ماہ میں گلستاں اور بوستاں کو ختم کرلیا۔ اور پھر فارسی کی بڑی کتابوں کی تعلیم شروع کی اور اس کی بھی تکمیل کرلی۔عربی کی ابتدائی کتابیں حکیم سید محمد اسمٰعیل چواڑی ساکن نزہت اور مولوی سید عبداللہ بازید پوری سے پڑھیں، اور اپنی خانقاہ کے مدرسہ میں مولانا ابوالحسن محمد پنجابی اور مولانا عبدالعزیز سہارنپوری شاگرد مولانا عبدالحق خیر آبادی سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا۔علوم ظاہری سے فراغت پائی تو طبیعت کا فطری رجحان تصوف کی طرف ہوا۔ چنانچہ ۱۳۲۵ھ میں اپنے والد سے چشتیہ خضریہ منعمیہ طریقہ میں مرید ہوئے اور اسی سال کچھ دنوں کے بعد اجازت اور خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔ ۱۳۲۶ھ میں والد کے وصال کے بعد خانقاہ منعمیہ گیا کے سجادہ نشیں ہوئے اس کے بعد آپ کا زیادہ وقت ذکر واشغال، عبادات ومجاہدات میں صرف ہونے لگا، اور کثرت سے فیض حاصل کرنے والے آنے لگے۔ آپ میں سادگی اور انکساری تھی۔ حلقہ رشد وہدایت بہت وسیع تھا۔ سبھی آپ کے فضل وکمال کے معترف تھے۔

آپ شعروشاعری کا فطری مذاق رکھتے تھے۔آپ کی غزلوں میں تصوف کا رنگ غالب ہے۔ صافی تخلص کرتے تھے۔

۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء میں وفات پائی اور گیا میں مدفون ہیں۔

57 مولانا حسین احمد منعمی گیاوی

مولانا سید شاہ حسین الدین احمد منعمی کے والد کا نام سید شاہ نظام الدین منعمی تھا۔آپ کی پیدائش

گیا میں ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء کو ہوئی۔ آپ نے دینی وروحانی تعلیم گیا ہی میں حاصل کی۔ روحانی تربیت خاص طور پر آپ کے بڑے بھائی مولانا ضیاء الحسن منعمی نے کی۔ مولانا ضیاء الحسن منعمی بردوان میں رہتے تھے۔ تعلیم وتربیت کے لئے حاضر ہونا دشوار تھا۔ اس لئے مولانا نے اپنے مکتوب کے ذریعہ آپ کو تعلیم دی۔ جس کا بہت کچھ خانقاہ منعمیہ ابوالعلائیہ گیا میں محفوظ ہے۔

آپ کے والد محترم کا انتقال بچپن ہی میں ہو چکا تھا اس لئے والد محترم سے روحانی تربیت کا موقع میسر نہیں آیا۔ اس لئے اپنے بھائی سے تربیت حاصل کی۔

مولانا کا انتقال ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء میں ہوا۔

58 مولانا حفاظت کریم بالاساتھوی

مولانا حفاظت کریم کا مولد ومسکن بالاساتھ تھا۔ سال ولادت معلوم نہیں۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ انتہائی تعلیم دارالعلوم دیوبند میں ہوئی۔ اور وہیں سے آپ کی فراغت ہوئی۔ آپ نے حضرت شیخ الہندؒ کا زمانہ پایا۔ اور اس وقت کے اساتذہ سے اکتساب علم وفضل کیا۔ حضرت شیخ الہندؒ کے نامور شاگردوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے ساتھیوں میں سے تھے۔

فراغت کے بعد بالاساتھ میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ اور اس میں درس وتدریس کی خدمت شروع کی۔ مدرسہ بہت دنوں تک چلا اور اس سے علاقہ کو کافی فیض پہنچا۔ پھر مدرسہ اسلامیہ ڈھاکہ چمپارن تشریف لے گئے۔ اور وہاں ۲۰ رسال تک درس وتدریس میں مشغول رہے۔

آپ ایک باوضع اور جید عالم تھے۔ آپ سے بہت سے بڑے بڑے علماء نے فیض حاصل کیا۔ مولانا عبدالعزیز بیراری نے بھی آپ سے فیض حاصل کیا۔

جمعہ فی القری کے مسئلہ پر حضرت مولانا محمد علی مونگیری سے ایک طویل مکالمہ ہوا۔ جس کا ذکر اہل علم حضرات کرتے ہیں۔

۱۳۶۳ھ/۱۹۴۳ء میں وفات پائی اور بالاساتھ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

59 مولانا حاذق ثانی بھاگلپوری

مولانا حاذق ثانی، حضرت مولانا فائق قدس سرہ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ جو جوڈیشیل مجسٹریٹ کے عہدہ پر فائز رہے ہیں۔ علم سینہ اور علم سفینہ میں آپ کی ہستی ممتاز تھی۔ عیدین کے موقع پر آپ شاہی جامع مسجد میں امامت بھی فرماتے تھے۔ مختلف موضوعات پر آپ کی مدلل گفتگو اور برجستہ تقریر آپ کی ذہانت، روشن دماغی کی مظہر تھی۔ آپ کی پیدائش ١٣٣٨ھ/ ١٩١٩ء میں ہوئی۔ دینی تعلیم کے بعد فلسفہ میں ١٩٤٩ء میں بی۔ اے آنرز ٹی این کالج بھاگلپور سے کیا اور پوری یونیورسیٹی اول آئے ١٩٥٣ء میں ایم۔ اے پٹنہ یونیورسیٹی سے کیا۔ مختلف مقامات پر راشنگ آفیسر، بی ڈی او، اور جوڈیشیل مجسٹریٹ وغیرہ کے عہدوں پر فائز رہے۔ جیسے مونگیر، گیا، پٹنہ، جموئی، صاحب گنج، دمکا، سیوان، سہسرام اور جام تاڑا۔

آپ کی علمی صلاحیت کا اعتراف علماء وفضلا کے علاوہ تمام دانشوران کو بھی تھا۔ مطالعہ کا بے پناہ ذوق تھا اور ہر فن کی کتابیں پڑھتے اور ان سے اہم حوالہ جات بروقت پیش کرتے جس سے گفتگو میں وزن پیدا ہوتا۔

آپ کی ڈائری میں بے شمار تحقیقی مواد بزرگان دین کے اکتساب اور دیگر علمی مضامین محفوظ ہیں۔ مجموعہ کلام محفوظ ہے۔ جس کی اشاعت نہیں ہوسکی۔ آپ کا وصال دل کا دورہ پڑنے سے ١٣٨٤ھ/ ١٩٦٤ء میں ہوگیا اور آپ کا مزار آستانہ حضرت مولانا عاسلؒ میں واقع ہے۔

60 مولانا محمد حشمت علی سہرساوی

مولانا محمد حشمت علی سہرساوی انیسوی صدی کی ابتداء میں موضع چین سنگھ پٹی حلقہ سوپول ضلع سہرسہ حال ضلع سوپول میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم کے علاوہ اسکول کی تعلیم بھی حاصل کی۔ ١٩٥٦ء تک سوپول اسکول میں درس وتدریس کا کام انجام دیتے رہے۔ ١٩٥٦ء میں ریٹائر ہوگئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی آبائی بستی چین سنگھ پٹی میں ایک دینی درسگاہ مدرسہ فیض عام رحمانی کی بنیاد ڈالی اور پوری زندگی اسی سے منسلک رہے۔ نہایت ہی خلوص کے ساتھ دینی خدمت انجام دیتے تھے۔

مولانا علاقہ میں بہت ہی مشہور اور مقبول تھے۔ آپ نے درس وتدریس کے ذریعہ علاقہ میں دینی تعلیم اور عصری تعلیم کی ترویج واشاعت میں اہم رول ادا کیا۔

۶ر جولائی ۱۹۷۳ء بروز جمعہ آپ کی وفات ہوئی اور اپنے آبائی گاؤں میں مدفون ہوئے۔

61 مولانا حبیب الحق ویشالوی

حبیب الحق بن شیخ نجم الحق موضع ابابکر پور ضلع مظفر پور حال ضلع ویشالی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ اعلی تعلیم کے لئے دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ اور اس وقت کے علمائے کرام سے فیض حاصل کیا۔ اور دار العلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد پہلے ابابکر پور مکتب میں درس وتدریس کا کام کیا پھر مڈل اسکول ابابکر پور میں تبادلہ ہوگیا اور سبکدوشی کی عمر تک اسی میں درس وتدریس سے منسلک رہے۔ ماہر ریاضیات کی حیثیت سے علاقہ میں مشہور تھے۔ اس فن میں انہیں ید طولی حاصل تھا۔

۱۹ر جنوری ۱۹۹۸ء میں وفات پائی اور ابابکر پور کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

62 مولانا سید حبیب الحق ندوی دیسنوی

مولانا سید حبیب الحق موضع دیسنہ ضلع پٹنہ حال ضلع نالندہ میں ۲۴ر جولائی ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوئے۔ ابتداء میں وہیں نشو ونما پائی۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر حاصل کی۔ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی پٹنہ میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد اعلی تعلیم کے لئے دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ لیا۔ عالمیت کی سند لے کر ۱۹۴۹ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ پھر انہوں نے عصری تعلیم کی طرف توجہ کی اور پٹنہ یونیورسیٹی میں داخل ہوکر اپنی عصری تعلیم حاصل کی۔ اور یہاں سے بی۔ اے کی ڈگری ۱۹۵۴ء میں اور ایم۔ اے کی ڈگری ۱۹۵۶ء میں حاصل کی پھر سندھ یونیورسیٹی سے ایم۔ اے کی ڈگری انگریزی میں ۱۹۶۲ء میں حاصل کیا۔ پھر ہارورڈ یونیورسیٹی امریکہ سے ایم اے کی ڈگری ۱۹۶۵ء میں حاصل کی۔ ۱۹۷۰ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ایل ایل بی کی ڈگری بھی آپ کو حاصل تھی۔ ہارورڈ یونیورسیٹی میں کچھ مدت تک لکچرر

بھی رہے اور امریکہ اور یورپ کی مختلف یونیورسیٹی سطح کی تعلیمی سوسائٹیوں کے رکن منتخب ہوئے اور یورپ وایشیاء کے مختلف ملکوں کے علمی دورے کئے۔ مولانا تقسیم ہند کے موقع پر اپنے وطن اصلی کو خیر آباد کہہ کر پاکستان چلے گئے۔ اور وہاں کی سکونت اختیار کرلی۔ پھر پاکستان سے جنوبی افریقہ منتقل ہو گئے اور وہاں کی شہریت اختیار کرلی۔

جنوبی افریقہ کے ڈربن یونیورسیٹی میں اردو، فارسی، عربی کے شعبہ میں استاذ اور صدر شعبہ ہوئے۔ جس کا سلسلہ وفات کے دن تک قائم رہا۔ آپ ذیابیطس کے مریض تھے۔ مرض نے بتدریج شدت اختیار کی۔ جس سے گردے بہت زیادہ متاثر ہوئے جن کا اثر کمزوری اور قلب کی شکایت کی صورت میں ظاہر ہوا۔ ممدوح ہندو پاک کے ممتاز عالم دین تھے۔ مولانا نے مشرقی اور مغربی فکر وادب کا محققانہ مطالعہ کیا تھا۔ اور ان پر تقابلی کام بھی کیا۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ میں پیش آنے والے تغیرات واحوال کا جائزہ لیتے اور دنیا کے مختلف ممالک میں ان کی صورت حال پر عالمانہ نظر ڈالتے۔ اور اپنے نتائج فکر کو اپنے مضامین میں بہت اچھے انداز میں پیش کرتے تھے۔ پندرہ روزہ تعمیر حیات کے اول دور میں جو مولانا سید محمد الحسنی مرحوم ومولانا سعید الرحمان اعظمی کی ادارت میں تھا ان کے یہ مضامین مسلسل شائع ہوئے۔ مولانا محمد الحسنی سے ان کے قریبی تعلقات تھے۔ اس تعلق نے مولانا کی تعمیر حیات سے وابستگی میں اضافہ کیا تھا۔ پھر یہ ربط وتعلق تعمیر حیات کے بعد کے ادوار میں بھی قائم رہا۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان منتقل ہو گئے اور ان کی شہریت بھی پاکستانی ہوگئی۔ پھر افریقی شہریت ہوگئی جس کی بنا پر ہندوستان میں ان کا آنا ختم ہوگیا۔ آمد بھی بڑے عرصوں کے بعد ہوتی تھی۔ ہندوستان کے آخری سفر کے موقع پر مولانا سے خدا بخش اورینٹل پبلک لائبیریری میں ملاقات ہوئی۔

علمی حلقہ میں ان کی شہرت ان کی کتاب ''امریکہ میں کالے مسلمان'' سے ہوئی، اس کتاب میں انہوں نے کالے مسلمان کے امیر عالی جاہ محمد کے غیر اسلامی عقیدہ کا جائزہ لیا اور پھر اس کے بعد ان کے لڑکے نے جمہوریت کے عقیدہ کو قبول کر کے جو اصلاحات کی اس پر بھی مفصل روشنی ڈالی ہے۔ اس سے پہلے امریکہ کے کالے مسلمانوں سے بہت کم واقفیت تھی ۱۹۶۹ء سے ۱۹۹۳ء تک ۴۱ رانٹرنیشنل سیمیناروں میں شرکت کی۔

عربی، اردو، فارسی، انگریزی، جرمن، فرانسیسی، ہبراو زبانیں جانتے تھے۔ انہوں نے تقریباً اردو، انگریزی عربی میں ۲۵۔۳۰ تحقیقی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ خاص طور پر اسلام اور مستشرقین کے موضوع پر وہ سند کا درجہ رکھتے تھے۔ اور کئی قیمتی چیزیں یادگار چھوڑی ہیں۔ اعلی تعلیمی صلاحیت کے ساتھ عملاً بڑے دیندار نہ صرف فرائض کے بلکہ نفل واذ کار کے بھی پابند تھے۔ شہرت ونمود نمائش سے دور تنہائی پسند تھے۔

مگر صحیح اسلامی عقائد میں ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔

۹ رشوال المکرم ۱۴۱۸ھ مطابق ۷ر فروری ۱۹۹۸ء کو دل کا دورہ پڑنے پر اچانک انتقال ہو گیا اور ڈربن میں مدفون ہوئے۔

63 مولانا حسن مثنی ندوی پھلواروی

مولانا حسن مثنی بن مولانا شاہ جعفر ندوی بن مولانا شاہ سلیمان قادری پھلواروی، پھلواری شریف ضلع پٹنہ میں پیدا ہوئے۔آپ کا خاندان بہت ہی معزز تھا۔ بچپن ہی سے علم و معرفت والے ماحول میں تربیت پائی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ لیا اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔ تعلیم کے اختتام کے بعد ادب کی تکمیل کی فراغت کے بعد بہار کے کئی مدارس میں درس وتدریس کا کام کیا۔ ۴۳-۱۹۴۲ء میں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی نے انہیں ندوہ بلالیا، اور وہاں کئی برس تک تدریسی خدمت انجام دیتے رہے۔ ادب کی کتابوں کے ساتھ ترمذی دوسری جلد عموماً ان کے ذمہ ہوتی تھی۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلے گئے۔ وہاں انہوں نے ایک اردو کا پرچہ نکالا اور اس کے ذریعہ خدمت کرتے رہے۔

مارچ ۱۹۹۹ء میں کراچی میں انتقال ہوا۔ اور گلشن اقبال کراچی میں مدفون ہوئے۔

64 مولانا محمد حفیظ الرحمان رمضان پوری

مولانا محمد حفیظ الرحمان کے والد کا نام مولوی عبد اللہ تھا۔ آپ کا جدی وطن رمضان پور ضلع مونگیر ہے۔ اپنے نانیہال موضع میر غیاث چک ضلع مونگیر میں پیدا ہوئے۔ اور رمضان پور ہی میں نشو ونما پائی۔ ابتدائی تعلیم پنج گنج اور اخلاق محسنی تک کی تعلیم اپنے وطن ہی میں حاصل کی، اس وقت کے اساتذہ میں مولانا حکیم عبد الرحمان اور ماسٹر عبد الغفور قابل ذکر ہیں۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے اپنے پھوپھی زاد بھائی حافظ محمد فاروق کے ساتھ ۱۹۲۴ء میں پٹنہ آئے۔ اور مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں داخلہ لیا۔ ۱۹۳۰ء میں بہار واڑیسہ مدرسہ اکزامینیشن بورڈ کے امتحان میں شریک ہوئے۔ اور فرسٹ ڈویژن اور اول

نمبر لائے۔ اور آٹھ روپیہ کا سرکاری وظیفہ حاصل کیا۔ ۱۹۳۶ء میں بورڈ کے فاضل امتحان میں فرسٹ ڈویژن فرسٹ پوزیشن حاصل کیا۔ اور بانی مدرسہ شمس الہدی کی جانب سے طلائی تمغہ حاصل کیا۔ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی پٹنہ میں اس وقت مولانا سہول بھاگلپوری، مولا آصغر حسین بہاری، مولانا عبدالسبحان، مولانا دیانت حسین وغیرہ اساتذہ تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے۔ ۱۹۳۹ء میں مولانا عبداللہ کے انتقال کے بعد شعبہ جونیر میں آپ مدرس ہوئے۔ اور دس برسوں تک شعبہ جونیر میں تدریسی خدمت انجام دیتے رہے۔ ۱۹۵۰ء میں مولانا دیانت حسین کی جگہ پر شعبہ سینیر میں بحالی ہوئی۔ جولائی ۱۹۶۱ء سے ۳۱/ اکتوبر ۱۹۷۴ء تک پرنسپل کی خدمت انجام دینے کے بعد یکم نومبر ۱۹۷۴ء میں ریٹائر ہوئے۔

ریٹائر ہونے کے بعد ۱۹۷۵ء میں سنیر مدرسہ چند پور سبھار پور اڑیسہ نے پرنسپل کے لئے آپ کی خدمت حاصل کی وہاں نو ماہ تک رہے۔ پھر مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ میں تدریسی خدمت انجام دیئے۔ القول الاحسن اور ازہار العرب کی شرح انوار الادب مقبول ہوئی۔ پہلی کتاب آثار السنن کی شرح ہے۔

آپ کی وفات مورخہ ۲۶/ جنوری ۲۰۰۰ء کو ساڑھے گیارہ بجے دن میں پٹنہ میں ہوئی اور وصیت کے مطابق جنازہ کی نماز مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ میں ہوئی۔ پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی، پٹنہ مولانا ابوالکلام قاسمی شمسی نے نماز جنازہ پڑھائی اور عالم گنج کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

65 مولانا حبیب اللہ بھاگلپوری

مولانا حبیب اللہ ضلع بھاگلپور میں پیدا ہوئے۔ درسیات کی تکمیل جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے اساتذہ حضرت مولانا محمد عمر نعیمی وغیرہ سے کی۔ حضرت مولانا سید نعیم الدینؒ سے کسب علوم کیا اور حضرت مولانا محمد مختار اشرف سجادہ نشیں کچھوچھہ شریف سے مرید ہوئے۔ تدریس کی ابتداء جامعہ نعیمیہ سے کی۔ اس کے صدر مدرس اور مفتی رہے۔ اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ کثرت سے جزئیات فقہ یاد تھے۔ ۱۳۹۰ھ میں عمر ۵۵ اور ۶۰ کے درمیان تھی۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

باب (خ)

66 مولانا خدا بخش مظفرپوری

مولانا خدا بخش کے والد کا نام محمد حسن تھا۔ آپ کی پیدائش ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء کو ہوئی۔ یہ محلّہ اسلام پور، مظفرپور کے باشندہ تھے۔ ابتدائی تعلیم مظفرپور میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند گئے ۱۳۱۸ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد مظفرپور میں ایک مدرسہ فیض عام قائم کیا۔ اس کے خود مہتمم تھے، مدرسہ کے کام سے رنگون اور کلکتہ اکثر جاتے تھے۔ مدرسہ فیض عام نے تقریباً بیس سال تک تعلیمی خدمت انجام دیا۔

مولانا خدا بخش حضرت مولانا ریاض احمد بتیاوی کے ساتھیوں میں سے تھے۔ جناب اسمٰعیل صاحب مولانا کے داماد نے حضرت مولانا ریاض احمد کے حوالہ سے بیان کیا کہ مولانا کہا کرتے تھے، مولانا خدا بخش میرے ساتھیوں میں سے تھے۔ مولانا عبد الشکور آہ مظفرپوری سابق صدر مدرس جامع العلوم مظفرپور و سابق استاد مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ آپ کے معاصر اور رفیق تھے۔

مولانا خدا بخش بہت دیندار اور متقی عالم تھے۔ مزاج میں سختی تھی۔ ان کے پاس کوئی اولاد نرینہ نہیں تھی۔ اس لئے مدرسہ ان کی وفات کے بعد نہیں چل سکا۔ اور ان کے انتقال کے بعد ختم ہوگیا۔

مولانا خدا بخش مظفرپوری نے جمعیت علماء ہند کے قیام میں اہم رول ادا کیا۔ جمعیۃ علماء ہند کے موسس میں آپ کا نام آتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا کو سیاست سے بھی دلچسپی تھی اور تحریک آزادی میں بھی حصہ لیا۔

مولانا خدا بخش کا انتقال ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء میں تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں ہوا۔

67 مولانا خواجہ علی حاجی پوری

مولانا خواجہ علی حاجی پور کے رہنے والے تھے۔ بہار کے گنے چنے علماء و مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ مولانا نصیر نے جن چوسٹھ مشائخ کے مقابر کی زبوں حالی کی طرف شاہزادہ عظیم الشان صوبیدار بہار کی توجہ منعطف کرائی تھی۔ ان میں آپ کا نام ترپن نمبر پر تھا۔ اس سے مولانا کی جلالت شان اور عظمت کا پتہ چلتا ہے۔

شاہزادہ عظیم الشان ۱۶۹۷ء میں صوبیدار کی حیثیت سے بہار آیا، اس طرح مولانا کا زمانہ تین سو

سال سے قبل کا تھا۔ ان کے حالات دستیاب نہیں ہیں۔

سال وفات معلوم نہیں۔

﴿68﴾ مولانا خواجہ علی تیگھڑاوی

مولانا خواجہ علی مولانا شاہباز محمدؒ کے خلیفہ اعظم تھے۔ جب بچپن میں آپ کے والدین دعا کی غرض سے آپ کو لیکر حضرت مولانا شہباز محمدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کلمہ شہادت کی انگلی سے حضرت مولانا شہبازؒ نے ان کی پیشانی مبارک پر لکھدیا۔

''خواجہ راجہ دین و دنیا شدی''

دوسرے موقع پر آپ کی تنبیہ کے بعد آپ نے غایت محبت استاد کامل کی اسطرح ظاہر کی کہ پاپوش مبارک کو سر اقدس پر رکھ کر پالکی کے پیچھے رواں دواں ہوئے تو حضرت کی شفقت بے پایاں میں جوش آگئی اور سینے سے لپٹا کر فرمایا۔

''خواجہ علی شہباز گشت و شہباز خواجہ علی''

حضرت مولانا ملا خواجہ علی علیہ الرحمہ علوم کی تحصیل سے فراغت کے بعد تمام عمر لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ اور تصوف و تزکیہ کی تعلیم میں صرف کیا۔

آپ کے شاگردان میں ملا محمد یوسف بنگالی، شیخ محی الدین وغیرہ کا نام ملتا ہے۔

حدائق شہبازیہ میں لکھا ہے کہ:

''ایک خلیفہ حضرت خواجہ علیؒ ہیں کہ مزار پاک ان کا تیگھڑہ (بیگوسرائے کے نزدیک) میں موجود ہے۔ ان کی ذات بابرکت سے خلافت حضرات بہار شریف میں بھی پہنچی''۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿69﴾ مولانا خطاب محمد بھاگلپوری

آپ حضرت مولانا شہباز محمد قدس سرہ کے والد ماجد تھے۔ آپ بلند پایہ عالم اور عالی مرتبت

بزرگ تھے۔ پہلی مرتبہ جب حضرت خطاب محمد والد گرامی حاجی خیر الدین قدس سرہ کے ہمراہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو بشارت ہوئی کہ آپ کی نسل پاک سے ایک مادرزادولی کامل پیدا ہونگے۔ ان کا نام شہباز محمدؒ رکھنا۔

دیورہ شریف سے جب آپ اپنے صاجبزادہ حضرت مولانا شہباز محمد کے ہمراہ بھاگلپور تشریف لائے تو ۹۸۶ھ میں یہاں آکر قیام فرمایا۔ آپ کے ساتھ اہل خاندان نیز طلباء وغیرہ بھی تھے۔ جن کی تعداد دوسو یا بقول بعض پانچ سو بتائی گئی ہے۔ آپ کے صاجبزادے حضرت مولانا شہاب الدینؒ کے مطابق اسم شریف عمر الخطاب اور دیگر روایات کے مطابق خطاب محمد ہے۔

آپ کا مزار اقدس محلّہ ملا چک میں جرلاہی روڈ کے کنارے اونچے ٹیلے پر واقع ہے۔ اسکے نزدیک ہی پانی کے بورنگ کے اندر اور اس کی پشت پر آپ کے اہل خاندان کے پختہ مزارات ہیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

70 مولانا شیخ خوند شیخ محمد دیوروی

مولانا شیخ خوند شیخ محمدؒ کا تعلق سادات دیورہ شریف سے ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرشیدؒ اور جد امجد حضرت مولانا شاہ عزیز اللہ دانشمندؒ ہیں۔ جو جلیل القدر اور گوشہ نشین بزرگ گذرے ہیں۔ حضرت خوندؒ وجیہ وشکیل دراز قد اور طریقۂ مشائخ کے پابند اسم بامسمیٰ تھے۔ نماز وروزہ اور خلوت گزینی سے خصوصی شغف رکھتے تھے۔ جو آپ کو جد امجد سے ملا تھا۔ آپ کی تمام زندگی عالم باعمل اور عابد شب زندہ دار کی تھی۔ آپ کا دور لودی اور مغلیہ حکومت کا دور ۱۴۹۴ء/ ۹۰۰ھ تا ۱۵۴۳ء/ ۹۵۰ھ کا ہے۔

''درفضیلت قلیل وکثیر واما درقد طویل وشکیل ومشائخ طور بودند ونماز گوش خلوت گزیں وشب خیر مصلا نشیں''

(سادات دیورہ قلمی)

آپ کا مزار مبارک دیورہ شریف میں واقع ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿71﴾ مولانا شاہ خورشید محمد دیوروی

مولانا شاہ خورشید محمدؒ کا تعلق دیورہ شریف سے ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت شیخ خوند شیخ محمدؒ اور جد امجد مولانا شاہ عبدالرشیدؒ ہیں۔ آپ اپنے آباؤ واجداد کی طرح وجیہ وشکیل اور حسن ظاہری و باطنی کا مجموعہ تھے۔

''صاحب فضل و صاحب کمال و صاحب تقویٰ بودند و در قامت سہی و سربلند و در حسن منور چوں ماہ ومہر فی نمودند''

(سادات دیورہ قلمی)

آپ کا فضل و کمال اطراف و اکناف میں مشہور و معروف تھا۔ آپ ہی کے خاندان کے مصنف ''سادات دیورہ قلمی'' حضرت مولانا محمد علیؒ ہیں۔ حضرت مولانا خورشید محمدؒ کا دور سنہ ۹۵۰ھ/۱۵۴۳ء – سنہ ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء شیر شاہ اور شاہان مغلیہ کا دوسرا دور حکومت ہے۔
وفات کا سال معلوم نہیں۔

باب ۶

◄ 72 ► مخدوم شاہ درویش گیاوی

مخدوم شاہ درویش کے والد کا نام حضرت سید شاہ مبارک اشرف تھا۔ آپ کے جد اعلی حضرت مخدوم عبد الرزاق نور العین، حضرت سلمان اشرف جہانگیر سلمانی کے خالہ زاد بہن کے صاحبزادے تھے۔ اس طرح آپ ایک صاحب نسبت بزرگ تھے۔

حضرت مخدوم شاہ درویش کی تعلیم وتربیت اپنے والد محترم مخدوم شاہ مبارک اشرف سے ہوئی۔ اور انھیں سے تعلیم کی تکمیل بھی کی۔ تعلیم وتربیت کی تکمیل کے بعد اپنے والد کے حکم کے مطابق اپنے مسکن شیخپورہ سے جنوب کی جانب سفر کیا، اور بیتھو شریف ضلع گیا پہنچے اور وہاں قیام فرمایا۔ اس علاقہ میں آپ کے آمد کی دھوم مچ گئی۔ اور لوگ جوق در جوق آپ کی زیارت کے لئے پہنچنے لگے، ہزاروں انسان آپ کی صحبت اور تعلیم سے فیضیاب ہوئے۔

حضرت مخدوم شاہ درویش اپنے دور کے سلسلۂ چشتیہ اشرفیہ کے صف اول کے بزرگ تھے، آپ سے ہزاروں لوگ بیعت ہوئے۔

بیتھو اور اس کے گردونواح میں علم ودین سے محرومی تھی، حضرت مخدوم شاہ درویش کی نگاہ مبارک نے اس سرزمین کو سرفرازی بخشی، تو اس سرزمین کا مستقبل روشن اور تابناک ہوگیا، اور اس سرزمین سے کئی اہم شخصیتیں ابھریں، جنہوں نے اپنے علم وعمل سے رشد وہدایت کا سلسلہ جاری کیا، جس سے ہزاروں تاریک دل روشن ہوگئے۔

حضرت مخدوم شاہ درویش کا وصال ۱۰ شعبان ۹۰۳ھ/۱۴۹۵ء کو بیتھو شریف ضلع گیا میں ہوا، اور وہیں مدفون ہوئے۔

☆☆☆

73 مخدوم شاہ ذکی الدین فردوسی بہاری

حضرت مخدوم شاہ ذکی الدین فردوسی، حضرت مخدوم عبدالسلام فردوسی کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل بھی اپنے والد ماجد سے ہی کی تھی، اور ان کے وصال کے بعد سجادہ نشیں ہوئے۔

آپ کی بزرگی اور متجر علمی کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالنبی محدث بہاری فردوسی شاگرد مولانا نورالحق محدث دہلوی نے آپ سے بھی اکتساب علوم ظاہری و باطنی فرمایا اور آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔

آپ ہی کے زمانہ میں ۱۰۵۶ھ/۱۶۴۷ء میں درگاہ شریف کے چوتھے حلقے میں عیدگاہ اور اس کے پشت پر مخدوم تالاب حبیب خاں سوری نے شہنشاہ شاہ جہاں کے ایما سے بنوایا تھا۔

آپ کا مزار درگاہ شریف کے پہلے حلقہ کی چوتھی صف میں ہے ۱۰۵۶ھ/۱۶۴۷ء میں باحیات تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

74 مولانا شاہ ذکریا بھاگلپوری

مولانا شاہ ذکریاؒ کے والد کا نام حضرت مولانا شاہ عبداللہؒ اور جدامجد مولانا شاہ محمدؒ تھے۔ آپ کی لیاقت کا یہ عالم تھا کہ دینی معاملات کے علاوہ دنیاوی معاملات میں بھی لوگ آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ آپ علوم عربیہ میں فارغ التحصیل اور نظم ونثر میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔

"از طرف علم عربی ونظم فارغ واما درفن وفنون امور دنیوی صاحب رائے صواب نما چناں پودند۔۔۔ (سادات دیورہ)

آپ کا دور ۹۵۰ھ/۱۵۴۳ء - ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء کا ہے۔

آپ دیورہ شریف میں مدفون ہیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

باب (ر)

75 مولانا شیخ رکن الدین عشق پٹنوی

شیخ رکن الدین کا مولد منشا دہلی تھا۔ جو وطن مالوف تھا۔ آپ کے والد کا نام شیخ محمد کریم فاروقی تھا۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت عمر بن خطابؓ سے ملتا ہے۔ آپ حضرت شاہ محمد فرہاد دہلوی ابوالعلائی کے نواسہ تھے۔ جنہیں مولانا برہان الدین جیسے کامل بزرگ کے پیرو مرشد ہونے کا شرف حاصل تھا۔

صاحب تذکرۃ الکرام کے بیان کے مطابق آپ کی تاریخ پیدائش نانیہال میں ہوئی۔ صحیح سال پیدائش معلوم نہیں، البتہ تاریخی اسناد سے سنہ ولادت ۱۱۰۳ھ متعین ہوتا ہے۔ جوانی میں آپ نے گھر چھوڑ دیا۔ اور ایک بزرگ کے پاس حاضر ہوئے۔ جہاں طریقہ زاہدایہ میں تعلیم ہوئی۔ پھر دہلی تشریف لائے اور طریقہ ابوالعلائیہ میں بیعت و تعلیم حاصل کی۔ دہلی سے مرشد آباد پہنچے اور وہاں سے عظیم آباد آئے، اور حضرت مخدوم منعم پاک سے ملے، مخدوم پاک آپ سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ آپ کو اپنی جگہ اسی مسجد میں بیٹھایا۔ اور خود ملا متین کی مسجد تشریف لے گئے۔ جو اس مسجد سے پچھم چند قدم کے فاصلے پر واقع ہے۔ اور رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ اور لب دریا خانقاہ قائم کیا۔

علوم ظاہری میں کمی کا احساس آپ کو رہا۔ اس لئے آپ نے نہایت ذوق و شوق کے ساتھ حضرت مولانا عبدالرحمان شیر گھاٹی سے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ مولانا عبدالرحمان کا بیان ہے کہ تعلیم کے وقت میں صرف ترجمہ یا نفس مطلب کی طرف رہبری کرتا تھا۔ اور حضرت مجھے حقائق و معارفت سے آگاہ فرماتے تھے۔ دراصل میں شاگرد تھا اور وہی استاذ تھے۔ بالآخر حضرت مولانا عبدالرحمان شیر گھاٹویؒ سے تعلیم حاصل کی اور مخدوم منعم پاکؒ سے بھی اکتساب فیض کیا۔ طریقہ فردوسیہ میں آپ ہی سے اجازت اور خلافت ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ مخدوم منعم پاک کی پاکیزہ صحبتوں نے حضرت عشق کو بزرگ سے بزرگ تر بنادیا تھا۔

آپ شعر و شاعری کا مذاق رکھتے تھے۔ اور عشق تخلص کرتے تھے۔ آپ کی سوانح یادگار عشق کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ آپ کی وفات ۸/ جمادی الاول بروز چہارشنبہ ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء کو ہوئی اور مزار خانقاہ کے حجرہ میں ہے۔ صوفیائے بہار اور اردو میں سال وفات ۱۲۰۳ھ/۱۷۸۹ء درج ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔

76 مولانا شاہ رمضان علی جعفری

مولانا شاہ رمضان علی کا وطن مہدانوں تھا۔ آپ مہدانواں کے آخری صاحب خانقاہ بزرگ تھے۔ اور اولیائے وقت میں سے تھے۔ آپ کے اجداد حضرت امان ربانی خواجہ بدرالدین، حضرت امام محمد

تاج فقیہ کے ساتھ ۵۷۶ھ/۱۱۸۰ء میں منیر شریف تشریف لائے۔ اسی زمانہ سے ان کا خاندان مہدانواں میں آباد ہوا۔

شاہ رمضان علی نے رشد و ہدایت کے کام کو آگے بڑھایا۔ آپ کے مریدین اور معتقدین کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ ان کے قلمی ملفوظات ابھی تک محفوظ ہیں۔ ملفوظات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بزرگ قاضی القضاۃ غلام یحیٰ مرحوم نے گورنمنٹ کے حکم سے فقہ حنفی کی مشہور و مستند اور معرکۃ الآرا کتاب ''ہدایہ'' کا ترجمہ عربی سے فارسی میں کیا جو پہلی بار گورنمنٹ کی طرف سے پریس کلکتہ میں چھپا۔ پھر دوبارہ مطبع نولکشور نے چھاپا۔

آپ کا انتقال ۷؍شوال ۱۲۳۱ھ/۱۸۱۵ء میں ہوا اور مہدانواں کے قبرستان احاطہ قطب سالار میں مدفون ہوئے۔

77 مولانا محمد رضوان القاسمی در بھنگوی

مولانا رضوان القاسمی کا آبائی وطن ضلع در بھنگہ کے موضع رسول پور برہلیا ہے۔ آپ اپنے نانیہال بھاگرت پور ضلع در بھنگہ حال ضلع مدھوبنی میں پیدا ہوئے۔ یہیں پرورش ہوئی۔ ابتدائی دینیات، عربی، فارسی اور اردو کی تعلیم و تربیت اپنے والد مولوی محمد حبیت الحسن حسینی (م ۲۰۰۰ء) سے پائی ۱۹۹۸ء میں جامعہ رحمانی مونگیر میں تعلیم کے لئے گئے۔ پھر مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے در بھنگہ کے نامور علماء و مشائخ سے استفادہ کیا۔ مدرسہ اسلامیہ آزاد ڈھاکہ چمپارن اور مدرسہ حسینیہ رانچی میں متوسطات تک کی تعلیم حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کیلئے غالباً ۱۹۶۶ء میں دارالعلوم دیوبند گئے۔ اور اس وقت کے اساتذہ کرام سے استفادہ کیا۔ حضرت شیخ فخر الدین احمدؒ سے دورۂ حدیث پڑھ کر دارالعلوم سے فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد امارت شرعیہ آئے تو مولانا سید نظام الدین صاحب نے مدرسہ اسلامیہ بتیا میں صدر مدرس کی حیثیت سے تدریسی خدمات انجام دینے کیلئے آپ کو منتخب کیا۔ امارت شرعیہ سے گھر گئے تو اچانک دارالعلوم دیوبند سے پیغام آیا، اور حضرت مولانا فخر الحسنؒ اور حضرت مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی خواہش کے مطابق آپ حیدر آباد گئے اور وہاں مسجد عامرہ کی امامت و خطامت کی ذمہ داری سنبھالی۔ اپنے علم و فضل اور تقریروں سے ہر دل عزیز ہو گئے۔ پھر وہیں چند برس کے بعد کنگ کوٹھی میں رہائش اختیار کر لی۔ مسجد عامرہ کی ذمہ داری کے ساتھ انہوں نے شہر حیدر آباد میں کرایہ کے ایک مکان میں دینی تعلیم کا ایک ادارہ قائم کیا۔ پھر بعد میں ۸؍شوال ۱۳۹۳ھ میں دارالعلوم سبیل السلام کے نام سے ایک پرُ بہار مقام پر ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ آج یہ مدرسہ علم و ادب، تہذیب و اخلاق اور اسلامی علوم و فنون کا ایک بڑا مرکز ہے۔

مولانا اپنی دینی و علمی خدمات، صحیح فکری رجحانات اور غیر معمولی انتظامی صلاحیت کی بنیاد پر پورے ملک میں مشہور ہوئے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے رکن اساسی، آل انڈیا ملی کونسل کے ممبر، فقہ اکیڈمی کے نائب صدر منتخب ہوئے۔ تنظیم ابنائے قدیم دار العلوم دیوبند اور امارت شرعیہ بہار واڑیسہ و جھارکھنڈ کے بھی مشیر خاص تھے۔ مولانا سے فراغت کے بعد بھی ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ پٹنہ، بنگلور اور حیدر آباد کے بہت سے جلسوں میں ملاقات ہوتی رہی۔ مسلم پرسنل لا کے اجلاس کے موقع پر دار العلوم سبیل السلام میں ملاقات ہوئی۔ بہت خوش ہوئے اور بہت سی کتابیں دیں۔ آپ کی علمی یادگار میں اسرار حیات اور باتیں ان کی یاد رہیں گی قابل ذکر ہیں۔

مولانا کا انتقال ۱۱/اکتوبر ۲۰۰۴ء کو کیئر ہاسپٹل حیدر آباد میں ہو گیا۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

78 مولانا رافق بھاگلپوری

مولانا رافق کی پیدائش ۱۲۰۲ھ/۱۷۸۷ء میں ہوئی۔ حضرت قاضی فائق کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ جو صدر اعلیٰ کے عہدے پر فائز رہے۔ جید عالم دین اور قاضی تھے۔ سیرۃ الشعیب، مصنفہ حافظ وزیر الدین احمد ظہوری میں (ص۔۷۳) مرقوم ہے:

"جناب شاہ ظہور علی عرف شاہ فضیحت صاحب وارثی بازید پوری بن شیخ دیوان نور علی صاحب صدیقی ہیں۔ ضلع بیر بھوم و مونگیر میں نامی سرشتہ دار تھے۔ عرصہ دراز تک جناب قاضی سید شاہ محمد فائق صاحب و جناب قاضی سید شاہ محمد رافق صاحب صدر اعلیٰ شہبازی بھاگلپوری کے ساتھ رہے"۔

قاضی رافق قدس سرہ اعلیٰ پایہ کے شاعر اور عاشق رسول ﷺ ہیں۔ بھاکھا میں طویل منقبت کا قطعہ موجود ہے۔

آپ کی وفات ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار احاطہ قدیم رسولؐ میں واقع ہے۔

79 مولانا سید رضی الدین رضوی پھلواروی

مولانا سید رضی الدین بن مولانا سید احمد یعقوب کی ولادت ۲۷/رجب ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۴ء کو پھلواری میں ہوئی۔ درسیات مولانا عبد الغنی سے پڑھیں۔ ۱۱/جمادی الآخر ۱۲۴۸ھ میں حضرت مولانا شاہ محمد ابوالحسن فرد سے سلسلہ قادریہ عمادیہ میں مرید ہوئے۔ تعلیم و تربیت بھی حضرت فرد سے ہوئی۔ شیخ کے وصال کے بعد سلاسل مجیبیہ اور فردوسیہ کی اجازت آپ کو اپنے والد سے پہنچی تھی۔ مولانا عبد الغنی نے اپنے

جمیع سلاسل کی اجازت عنایت فرمائی تھی۔

آپ شب بیدار اور تہجد گزار اور اوراد و اعمال پر سختی سے پابند تھے۔ دنیاوی مشاغل کے ساتھ ساتھ عبادات و طاعات میں مشغول رہتے۔ کفاف عیال کا ذریعہ سرکاری ملازمت تھی۔ بردوان میں ڈپٹی مجسٹریٹ کے عہدہ پر فائز تھے۔ نظم اوقات کا خاص سلیقہ تھا۔ شب کے دو بجے بیدار ہوتے۔ نماز تہجد کے بعد نماز صبح تک اذکار و اشغال میں مصروف رہتے۔ نماز صبح کے بعد چہل قدمی کرتے اسی دوران زبانی وظائف کی تکمیل ہوتی۔ پھر طلبہ حاضر ہوتے اور درس لیتے۔ کچہری کا وقت ہوتا، کھانا کھا کر کچہری جاتے۔ ضروری کاغذات کے ساتھ مصلیٰ، تسبیح اور پانی کا لوٹا بھی اردلی کے ذمہ تھا۔ عصر کے وقت مکان واپس آتے۔ مغرب تک خانہ داری کی دیکھ بھال میں وقت گذرتا۔ نماز مغرب کے بعد کچھ دیر اوراد میں مشغول رہتے۔ پھر اصحاب اور اہل حاجت کی آمد شروع ہوتی، چائے کا دور چلتا، حاجتمندوں کی حاجت روائی کرتے، دوستوں سے علمی باتیں ہوتیں، اس صحبت میں کلکتہ کے مخصوص احباب مولوی کبیر الدین ایڈیٹر اردو گائڈ و اخبار دار السلطنت کلکتہ، ڈپٹی مولوی عبد اللطیف، مولوی عبد الجبار صاحب، مولوی دلیل الدین ڈپٹی مجسٹریٹ و دیگر مجاہدین شہر کلکتہ کی نشست رہا کرتی تھی۔ ۹ بجے صحبت ختم ہوتی اور آپ نماز عشاء کے لئے تشریف لے جاتے۔

ابتداء میں ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء چند ماہ بشن پور ضلع بانکوڑہ میں اپنے چچا مولانا ابراہیم کی فرصت کے زمانہ میں عوضاً منصفی کے عہدہ پر کام کرتے رہے۔ پھر ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء میں مستقل ڈپٹی مجسٹریٹ کے عہدہ پر فائز ہو کر بردوان تشریف لے گئے اور عرصہ تک بردوان، کلکتہ، باقر گنج (بنگال) وغیرہ مقامات میں اسی عہدہ پر فائز رہے۔

ملازمت کے دوران مسافت اور ملازمت کی ذمہ داریوں کی وجہ سے وطن آنا جانا کم ہوتا تھا۔

۲ ربیع صفر ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء رحلت فرمائی اور بردوان میں بہرام سقہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

﴿80﴾ مولانا راحق بھاگلپوری

مولانا محمد راحق کی ولادت ۱۲۳۶ھ/۱۸۲۰ء میں ہوئی۔ آپ حضرت قاضی فائقؒ کے پانچویں صاحبزادے ہیں۔ عہدہ قضاء پر فائز رہے۔ عید گاہ جنگی کی امامت فرماتے رہے۔ اور علمی کاموں میں اپنی زندگی گذار دی۔ انگریزی طرز کا اسکول قائم کیا۔ تاحیات اپنے ذاتی خرچ سے چلاتے رہے۔ تعلیم اسناد کے جلسے میں بہار کا انگریز گورنر شریک ہوا۔ آپ پیکر عجز انکسار تھے۔ احقر تخلص فرماتے تھے۔ عاشق رسولؐ تھے اور عموماً نعت گوئی سے تسکین دل کا سامان بہم کرتے تھے۔

آپ تاحیات درس وتدریس اور سماجی کاموں میں مشغول رہے۔۱۸۹۵ء/۱۳۱۳ھ میں وصال ہوا۔آپ کا مزار آستانہ قدم رسولؐ میں واقع ہے۔

81 مولانا شاہ محمد رشید الحق پھلواروی

مولانا شاہ محمد رشید الحق بن شاہ علی امیر الحق کی ولادت ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء ہے۔جملہ کتب درسیہ اپنے والد سے پڑھیں،۱۳۰۲ھ میں اپنے والد کے وصال کے بعد سجادہ عمادیہ پر جانشیں بنائے گئے۔آباواجداد کے طریقہ کے مطابق رشد وہدایت کے ساتھ درس وتدریس کا سلسلہ بھی آپ نے جاری کیا۔خدانے باطنی محاسن کے ساتھ ظاہری وجاہت بھی عطا فرمائی تھی۔اپنے وقت میں مرجع خلائق اور بہت وجاہت والے شیخ تھے۔سرسید مرحوم نے مسئلہ وقف علی الاولاد کے متعلق ۱۸۷۹ء میں ایک تجویز حکومت میں پیش کی تھی جو مسلمانوں کے لئے دینی اور دنیاوی دونوں حیثیت سے مضر تھی۔آپ نے اخبار "نسیم سحر" مورخہ ۵رجنوری ۱۸۸۰ء کے ذریعہ اس مسودہ قانون کی سخت تردید کی اور مسلمانوں کو اس نقصانات سے آگاہ کیا۔

آپ حج وزیارت حرمین سے بھی مشرف ہوئے۔اور ممالک اسلامیہ میں عراق اور شام کا سفر کیا۔

آپ سے بہت سے علماء نے علم وفیض حاصل کیا۔

۲۲رجمادی الاول روز سہ شنبہ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء کو صبح صادق کے وقت حرکت قلب کے بند ہوجانے سے آپ کی وفات ہوئی۔اور پھلواری میں اپنے والد کے پائیں میں مدفون ہوئے۔

82 مولانا رحیم بخش آروی

مولانا رحیم بخش کی پیدائش شہر آرہ میں ہوئی۔علمائے رام پور اور سہارنپور سے درسیات پڑھی۔حدیث کی چند کتابیں پھلواری شریف میں حضرت مولانا عبد الرحمان ناصری گنجیؒ سے پڑھیں۔اعلی حضرت کا شہرہ سن کر سہارنپور سے واپسی میں بریلی پہنچ کر مرید ہوئے۔اور فاضل بریلوی کی فیض صحبت سے فیض یاب ہوکر وطن واپس آئے۔اور مدرسہ حنفیہ میں مدرس ہوئے۔مسائل واعتقاد میں اختلاف کی وجہ سے جدید مدرسہ قائم کیا اور فیض الغرباء نام رکھا۔آرہ کے مشہور طریقت حضرت شاہ محمد فرید الدینؒ نے

آپ کا تعاون فرمایا۔ تاحین حیات آپ اسی مدرسہ کے صدر مدرس اور مہتمم رہے۔ آپ کو فاضل بریلوی سے اجازت وخلافت بھی حاصل تھی۔ مدرسہ فیض الغرباء کے طلبہ کی دستار بندی کی اکثر جلسوں میں آپ کی دعوت پر فاضل بریلویؒ نے آرہ تشریف لے جا کر دستار باندھی، حضرت مولانا شاہ عبد الغفور، علامہ ابراہیم آروی اور مولانا ولی الرحمان پوکھریروی آپ کے مشہور تلامذہ تھے۔ ان پر آپ کو بے حد فخر تھا۔

۸/ شعبان ۴۳ ۱۳۴۴ھ/ ۲۴ ۱۹۲۵ء میں شہر آرہ میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

83 مولانا سید راحت حسین مجتہد سارنی

سید راحت حسین بن سید ظاہر حسین اپنے وطن گوپال پور ضلع سارن میں ۵/ رجب ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۳/ جون ۱۸۸۰ء بروز یکشنبہ پیدا ہوئے۔ آپ کا تاریخی نام سید حیدر رضا تھا۔ پانچ برس میں تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ تیرہ سال کی عمر میں اردو وفارسی کی تعلیم مکمل کی۔ ۵/ رجب ۱۳۱۱ھ سے عربی کی تعلیم شروع کی اور جملہ علوم متداولہ پر عبور حاصل کیا۔ ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں عراق گئے۔ تاکہ اجتہاد میں کمال حاصل کریں وہاں مرکز علم نجف اشرف میں قیام کیا۔ اور وہاں کے جید علماء مجتہدین سے شرف تلمذ حاصل کیا اور اس سلسلہ میں کمال حاصل کر کے ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۶ء میں ہندوستان واپس آئے۔

تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع کیا۔ درس وتدریس کا سلسلہ بھی ساتھ رکھتے تھے۔ مظفر پور کے محلہ بڈھن پورہ میں ایک مدرسہ ایمانیہ تھا، اس میں مدرس رہ چکے تھے۔ ان کی تحریر کے مطابق ان کی تصنیفات میں سے کتب اور رسائل کی تعداد تقریباً ۷۰ ہے۔ انہوں نے اپنے تمام رسائل اور کتابوں کی فہرست بھی مرتب کردی ہے۔ ان میں سے چند کے علاوہ سبھی عربی اور اردو میں ہیں۔ اور زیادہ تر طبع ہو چکی ہیں۔ مولانا کی کتاب توشۂ آخرت ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۴ء میں طبع ہوئی۔

عراق سے واپسی کے بعد حسین آباد ضلع مونگیر میں قیام کیا۔ وہاں نواب صاحب کا کتب خانہ مل گیا۔ شب وروز مطالعہ کتب میں مشغول ہو گئے۔ اگر چہ جوش مزاجی کی وجہ سے ہر وقت معتقدین کا ہجوم رہتا تھا۔ مگر اس کے باوجود تصنیف وتالیف کا کام جاری رہتا تھا۔ آپ کی تفسیر انوار القرآن ہے۔ جو اب تک صرف سورہ آل عمران طبع ہوئی ہے۔ مولانا ۱۹۵۱ء میں مدرسۃ الواعظین کے پرنسپل ہوئے۔

۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۵ء میں اپنے وطن گوپال پور میں انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے۔

◄84► مولانا محمد رحمت اللہ چتراوی

مولانا محمد رحمت اللہ کے والد کا نام رمضان علی تھا۔ آپ کی پیدائش ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء کے قریب ہوئی۔ آپ کے مورث اعلیٰ گیا ضلع سے آکر چترا میں سکونت پذیر ہو گئے۔ پھر مولانا کے والد نے بعد میں تجارت کے سلسلہ سے رانچی میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

ابتدائی تعلیم چترا میں حافظ احمد جان خاں سہسرامی سے حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے آسنسول گئے اور وہاں مدرسہ مصباح العلوم میں داخل ہو گئے۔ اسی زمانہ میں حضرت مولانا عبدالرشید رانی ساگری بحیثیت مدرس مدرسہ مصباح العلوم میں تشریف لائے۔ حضرت کی نگرانی میں تعلیم کی تکمیل ہوئی۔ اور ۱۹۱۱ء میں اسی مدرسہ سے فراغت ہوئی۔ پھر حضرت رانی ساگری کے رخصت پر چلے جانے کے بعد ان کی جگہ تعلیم وتدریس میں مشغول ہو گئے۔ اس زمانہ میں مدرسہ مصباح العلوم میں آپ نے ترمذی شریف وغیرہ کا درس دیا۔

۱۹۲۳ء میں رانچی واپس لوٹے اور مطالعہ وکتب بینی میں مصروف ہو گئے۔ پھر چترا کا ارادہ کیا اور ۱۹۲۵ء میں بیل گاڑی سے سفر کر کے رانچی سے چترا پہنچے۔ چترا کے قریب پاڑہ ڈھواڑا پہنچے تو رمضان کا چاند نظر آیا۔ پورے رمضان چترا میں قیام رہا۔ لوگوں کے اصرار اور ضرورت کے پیش نظر ۱۰ر شوال ۱۳۴۳ھ بمطابق ۴ر مئی ۱۹۲۵ء کو مدرسہ فیض الغرباء کے نام سے چترا میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ اس میں بیرونی طلبہ کے قیام وطعام کا انتظام کیا گیا۔ چترا اس زمانہ میں خرافات کا مجموعہ تھا۔ شرک وبدعات کا زور تھا۔ آپ کے اصلاحی کارنامہ کی وجہ سے چترا کو ان خرافات سے نجات ملی۔

جمعیۃ العلماء کا قیام ۱۹۱۹ء میں ہوا تو آپ اس تنظیم سے منسلک ہو گئے۔ اور اس پلیٹ فارم سے ملک وملت کی خدمت کی۔ آپ ضلع ہزاری باغ جمعیۃ علماء کے صدر اور روح رواں رہے۔ جمعیۃ علماء کے اکابر کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ امارت شرعیہ کے قیام کے بعد اس سے بھی وابستہ رہے۔ حضرت مولانا منت اللہ رحمانی نے اپنے دور امارت میں ضلع ہزاری باغ و پلاموں کا قاضی شریعت متعین کیا۔ اس فریضہ کو آپ نے حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیا۔

مولانا تبلیغی جماعت سے بھی وابستہ تھے۔ اور آپ کی زندگی میں چترا میں بڑے پیمانے پر تبلیغی

اجتماعات ہوئے۔

جمعیۃ علماء اور انڈین نیشنل کانگریس کا تحریک آزادی کے سلسلہ میں اشتراک تھا۔ جمعیۃ علماء سے منسلک ہونے کی وجہ سے مولانا کانگریس کے پروگرام کو کامیاب بنانے میں بھی سرگرم رہے۔ کانگریس کے جلسوں میں شرکت کرتے تھے۔ اور تقریر کرتے۔ تعلیمی، تبلیغی، آزادی اور اصلاحی کاموں کے لئے آپ نے اپنے مشن کا مرکز چترا کو بنایا۔ اور یہاں سے ہر چہار طرف اپنے مشن کو پھیلایا۔ ہزاری باغ، پلاموں، رانچی، سنگھ بھوم، گیا وغیرہ ضلعوں میں آپ کے مشن کا کام ہمیشہ جاری رہا۔ اور اس سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا۔

تعلیمی تحریک سے آپ خاص طور پر وابستہ رہے۔ مدرسہ فیض الغرباء کے بعد مدرسہ خیر العلوم چندوا، مدرسہ عرفان الرشید چندری اور مدرسہ فیض الرشید سناول ضلع سرگوجہ (ایم۔ اپی) کو قائم کیا۔ آپ کے شاگردوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ ان میں سے اکثر مدارس و مکاتب قائم کئے۔

تحریک آزادی میں خوب حصہ لیا۔ جمعیۃ علماء اور کانگریس دونوں کے پلیٹ فارم سے آپ تحریک آزادی میں شریک رہے۔

۱۹۴۹ء میں جمعیۃ علماء کا صوبائی اجلاس طلب کر کے اس میں مدرسہ فیض الغرباء کا نام تبدیل کر کے مدرسہ رشید العلوم چترا رکھا۔ اس اجلاس سے مسلمانوں میں خود اعتمادی کا احساس پیدا ہوا۔

مسلمانوں میں تعلیمی بیداری کے خیال سے ۱۹۴۰ء میں ایک لائبریری قائم کیا۔ ماہنامہ کرن اور ماہنامہ رحمت آپ کی نگرانی میں نکلتا تھا۔ مولانا ۱۹۲۷ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔

آپ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری سے بیعت تھے۔ حضرت مولانا رانی ساگریؒ نے بھی آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا تھا۔

۱۹۷۲ء میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ اور ۶ر جمادی الاولی ۱۳۹۵ھ بمطابق ۱۸ر مئی ۱۹۷۵ء بوقت ساڑھے پانچ بجے شام بعد نماز عصر بروز یکشنبہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

ساڑھے سات بجے جنازہ جامع مسجد مدرسہ رشید العلوم چترا لایا گیا۔ بعد ظہر جنازہ رحمت نگر کی موجودہ عمارت جامع رشید العلوم کے وسیع میدان میں رکھا گیا۔ آپ کے شاگرد مولانا وصی الدین رشیدی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور رشید نگر (چڑیا ٹائر) کے قبرستان میں حضرت مولانا رانی ساگریؒ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

85 مولانا قاضی محمد رئیس دربھنگوی

مولانا قاضی محمد رئیس بن ابومحمد کی پیدائش یکم فروری ۱۹۲۷ء کو ضلع دربھنگہ کے ایک موضع سنہ پور بزرگ ضلع دربھنگہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں حاصل کرنے کے بعد ۱۹۳۹ء میں حصول تعلیم کے لئے پٹنہ آئے اور مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے درجہ فوقانیہ میں داخلہ لیا اور یہیں درجہ فاضل تک تعلیم حاصل کر کے ۱۹۴۶ء میں فاضل تفسیر کے امتحان میں شریک ہوئے اور پورے بہار میں اول مقام حاصل کر کے مسٹر فخر الدین گولڈ میڈل حاصل کیا۔

مدرسہ حمیدیہ میں مولانا مقبول احمد خاںؒ سے فیض حاصل کیا اور مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں حضرت مولانا اصغر حسین بہاری، ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری، مولانا عبد السبحان، مولانا عبدالشکور آہ مظفر پوری، مولانا ابوالقاسم دربھنگوی وغیرہ علماء سے اکتساب علم وفضل کیا۔

فراغت کے بعد مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ میں ۱۹۴۷ء میں آپ کا عارضی تقرر ہوا۔ پھر درمیان میں چند برسوں کے بعد ۱۹۵۲ء میں آپ کی مستقل بحالی ہوئی۔ مدرسہ کے تعلیمی وتدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ یہاں تک کہ جونیر کے انچارج ہوئے۔ یکم مارچ ۱۹۸۵ء کو اپنی ملازمت سے سبکدوش ہوئے، اور سبزی باغ میں واقع اپنی کتاب کی دوکان "کتاب منزل" میں پورے طور پر مشغول ہوگئے۔ آپ کی علمی یادگار "تسہیل سورہ فاتحہ" ہے۔

ملازمت سے سبکدوشی کے بعد صرف پانچ ماہ بعد ۷؍ جولائی ۱۹۸۵ء کو وفات پائی۔ نعش ان کے وطن سنہ پور ضلع دربھنگہ لے جائی گئی۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

86 مولانا رحم علی مظفر پوری

مولانا رحم علی بن عزیز الدین بن امام الدین شیخ شہاب الدین سہروردی کی اولاد میں سے ہیں۔ ابا بکر پور ضلع مظفر پور حال ضلع ویشالی میں پیدا ہوئے۔ عربی وفارسی کی تعلیم اپنے آباء واجداد سے حاصل کی، رائے صاحب بکھرا جاگیر دار کے دربار میں عربی وفارسی کے اتالیق تھے۔ پھر تحصیل دار مقرر ہوئے۔ ایک لڑکے کی بسم اللہ کرائی، اس موقع پر رائے صاحب نے مدھ پور دھیلائی کی جائیداد انعام میں دیا۔ خطاطی

میں ماہر تھے۔آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور کی لائبریری میں محفوظ ہے۔
وفات کا سال معلوم نہیں۔

87 مولانا شاہ رفاقت حسین مظفر پوری

مولانا شاہ رفاقت حسین کا آبائی وطن جلال گڑھ جڑھوا حاجی پور ہے۔نسبی تعلق مشہور بزرگ حضرت سید شاہ جلال الدین جڑھوی سے ہے۔جن کا مزار جڑھوا گڑھ پر مرجع خلائق ہے۔

مولانا کی ولادت کارتک ۱۳۱۷ فصلی میں بھوانی پور ضلع مظفر پور میں ہوئی۔مرچا اسکول میں درجہ چہارم تک تعلیم پائی۔پھر قریب کی بستی عارض پور میں مولوی طاہر حسین سے فارسی میں گلستاں بوستاں تک تعلیم حاصل کی۔مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور مظفر پور اور مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں عربی کی تعلیم حاصل کی۔

۱۳۴۵ھ/۱۹۶۲ء میں جونپور کا سفر کیا۔اور مدرسہ حنفیہ میں داخلہ لیا۔پھر دارالعلوم مغینیہ عثمانیہ اجمیر میں داخلہ لیا۔اور وہیں درسیات کی تکمیل کی ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء میں مولانا سید شاہ علی حسین سے مرید ہوئے۔

۱۳۵۲ھ/۱۹۳۴ء میں بریلی آئے، اور مدرسہ منظر الاسلام میں درس وتدریس میں مشغول ہوئے۔ایک سال بعد مدرسہ محمودیہ جائس پور ضلع رائے بریلی کے صدر مدرس ہو کر تشریف لے گئے۔کچھ عرصہ کے بعد مدرسہ محمودیہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔اس کے بعد محلّہ قضیانہ میں قیام کر کے مطب کے ساتھ درس دیتے رہے۔چند سال جامع مسجد سلطان پور میں خطیب رہے۔مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور میں صدر مدرس کی حیثیت سے خدمت انجام دیا۔

آپ کے تلامذہ میں اہل سنت کے جید عالم ہیں۔

آپ کی تصنیف میں تفسیر سورہ بقرہ، قادیانی کذاب، طریقہ حنفیہ، الیاسی جماعت، عورت کی نماز مطبوعہ ہیں۔مجموعہ فتاوی، دو جلد میں مخطوطہ ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

☆☆☆

باب (ز)

88 مولانا شاہ زین الدین مظفر پوری

مولانا شاہ زین الدین فریدی کے والد محترم کا نام حضرت شاہ بدیع الدین احمد ہے۔ آبائی وطن موضع چھتوارہ ضلع مظفر پور (موجودہ ضلع ویشالی) ہے۔ ان کا خاندان ۱۸۵۷ء میں یہاں سکونت پذیر ہوا۔ ان کا سلسلہ نسب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر سے ہوتا ہوا حضرت عمر فاروق تک پہنچتا ہے۔ اسی وجہ سے اس خاندان کے افراد ''فریدی فاروقی'' بھی لکھتے ہیں۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے بھائی حضرت شاہ معین الدین سے حاصل کی۔ فارسی و عربی کی اعلی و درسی کتابوں کی تعلیم بھی انہیں سے حاصل کی۔ فن طب کی تکمیل بھی انہیں سے کی۔

تعلیم ظاہری کے بعد تعلیم باطنی کی جانب رجوع کیا۔ اپنے بھائی اور استاذ حضرت شاہ معین الدین فریدی کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہیں سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت حکیم شاہ مہدی حسن کریم چکی کو اپنا مرشد بنایا اور ان سے اکتساب فیض کیا۔

جناب حکیم صاحب کی صاحبزادی کی شادی علی نگر میں تھی۔ اس وجہ سے ۱۸۹۰ء میں چتوارہ سے منتقل ہو کر اپنی صاحبزادی کے یہاں علی نگر ضلع دربھنگہ چلے آئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔

حکیم صاحب شعر و شاعری سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ اور زینو تخلص کرتے تھے۔

۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں انتقال ہوا۔ حیدری امام باڑہ کے شمالی مغربی گوشے میں مدفون ہوئے۔

89 مولانا زبیر احمد چمپارنی

مولانا زبیر احمد چین پور ڈھاکہ چمپارن میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام محمد اسماعیل اور دادا کا نام محمد غیاث الدین تھا۔

محمد اسماعیل صاحب کاشتکار تھے۔ لیکن دینی حمیت کوٹ کوٹ کر بھری تھی لہذا اپنے بیٹے زبیر احمد کو دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے مدرسہ اسلامیہ چین پور ڈھاکہ چمپارن میں داخل کر دیا۔

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد یوپی کے مدارس میں تحصیل علم کرتے رہے اور آخر میں

دارالعلوم سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد مدرسہ منبع العلوم گلاؤٹھی میں مدرس ہوئے۔ایک عرصہ تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ادھر مدرسہ آزاد اسلامیہ ڈھاکہ چمپارن میں مدرس اول کی ضرورت ہوئی۔اس عہدہ کیلئے مولانا زبیر احمد کا نام منتخب کیا گیا اور وہ منبع العلوم گلاوٹی سے مدرسہ آزاد اسلامیہ ڈھاکہ تشریف لے آئے۔ جہاں انہوں نے جس جذبہ واخلاص سے مفوضہ کو انجام دیا وہ قابل رشک ہے۔ان کا تعلق امارت شرعیہ، تبلیغی جماعت، جمیعتہ علماء سے والہانہ تھا۔تصوف کے میدان میں مولانا حسین احمد مدنی سے منسلک تھے۔آپ کے اخلاق وعادات اسلاف کی یاد دلاتے تھے۔ جامع مسجد ڈھاکہ کے جمعہ کی امامت بھی آپ کے ذمہ تھی۔اسکے خطبے کے ذریعہ قوم کی رہنمائی فرماتے تھے۔

نومبر ۱۹۷۴ء میں بیمار ہوئے۔ علاج ومعالجہ کے لئے دربھنگہ، پٹنہ اور ویلور کے شفاخانے کی خاک چھانی لیکن افاقہ نہ ہوا۔ بالاخر ۲۵؍دسمبر ۱۹۷۴ء کو ۹ بجکر ۳۵ منٹ پر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

ان کا مدفن مدرسہ باقیات الصالحات ویلور قبرستان ہے جنازہ کی نماز مدرسہ کے احاطہ میں ادا کی گئی۔اور امامت کے فرائض جناب مولانا عبدالوہاب صاحب نے انجام دیئے۔ جو باقیات الصالحات ویلور کے مفتی تھے۔

90 مولانا حکیم زین العابدین جالوی

مولانا حکیم زین العابدین جالوی علاقہ کے معروف مولانا حکیم عبدالاحد صاحب کے بڑے صاحبزادے تھے۔آپ نے فارسی اور ابتدائی عربی مولانا محمد اسحاق خاں جالوی مصنف قصد الصیغہ سے حاصل کی۔ناسازی صحت اور خاص کر دمہ کے مرض کی وجہ سے والد ماجد نے کہیں جانے نہیں دیا، بلکہ پوری تعلیم بشمول کتب حدیث اپنے ہی والد سے مدرسہ احمدیہ مدھوبنی میں حاصل کی، البتہ حکمت طبیہ کالج لکھنؤ سے پاس کیا۔

بڑے حاذق طبیب تھے۔ چنانچہ دربھنگہ کے کئی سرکاری یونانی ہسپتال میں بحیثیت طبیب خدمت انجام دی، اصلاحی تعلق حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے تھا۔حافظہ غضب کا تھا۔عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں پر بڑی قدرت حاصل تھی۔ فارسی اور اردو میں آپ کے طب کی منظوم بیاض ہے۔آپ کے دو مختصر رسائل سورۃ المصطفیٰ اور دین ابراہمی کے نام سے طبع ہو چکے ہیں۔احادیث کا ایک اہم مجموعہ

مکارم حدیث کے نام سے زیر طبع ہے، جس میں آپ نے منتخب احادیث کا ترجمہ کیا ہے۔ اور اس کی تشریح فرمائی ہے۔ مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی آپ کے چھوٹے بھائی تھے۔ مولانا محمد عثمان بانی مدرسہ رحمانیہ سوپول دور طالب علمی کے معاصرین ہیں اور مولانا شمس الہدیٰ، سابق مہتمم مدرسہ رحمانیہ سوپول ضلع دربھنگہ آپ کے رفیق درس تھے۔ مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور مولانا شعیب رحمانی اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے آپ سے فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھی ہیں۔ ۳ر اکتوبر ۱۹۷۹ء کو جالے ہی میں آپ کی وفات ہوئی، اور وہیں تدفین ہوئی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ستر سال کے قریب تھی۔

91 مولانا زین الحق دربھنگوی

مولانا زین الحق اپنے آبائی گاؤں نرائن پور بلاک منی گاچھی ضلع دربھنگہ حال مدھوبنی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصلی آبائی وطن قصبہ بیرنگر بسریا ضلع پورنیہ حال ضلع ارریہ تھا۔ زمیندار گھرانے کے موضع نرائن پور میں آ کر سکونت پذیر ہو گئے۔ یہیں آپ کی پیدائش ہوئی۔ آپ نے مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ میں تعلیم حاصل کی۔ اور یہیں سے فراغت کے بعد پچیس، تیس سال آبائی علاقہ بیرنگر بسریا میں علم دین کی خدمت کی۔ ایک عرصہ ضلع پورنیہ کے مختلف علاقوں میں گزارا، وہاں، بہت سے مدارس قائم کئے۔ پھر منی گاچھی لوٹ آئے اور منی گاچھی کے مغربی حلقہ میں بہت سے مدارس قائم کئے نہایت باہمت، باشعور اور ملت کے دردمند تھے۔ ۲۵ر ستمبر ۱۹۸۶ء کو آپ کی وفات ہوئی۔

☆☆☆

باب (س)

92 مولانا سید شاہ سعید العالم بھاگلپوری

مولانا سید شاہ سعید العالم، حضرت مولانا سید شاہ شرف العالم کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم اور عم محترم حضرت مولانا سید شاہ اشرف العالم سے حاصل کی۔ آپ نے درس نظامیہ سے فاضل کی سند فرنگی محل لکھنؤ سے حاصل کی اور مدرسہ عالیہ کلکتہ میں درس وتدریس میں مشغول رہے۔ آپ نہایت ذہین واعلی صلاحیتوں کے مالک تھے۔

آپ کو بنارس کے مشہور بزرگ اور میلاد خواں حضرت عبد الرحیم شاہؒ سے گہرا لگاؤ تھا۔ ۸/ربیع الاول کی مجلس میں انہیں اکثر مدعو کیا کرتے تھے۔ یہ مجلس آپ کی قائم کردہ ہے۔ جو آج تک جاری ہے۔

نہایت کم عمری میں ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء میں تیس سال کی عمر میں وفات پائی۔

93 مولانا حکیم محمد سعید خاں مظفر پوری

مولانا حکیم محمد سعید خاں بن میاں جان خاں بن محمد تفضّل حسین خان ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء میں مروت پور مہنار ضلع مظفر پور حال ضلع ویشالی میں پیدا ہوئے۔ اپنی بستی کے مکتب ہی سے عربی، فارسی اور اردو میں اچھی لیاقت پیدا کی۔ معاشی حالات درست نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے حاجی نگر ضلع چوبیس پرگنہ میں پارچون کی ایک دوکان کرلی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابندی اور تبلیغ دین کی وجہ سے لوگ آپ کو مولوی صاحب کہتے، آپ چونکہ اس وقت تک باقاعدہ عالم نہیں تھے۔ اس لئے ہمیشہ شرمندہ ہوتے۔ یہ شرمندگی اتنی بڑھی کہ دوکان اپنے بھائی مولوی محمد عرفان کے حوالہ کیا۔ اور ۱۳۳۳ھ میں دہلی جاکر میاں نذیر حسین محدث دہلوی کے مدرسہ سے علم دین اور علم طب کی سند حاصل کر کے آبائی وطن مروت پور آئے۔ ان دنوں اس گاں میں ایک مدرسہ نور الہدی نام سے چلتا تھا۔ اس کے مہتمم آپ کے پھوپھا عبد الرحیم خاں تھے۔ ان کے اصرار پر آپ نے اس مدرسہ میں درس وتدریس کا کام شروع کیا۔ آپ کے شاگردوں میں مولانا مہدی رضا خاں، آپ کے صاحبزادے مولانا محمد ضیاء الاسلام خاں کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ۱۳۴۱ھ سے ۱۳۸۱ھ تک آپ اس مدرسہ میں ابتدائی کتابوں سے لے کر علیا تک کی کتابیں پڑھاتے رہے۔ پوری زندگی تبلیغ دین اور درس وتدریس میں گذری۔

۲؍شوال ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء بوقت ایک بجے شب وفات پائی اور مروت پور کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

94 مولانا محمد سراج الدین آواپوری

مولانا محمد سراج الدین اپنے آبائی گاؤں ضلع مظفر پور حال ضلع سیتامڑھی میں ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے مکتب میں مولوی محمد سالم ساکن جہانگیر ٹولہ ضلع دربھنگہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد عربی وفارسی کی تعلیم کی تحصیل کے لئے مدرسہ اشرف العلوم کنہواں کا سفر کیا۔ وہاں سے پڑھ کر پھر حضرت الاستاد مولانا محمد یونس آواپوری کے ساتھ کانپور گئے۔ حضرت مولانا نے اپنے مدرسہ تکمیل العلوم محلہ احاطہ کمال خاں کانپور میں داخلہ کرلیا۔ یہاں متوسطات تک کی تعلیم سے لے کر دورۂ حدیث شریف تک کی تعلیم حاصل کی۔ وہاں حضرت مولانا مفتی سعید احمد لکھنوی، حضرت مولانا مفتی صدرالدین، حضرت مولانا کمال الدین، حضرت مولانا سہراب علی، حضرت مولانا محمد یونس آواپوری وغیرہ اساتذہ کرام سے فیض حاصل کر کے شعبان المعظم ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

فراغت کے بعد پولس لائن کانپور کی مسجد میں امامت وخطابت کے منصب کو سنبھالا اور پولس لائن کے بچوں کی تعلیم وتربیت بھی کرتے رہے۔ آپ ۱۳۶۵ھ سے ۱۳۹۵ھ تک امامت وخطابت کے فرائض انجام دیئے۔ اور سبکدوش ہوکر اپنے وطن آواپور آ گئے، گھر پر رہ کر کاشتکاری کرانے میں مشغول ہو گئے۔ اور اسی اثناء میں آپ کو مدرسہ جامعہ اسلامیہ آواپور میں جگہ مل گئی۔ تو ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء سے لے کر ۳۱؍دسمبر ۱۹۸۹ء تک تدریسی خدمات کی انجام دہی میں مشغول رہے۔ مولانا نے کانپور اور آواپور میں قابل قدر خدمات انجام دیئے۔

رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء میں شدید علیل ہو گئے۔ کوئی امید بچنے کی نہیں تھی، لیکن علاج معالجہ کے بعد تندرست ہو گئے۔

مورخہ ۱۶؍ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۹۹۱ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ جنازہ کی نماز آپ کے صاحبزادے حافظ نظام الدین صاحب نے پڑھائی۔ اور آواپور میں مدفون ہوئے۔

95 مولانا محمد سلیمان آواپوری

مولانا محمد سلیمان بن معین الدین اپنے آبائی گاؤں آواپور ضلع مظفر پور حال ضلع سیتامڑھی میں ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اردو مڈل اسکول مولانگر میں ماسٹر محمد ابراہیم صاحب سے حاصل کی۔ عربی وفارسی کی تعلیم مولانا صوفی رمضان علی آواپوری سے حاصل کی۔ مولانا موصوف حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ تھے۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے مدرسہ اشرف العلوم کنہواں میں داخلہ لیا۔ جہاں حضرت مولانا صوفی رمضان علی صدر المدرسین کی حیثیت سے تدریسی خدمت انجام دینے لگے۔ حضرت مولانا صوفی رمضان علی کے وصال کے بعد حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتی سے شرح وقایہ، نورالانوار، مختصر المعانی، شرح جامی وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ تعلیم کی تکمیل کیلئے مدرسہ امدادیہ لہریاسرائے دربھنگہ میں ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء میں داخلہ لیا اور حضرت مولانا عبدالوہاب دربھنگوی، مولانا عبدالرحیم دربھنگوی، مولانا عبدالودود، مولانا عبدالحفیظ سید ھولوی وغیرہ جید علماء سے علم وفضل حاصل کیا۔

فراغت کے بعد مدرسہ اسلامیہ آواپور، ضلع چمپارن میں تین ماہ تک درس وتدریس کا کام کیا۔ پھر سیتامڑھی آگئے۔ اور شہر میں ایک مسلم داروغہ کے یہاں رہ کر انکے بچوں کی تعلیم وتربیت میں مشغول ہوگئے۔ اسی دوران آپ نے یکم محرم ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء کو سیتامڑھی شہر کی جامع مسجد میں مدرسہ اسلامیہ عربیہ کی بنیاد ڈالی۔ اور وہیں تدریسی خدمت انجام دینے لگے۔

مولانا ایک صاحب صلاحیت عالم تھے۔ اخلاق کے بلند تھے۔ سیتامڑھی اور اطراف میں آپ کا خاص مقام تھا۔ ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء سے ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء تک آپ اسی مدرسہ اسلامیہ عربیہ میں درس وتدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء کو مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد سیتامڑھی کی تدریسی خدمت اور انتظام سے استعفاد ے کر اپنے گھر آواپور تشریف لے آئے، تاکہ آرام وسکون کے ساتھ زندگی گذار لیں۔ لیکن یہاں بھی طلبہ کا ہجوم اُمڈ آیا۔ اور یہاں بھی درس وتدریس میں مشغول ہوگئے۔ پھر مہسول سیتامڑھی کے عقیدت مند حضرات آواپور تشریف لائے اور آپ سے مہسول تشریف لانے کی درخواست کی، آپ نے قبول فرمایا اور مہسول میں مدرسہ رحمانیہ میں تدریسی خدمت شروع کی۔ اس مدرسہ کی بنیاد مولانا ہی نے ۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء میں ڈالی تھی۔ جب مدرسہ عربیہ جامع مسجد سیتامڑھی کے سکریٹری حبیب احمد ہوئے تو حضرت مولانا کو پھر مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد لے گئے

اور مسجد کی امامت و خطابت کی ذمہ داری آپ کو سپرد کی گئی۔ اور آپ ہمیشہ اسی سے منسلک رہے۔

آپ حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتی سے بیعت تھے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا سید شاہ محمد ہارون صاحب بگہا ضلع چمپارن سے بیعت ہوئے اور ان سے خلافت بھی حاصل کی۔

آپ کا سیاسی تعلق جمعیۃ علماء ہند سے تھا۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم کے موقع پر جمعیۃ علماء ہند کے نظریہ کی پرزور وکالت کی اور جمعیۃ علماء کے خیالات کو عوام تک پہنچانے میں اہم رول ادا کیا۔

مولانا جید عالم تھے۔ اپنے شاگردوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ رکھتے تھے۔ آپ کا مزاج اصول پسند تھا۔ بے اصولی سے آپ کو نفرت تھی۔ آپ باوقار اور سنجیدہ تھے۔

مولانا کا وصال ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ مطابق ۶ فروری ۱۹۹۷ء کو ایک بجے رات میں ہوا۔ نماز جنازہ کے لئے آپ نے مولانا عبدالمنان قاسمی کو وصیت کی تھی مگر مولانا اس وقت راجوپٹی میں موجود نہیں تھے۔ اس لئے نماز جنازہ آپ کے شاگرد رشید مولانا ابوالکلام خاں آواپوری نے پڑھائی۔ اور ان کی تمنا کے مطابق ان کے استاذ حضرت مولانا صوفی رمضان علی آواپوری کے پہلو میں موضع آوار پور میں مدفون ہوئے۔

96 مولانا سید سعید اختر رضوی گوپال پوری

مولانا سید اختر رضوی اپنے نانیہال عشری خورد ضلع سارن حال ضلع سیوان میں یکم رجب المرجب ۱۳۴۵ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۲۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام الحاج مولانا حکیم سید ابوالحسن رضوی ہے جن کا انتقال ۲۱ دسمبر ۱۹۷۴ء کو اپنے وطن مالوف گوپال پور ضلع سیوان بہار میں ہوا۔

مسلک کے اعتبار سے شیعہ تھے۔ آپ کا خانوادہ شیعہ فرقوں میں ایک خاص مقام رکھتا ہے اور شیعہ حضرات میں آپ کی بہت ہی قدر و منزلت تھی۔

ابتدائی تعلیم اپنے وطن مالوف گوپال پور ضلع سیوان بہار میں ہوئی۔ جس کے بعد آٹھ برس کی عمر میں آپ کا داخلہ مدرسہ عباسیہ پٹنہ میں ہوا، جہاں آپ کے والد نائب مدرس اعلیٰ تھے۔ مدرسہ عباسیہ پٹنہ میں آپ کا تعلیمی سلسلہ ۲۱ مئی ۱۹۴۰ء تک رہا۔ اس کے بعد مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ سیٹی میں آپ کا درجہ فوقانیہ میں داخلہ ہوا جہاں استاذ الاساتذہ مولانا سید رسول احمد صاحب گوپال پوری کی شاگردی و نگرانی میں رہ کر

۱۹۴۱ء میں فوقانیہ امتیازی نمبر سے پاس کیا۔ فوقانیہ کرنے کے بعد جامع العلوم جوادیہ بنارس یوپی میں تحصیل علم کی غرض سے گئے وہاں کے اساتذہ سے پڑھ کر ۱۹۴۷ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

جوادیہ کے قیام کے زمانے ہی میں عربک پرشین اکزامنیشن بورڈ یوپی سے عالم ۱۹۴۴ء میں منشی ۱۹۴۵ء میں، فاضل عربی ادب ۱۹۴۶ء میں، اور قابل ۱۹۴۶ء میں، ان سب امتحانات فرسٹ ڈویژن سے پاس کئے۔ لیکن فاضل کے امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی جس کے لئے انجمن عربی صوبہ متحدہ الہ آباد نے انعام اور ایک سند عطا کی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد ہی جولائی ۱۹۴۷ء میں میکڈونالڈ ہائی اسکول دیوریا یوپی میں ہیڈ مولوی کی حیثیت سے کام کرنا شروع کیا۔ ۳۱؍جنوری ۱۹۴۸ء کو وہاں سے وطن واپس آئے اور پھر اپنے والد کی جگہ بلور ضلع بستی یوپی میں پیش امام کی حیثیت سے مقرر ہوئے۔ جہاں جامع مسجد کے مینارے بنوائے۔ ایک مدرسہ قائم کیا۔

دسمبر کے آخر میں وطن سے قریب حسین گنج منتقل ہوئے، جہاں محمد صالح ہائی سکنڈری اسکول میں جواب انٹر کالج ہو چکا ہے، اردو پرشین ٹیچر کی حیثیت سے تقرری ہوئی اور امامت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔

حسین گنج میں اکتوبر ۱۹۵۹ء تک قیام رہا۔ ۱۹۵۰ء میں ہی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے پورے مضامین میں ہائی اسکول کا امتحان اول درجہ سے پاس کیا جس میں کامیاب طلباء میں دوسری پوزیشن تھی۔

نومبر ۱۹۵۹ء میں ٹینگانیکا میں مسلک شیعہ کی ترویج واشاعت کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ براعظم افریقہ کا ایک ملک ہے۔

آپ کو سات زبانوں میں مہارت تھی۔ اردو کے علاوہ انگریزی، سواحلی، عربی، فارسی پر پوری طرح عبور حاصل تھا۔ ان زبانوں میں تقریر بھی کرتے تھے اور مضامین بھی لکھتے تھے۔ گجراتی اور ہندی کی بھی بہت اچھی واقفیت تھی۔ ۱۹۹۷ء تک علامہ مختلف موضوعات پر پچاسی کتابیں تصنیف کر چکے تھے۔ ۵۹؍کتابیں انگریزی زبان میں ہیں جن میں سے ۵۷؍شائع ہو چکی ہیں۔ اردو زبان میں ۱۶؍کتابیں لکھی ہیں ان میں سے ۱۲؍کی اشاعت ہو چکی ہے۔ ۶؍عربی کتابوں میں سے ۵؍شائع ہوئی۔ فارسی میں بھی ایک کتاب لکھی جن کی اشاعت عمل میں آچکی ہے۔

طویل علالت کے بعد ۹؍ربیع الآخر ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰؍جون ۲۰۰۲ء شب جمعہ بوقت دس بجے دارالسلام تنزانیا میں انتقال ہوگیا۔

﴾97﴿ مولانا محمد سلیمان بھاگلپوری

مولانا محمد سلیمان ضلع بھاگلپور کے اگر پور، ماچھی پور کے باشندہ تھے۔ حضرت مولانا شاہ محمد اشرفی کچھوچھوی سے جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد میں ابتدائی عربی کی کتابیں پڑھیں۔ پھر جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخل ہوئے۔ اجمیر شریف دار العلوم معینیہ عثمانیہ میں مولانا شاہ محمد امجد علی اعظمی ودیگر اساتذہ سے کتب متداولہ پڑھیں اور فارغ التحصیل ہوئے۔ جامعہ نعیمیہ مرادآباد، دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ، بحرالعلوم کٹیہار اور جامعہ احمدیہ بنارس میں درس دیا۔ اپنے وطن اگر پور، ماچھی پور ضلع بھاگلپور کے مدرسہ اشرفیہ اظہارالعلوم میں شیخ الحدیث اور صدر مدرس رہے۔ درس نظامیہ کے جملہ فنون میں مہارت رکھتے تھے۔ علوم عقلیہ میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ حضرت مخدوم اشرفی میاںؒ کے مرید تھے۔ ممتاز علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴾98﴿ مولانا سید سراج الاسلام رجہتی

مولانا سید سراج الہدیٰ بن سید تصور امام انیسویں صدی کے آخری عشرہ میں رجہت ضلع نوادہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے مدرسہ خانقاہ کبیریہ سہسرام میں داخلہ لیا۔ اور وہیں سے بہار مدرسہ اکزامنیشن بورڈ سے عالم پاس کیا۔ پھر آپ محکمہ درس وتدریس سے وابستہ ہوگئے۔ اسسٹنٹ انسپکٹر آف اسکول کے عہدہ تک ترقی پائی۔

علم قرآن، احادیث نبوی اور فقہی مسائل پر کامل عبور رکھتے تھے۔ خاندان کے لوگوں کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کرتے، احکام خداوندی پر سختی سے عمل پیرا رہتے، آپ نے ملازمت کے دوران یتیم اور حاجت مند طالب علموں کے وظائف جاری کرانے میں خاص حصہ لیا۔

دوران ملازمت آپ ڈاکٹر اعظم ہاشمی کے یہاں محلہ مہندرو پٹنہ میں ایک کمرہ میں رہتے تھے۔ مطالعہ کا بیحد شوق تھا۔ ہمیشہ مطالعہ میں غرق رہتے۔ اردو مکاتیب ومدارس کا ملاحظہ بڑی پابندی سے کرتے انسپکٹر آف اسکول کی حیثیت سے آپ نے کافی نام کمایا۔ ملاحظہ رجسٹر پر وہی لکھتے جو وہاں دیکھتے۔

آپ اپنے خاندان کے ساتھ ڈھاکہ سابق مشرقی پاکستان چلے گئے۔ وہیں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

99 مولانا سید محمد سلیم الحق شمسی دسنوی

مولانا سید محمد سلیم الحق کا وطن موضع دسنہ ضلع پٹنہ (موجودہ ضلع نالندہ) ہے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم موضع دسنہ میں ہوئی۔ پھر عربی کی ابتدائی تعلیم مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں ہوئی۔ دو سال کی تعلیم حاصل کر کے مولانا سید شاہ ابوالقاسم مدرس مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ کے ساتھ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ پہنچ کر درجہ ششم میں داخل ہوئے۔ درجہ ہفتم تک کی تعلیم اسی مدرسہ میں حاصل کی۔ فطری ذہین اور اعلیٰ دماغی نے آپ کو اپنے ہم سبقوں سے ہمیشہ ممتاز رکھا۔ پھر دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ اس کے بعد ۱۹۲۸ء میں پرائیوٹ طور پر مدرسہ بورڈ کے امتحان عالم میں کامیاب ہوئے۔ اور حضرت شیخ انور شاہ کشمیریؒ اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے شرف تلمذ حاصل کرنے کے شوق میں ڈابھیل ضلع سورت پہنچے اور تکمیل کر کے سند حاصل کی۔ وہاں سے واپسی کے بعد درجہ فاضل اول میں داخل ہوئے۔ دو سال تعلیمی سلسلہ جاری رکھ کر ۱۹۳۱ء میں فاضل ہوئے۔ کامیابی کے بعد آپ موتی ہاری کے مدرسہ انجمن اسلامیہ میں چار سال بحیثیت مدرس اول رہے۔ اس کے بعد ٹی کے گھوش اسکول پٹنہ میں ہیڈ مولوی کی جگہ کو نوازا۔ مگر اسی سال مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ نے آپ کو اپنی طرف کھینچا۔ چنانچہ ۱۹۳۹ء میں مدرس مقرر ہوئے۔

مولانا جید عالم تھے۔ مدرسہ کے اساتذہ میں بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ سے بہت سے علماء نے علم و فضل حاصل کیا۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

100 مولانا سید شاہ محمد سعید بہاری

مولانا سید شاہ محمد سعید بن مولانا سید شاہ امین احمد فردوسی اپنے وقت کے جید علماء میں سے

تھے۔عربی ادب اور حدیث میں خاص دستگاہ رکھتے تھے۔مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں درس وتدریس میں اپنی ساری زندگی گزار دی۔طبیعت میں حد درجہ سادگی تھی، چہرہ پر معصومیت اور رونق ٹپکتی تھی۔بڑی پاکبازانہ اور زاہدانہ زندگی گزارتے تھے۔

آپ کو بیعت اپنے والد سے حاصل تھی، لیکن پیری ومریدی نہیں کرتے تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

101 مولانا میر سراج الدین دیوروی

مولانا میر سراج الدین کا تعلق سادات دیورہ سے ہے۔آپ کے والد ماجد حضرت مولانا میر سید محمودؒ ہیں۔جو سرکار عالم ﷺ کے عم محترم حضرت عباسؓ کی آٹھویں پشت میں ہیں۔حضرت سراج الدین کے والد گرامی مصر کی سلطنت کو خیر باد کہ کے ہندوستان کی جانب تبلیغ دین کی خاطر روانہ ہوئے۔کشمیر کے بادشاہ نے آپ کو تعظیم وتکریم اور الفت ومحبت کا نذرانہ پیش کیا اور کشمیر میں ہی روک لیا۔بادشاہ کے انتقال اور آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادگان وہاں سے رخصت ہوکر بنارس آئے، جہاں کے راجہ سے جنگ ہوئی اور حضرت سراج الدین اور دیگر حضرات شہید ہوئے اور گنج شہیدان میں آسودۂ خاک ہیں۔آپ ہی کی نسل پاک سے سادات دیورہ کی بستی آباد ہوئی۔چونکہ آپ کے تین بھائی حضرت میر معز الدین۔میر احمد اور میر سیف اللہ رحمہم اللہ کی معیت میں مستورات،ضعیفوں اور بچوں کو دیگر قافلہ کے ساتھ آپ کے والد ماجد نے جنگ کے قبل بہار کی جانب روانہ کردیا۔

حضرت میر سراج الدینؒ اہل خرد واہل یقین اور فضل وکمال کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔

"اہل خرد واہل یقین وصدر نشین چار بالش فضل وکمال بودند وبالانشین برصحبت برادران ویگانگاں۔۔۔"

(سادات دیورہ قلمی)

بنارس میں ۷ر محرم الحرام کو آپ شہید ہوئے۔یہ تغلق دور حکومت کا زمانہ تھا۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿102﴾ مولانا میر سالار دیوروی

مولانا میر سالار کا تعلق سادات دیورہ سے ہے۔ آپ کے والد ماجد میر ارزانی ؒ اور جد امجد حضرت میر سراج الدین ؒ ہیں۔ آپ تغلق دور حکومت کے جلیل القدر عالم اور درویش صفت بزرگ ہیں۔ آپ کا دور ۷۵۰ھ/۱۳۴۹ء - ۸۰۰ھ/۱۳۹۷ء کا زمانہ ہے۔ اس زمانہ میں حاکم بہار بہت سخت گیر تھا اور اسکی درشتگی کی بنا پر لوگ اپنی عزت و آبرو محفوظ نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت میر سالار ؒ سن سعور سے ہی متقی اور نمازی تھے۔ آپ سے حاکم کی حاکمیت برداشت نہ ہوئی اور دنیاوی کاروبار چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کی۔ آپ کے بھائی حضرت میر عمر ؒ نے انتظامات کو سنبھالا۔ مؤخر الذکر کے وصال کے بعد انکے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ عزیز الدین دانشمند ؒ عامل ہوئے جو خود بڑے اہل علم تھے۔ مزار مبارک دیورہ شریف میں ہے۔

وفات کا سال تحقیق کے ساتھ معلوم نہیں۔

﴿103﴾ مولانا شاہ سلیمان دیوروی

مولانا شاہ سلیمان کا دور ۹۵۰ھ/ ۱۵۴۲ء - ۱۰۰۰ھ/ ۱۵۹۱ء کا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت شیخ خوند شیخ محمد ؒ اور جد امجد کا اسم گرامی حضرت شاہ عبدالرشید ؒ ہے۔ آپ شیخ محمد خورشید محمد ؒ کے چھوٹے بھائی ہیں جو خود بڑے صاحب فضل وکمال تھے۔ آپ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آپ ہل عالم ودانش تھے، جنہیں یعقوب پور کے زمیندار کے یہاں مہمانی کے دوران باغیوں نے حملہ کر کے شہید کر دیا۔

آپ کا تعلق سادات دیورہ سے ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

☆☆☆

باب (ش)

﴿104﴾ مولانا سید شاہ شریف العالم بھاگلپوری

مولانا سید شاہ شریف العالم کے والد گرامی کا نام حضرت مولانا سید شاہ عابد ثانی عرف شاہ نوری ہے۔آپ حضرت مولانا سید شاہ اشرف عالم (سجادہ نشیں یازدہم) کے منجھلے بھائی تھے۔آپ کی پیدائش ۱۲۶۴ھ/۱۸۴۸ء میں ہوئی۔آپ کی ابتدائی تعلیم والد ماجد کے آغوش تربیت میں ہوئی۔اور تکمیل قطب زمان عالم فاضل حضرت مولانا سید شاہ اشرف عالم (برادر گرامی) کے زیر سایہ ہوئی۔آپ عرصہ دراز تک نائب سجادہ نشیں کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔اور سرکاری طور پر اعزازی مجسٹریٹ مقرر کئے گئے۔آپ ایک جید عالم اور حاکم عادل تھے۔

آپ مدرسہ شہبازیہ کے طلبہ کو درس سے فیض یاب کرتے رہے۔اور علماء کرام نیز برادران حقیقی اور دیگر اہل خانوادہ کے ساتھ اکثر علمی مباحث میں شریک ہوا کرتے تھے۔

شعر وشاعری کا ذوق رکھتے تھے۔نعتیہ مضامین کی جانب فطری طور پر مائل تھے۔آپ کا کلام مطبوعہ نعتیہ دیوانوں میں ملتا ہے۔آپ کی وفات ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں ہوئی۔آستانہ شہبازیہ کی مشرقی چہار دیواری سے متصل باہر کی جانب شمال کی جانب سے دوسرا مزار آپ کا ہے۔

﴿105﴾ مولانا سید شاہ عالم بھاگلپوری

مولانا سید شاہ عالم بن مولانا سید شاہ عابد ثانی عرف شاہ نوری کی پیدائش ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۱ء میں ہوئی۔آپ حضرت مولانا سید شاہ اشرف عالم کے بھلے بھائی تھے۔آپ نے اپنے دونوں برادر گرامی حضرت مولانا سید شاہ اشرف عالم اور حضرت مولانا سید شاہ شریف العالم کی نگرانی میں تعلیم کی تکمیل کی۔

مولانا ایک جید عالم تھے۔تصنیف وتالیف سے دلچسپی رکھتے تھے۔آپ کی علمی تصنیف رسالہ باز غ،اعمال واشغال،احوال بزرگان اور شعر وسخن کا عمدہ گلدستہ ہے۔یہ رسالہ ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء کو مکمل ہوا جو آپ کے دست خاص کا تحریر کردہ ہے۔

شعر وشاعری کا ذوق رکھتے تھے۔آپ کے نعتیہ کلام کا مجموعہ "اشتیاق نعت" ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۵ء میں مطبع فیض احمدی لکھنؤ سے اور گلدستہ نعت رسول ﷺ ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء میں مطبع رحمانیہ مونگیر سے

شائع ہوئے۔ آپ کی شاعری پر کلاسیکی انداز کا گہرا اثر ہے۔ مجموعہ کلام میں آپ کے شاگردوں کا کلام بھی شامل ہے۔

آپ کی وفات ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء کو ہوئی۔

106 مولانا حکیم محمد شریف فخرؔ مہدانوی

مولانا حکیم محمد شریف فخر کی جائے پیدائش موضع مہدانواں ضلع پٹنہ (موجودہ ضلع بھوجپور) ہے۔ ان کی پیدائش ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۸ء میں ہوئی۔ ان کے والد کا نام مفتی عبداللطیف تھا۔ وہ ضلع سیوان میں مختاری کرتے تھے۔ اس لئے مولانا حکیم محمد شریف کی ابتدائی تعلیم سیوان میں ہوئی۔ ثانوی تعلیم کے لئے پٹنہ آئے، عربی وفارسی میں پوری لیاقت پیدا ہونے کے بعد مشہور طبیب صادق حسن لکھنوی سے لکھنؤ جا کر یونانی طریقہ طب میں دسترس حاصل کی۔ اسی دوران فن شاعری میں مولانا عبدالاحد شمشاد لکھنوی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اور فخرؔ تخلص کرنے لگے۔ پھر مولانا عبدالغفار نشتر مہدانوی کے ساتھ دہلی چلے گئے۔ حضرت مولانا شیخ نذیر حسن محدث دہلوی کے حلقہ درس حدیث میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد حکیم محمود حسن شاہی طبیب کے مدرسہ میں طب کی تعلیم مکمل کی۔ پوری زندگی مومنانہ شان سے بسر کی، طبابت اور شاعری میں یکساں شغف تھا، وہ نہایت ہی خوش رو، خوش گلو خوش خو اور خوش گو تھے۔ دہلی سے واپسی کے بعد موضع انڈوس میں مطب شروع کیا۔ اس کے بعد پٹنہ پتھر کی مسجد تھانہ سلطان گنج میں طبابت کرنے لگے۔ اور آخر وقت تک وہیں رہے۔

آپ صاحب دیوان شاعر تھے۔ کلیات فخرؔ سلیمانی پریس پٹنہ سیٹی سے ۱۳۴۴ھ میں شائع ہو چکا ہے۔

ان کا انتقال ۲۸ر ستمبر ۱۹۳۱ء کو مہدانواں میں ہوا اور قبرستان احاطہ قطب سالار (بڑی مسجد کے پچھم) مدفون ہوئے۔

107 مولانا مخدوم سید شاہ محمد شفیع فردوسی بہاری

مخدوم سید شاہ محمد شفیع فردوسی بن مخدوم سید شاہ امین احمد فردوسی کی پیدائش ۱۸ر اگست

۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء کو ہوئی۔ ابتداء میں حفظ قرآن جناب حافظ عبد اللہ مرحوم سے اور عربی وفارسی کی ابتدائی تعلیم جناب مولانا سید امیر الدین سیدی سے حاصل کی۔ لیکن تکمیل علوم ظاہری وباطنی دونوں کی آپ کو اپنے والد ہی سے ہوئی۔ بیعت اور خلافت بھی آپ کو اپنے والد ہی سے حاصل تھی۔ جناب فاضلؒ سے بھی ارشاد اور خلافت حاصل کیا تھا۔

ابتدا میں عرصہ تک آپ نے مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں ملازمت کی، اس کے بعد علائق دنیوی سے منہ موڑ کر صرف خدا کے ہو رہے۔ اور اپنی عبادت اور ریاضت کے باعث اپنے ہم عصر مشائخ میں ایک خدا رسیدہ بزرگ سمجھے جاتے تھے، آپ کے مریدوں کا حلقہ بہت وسیع تھا، بالخصوص مشرقی پاکستان میں بہت بڑی تعداد آپ کے خلفاء اور مریدین کی ہے۔

اردو اور فارسی کے بہت قادر الکلام شاعر تھے۔ ساتھ ہی نثر میں بھی ایک اچھے انشاء پرداز مانے جاتے تھے۔ عرصہ دراز تک بہار شریف سے اردو میں الامین نام کا ایک موقر ادبی ماہنامہ نکالتے رہے۔ مخدوم الملک کی اہم تصنیف فوائد رکنی کا آپ نے بہت ہی شستہ اور سلیس ترجمہ کیا ہے۔ جو رسالہ الامین میں قسط وار شائع ہوتا رہا، اوراد مشرق تصنیف مخدوم الملک کو ایڈٹ کر کے بھی شائع کرایا۔ جو سلسلۂ فردوسیہ کے لئے بہت اہمیت رکھتی ہے۔

آپ کے خطوط بہت دلچسپ اور دلکش ہوتے تھے۔ جن میں اعلیٰ انشا پردازی کے نمونے ملتے ہیں۔

آپ کا وصال ۱۴؍دسمبر ۱۹۵۰ء بمطابق ۴؍ربیع الاول ۱۳۷۰ھ بروز پنجشنبہ بمقام ڈھاکہ ہوا، اور وہیں مدفون ہوئے۔

﴿108﴾ مولانا محمد شہاب فاروقی دربھنگوی

مولانا محمد شہاب فاروقی بن اظہر علی فاروقی مولد ومسکن علی نگر ضلع دربھنگہ کی ولادت ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء میں ہوئی۔ سلسلہ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے اسی لئے اپنے کو فاروقی لکھتے تھے۔ ان کے جد امجد حیدر علی فاروقی ڈیڑھ دوسو سال پہلے اپنے چچا صاحب جعفری علی فاروقی کے ہمراہ آلہ آباد (یوپی) سے آکر ترہت کے دور افتادہ گاؤں علی نگر میں بس گئے اور وہیں کافی جائداد حاصل کر لی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے مکان پر حاصل کی، مبادیات مولوی محمد وارث دھمواروی سے پڑھی اور متوسطات کی انتہا مولوی محمد منصور حسن فاروقی علی نگر سے ہوئی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے مدرسہ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف ضلع پٹنہ میں داخل ہوئے، حضرت مولانا حافظ شاہ محمد شہاب الدین قادری سے حفظ مکمل کیا۔ درسی کتابیں جناب حکیم سید محمد شعیب رضوی نیرؔ پھلواروی اور حضرت مولانا سید شاہ مولانا نظام الدین قادری سے پڑھیں اور سند فراغت بھی انہیں دونوں بزرگوں سے حاصل کی، خوشنویسی اور خطاطی کی ابتدا مولوی منصور حسن علی نگر سے ہوئی اور یہ ذوق حضرت مولانا حکیم محمد شعیب رضوی کی سرپرستی میں کمال کو پہنچا۔ اس فن کے کچھ نادر نمونے افراد خاندان کے پاس دستیاب ہیں۔ اردو اور عربی خطوں کے دو نادر نمونے شاداں مشرقی لائبریری دربھنگہ میں محفوظ ہیں۔ آپ کو حضرت مولانا سید شاہ محمد بدرالدینؒ سے شرف بیعت حاصل تھا۔

مولانا یکم ستمبر ۱۹۵۱ء میں جامع مسجد گیا واقع محلہ سرائے میں خطیب کے عہدہ پر فائز ہوئے اور پوری زندگی اسی سے منسلک رہے۔

شعر وسخن سے گہرا لگاؤ تھا اور احقرؔ تخلص کرتے تھے۔ آپ کو اردو، فارسی، عربی تینوں زبانوں پر یکساں قدرت حاصل تھی، اردو شعر نہایت صاف اور شستہ لکھتے تھے۔ ابتداء میں نیرؔ پھلواروی سے مشورہ سخن لیا پھر حضرت بسملؔ سسہاروی سے استفادہ کیا۔ قطعات تاریخ کا ایک نادر غیر مطبوعہ بطور یادگار چھوڑا ہے۔

۲۲ر جنوری ۱۳۹۵ھ / ۲۷ نومبر ۱۹۷۵ء کو بروز چہار شنبہ گیا میں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں آبگلہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

◄109► مولانا شاہق بھاگلپوری

مولانا شاہق بن حضرت مولانا فائق کی پیدائش ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ آپ عالم باعمل تھے۔ اور نائب سجادہ نشیں، قاضی شہر، امام عیدگاہ شاہ جنگی اور مہتمم مدرسہ شہبازیہ رہے۔ آپ خانوادہ کے سارے امور کی نگرانی فرماتے رہے۔ مدرسہ کو آپ نے عرصہ دراز تک بحسن وخوبی چلایا اور شہر کی مختلف انجمنوں میں اہم کردار نبھایا آپ ہومیوپیتھی کے اعلیٰ معالج تھے۔ آپ کی نثری اور منظوم تخلیقات محفوظ ہیں۔ ناصحانہ اور طنزیہ شاعری کا نمونہ ملتا ہے۔ غرباء وفقراء کی خاص تواضع فرماتے تھے۔

آپ کی تحریر و گفتگو نہایت دلچسپ اور بڑی موثر ہوتی تھی۔ واقعات کو پوری مہارت سے بیان فرماتے کہ آنکھوں کے سامنے پوری تصویر آجاتی اور ہر ایک واقعات میں موعظت اور نصیحت کا پہلو نکالتے۔ بڑے سے بڑے وقت میں ہمت نہ ہارتے اور سبھوں کو تشفی دلاتے۔

بے شمار طالب علموں کو آپ نے علم کے زیور سے آراستہ کیا اور عوام الناس میں اپنی تقریر و گفتگو سے ایمان کی جوت جگائی۔

آپ کا وصال ۱۹/محرم الحرام ۱۴۱۴ھ بمطابق ۲۱/جولائی ۱۹۹۲ء کو ہوا اور بھاگلپور میں مدفون ہوئے۔

﴿110﴾ مولانا محمد شمس الہدیٰ مظفر پوری

مولانا محمد شمس الہدی بن علی حسین بن سخاوت علی حسن پور گنگھٹی ضلع مظفر پور حال ضلع ویشالی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور ضلع مظفر پور حال ضلع ویشالی میں داخل ہوئے اور مولانا شمس الحق، مولانا نعیم الدین وغیرہ سے درسی کتابیں پڑھیں ۱۹۳۹ء میں اچھے نمبرات سے پاس کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ کا سفر کیا۔ یہاں مولانا دیانت حسین اور مولانا ظفر الدین قادریؒ سے خاص تعلق رہا۔ مولوی کے بعد عالم مدرسہ عزیزیہ بہار شریف اور فاضل مدرسہ اسلامیہ ڈھاکہ چمپارن سے کیا۔ چندا ہائی اسکول میں کئی برس تک تدریسی خدمت انجام دینے کے بعد مہوا ہائی اسکول میں چلے گئے۔ اور ملازمت کی بقیہ مدت وہیں پوری کر کے وہیں سے سبکدوش ہوئے، مہوا کی جامع مسجد میں برسوں خطیب رہے۔ آپ علاقہ کے عیدین کے امام تھے۔ عوام میں آپ کی مقبولیت تھی۔

اسی سال کی عمر میں ۲۶/فروری ۱۹۹۳ء بمطابق ۳/رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ بروز جمعہ صبح ساڑھے نو بجے انتقال فرمایا۔ مولانا ثناء الہدی قاسمی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور گاؤں کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

﴿111﴾ مولانا شفیق احمد چتراوی

مولانا شفیق احمد کے والد کا نام مولانا محمد رحمت اللہ تھا۔ جو اپنے زمانہ کے ممتاز عالم دین تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۳ر ربیع الاول ۱۳۴۶ھ بمطابق ۱۰ر ستمبر ۱۹۲۷ء بروز شنبہ ۲ر بجے دن میں ہوئی۔ آپ کی تعلیم وتربیت والد محترم کے زیر نگرانی ہوئی۔ اورانہیں سے تعلیم کی تکمیل کی۔

فراغت کے بعد درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ پہلے ایک مکتب میں تدریسی خدمت انجام دیا۔ پھر جامعہ رشید العلوم سے منسلک ہوئے۔ ۱۵ر جمادی الاخری ۱۳۹۴ھ بمطابق ۶ر جولائی ۱۹۷۴ء کو نائب مہتمم کے عہدہ پر فائز کیے گئے۔ پھر حضرت مولانا رحمت اللہؒ کے انتقال کے بعد ۲۴ر جمادی الاخری ۱۳۹۵ھ بمطابق ۵ر جون ۱۹۷۵ء کو مہتمم بنائے گئے۔ آپ کے دور اہتمام میں مدرسہ نے خوب ترقی کیا۔ محلہ رحمت نگر میں ۱۹۶۴ء میں نگر پالیکا سے زمین حاصل ہوئی تھی۔ اس پر تعمیر کا کام شروع ہوا۔ آپ ہی کے دور اہتمام میں جامعہ رشید العلوم کی دو منزلہ عمارت تعمیر ہوئی۔

مولانا پوری زندگی امارت شرعیہ سے وابستہ رہے۔ ہمیشہ امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔

۱۹۹۱ء میں ضلع ہزاری باغ وپلاموں کے قاضی شریعت بھی مقرر کیے گئے۔

مولانا بہت ذکی وذہین تھے۔ انہیں قصہ میں کافی مہارت حاصل تھی۔ مسائل کو بہت ہی آسانی سے حل کرلیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا عبد الرشید رانی ساگری سے بیعت تھے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی امیر شریعت سے تجدید بیعت کرلی تھی۔

مولانا محلہ کے جمعیۃ العراقین کے صدر تھے اور اس کے لئے کوشاں تھے کہ آل انڈیا پیمانے پر جمعیۃ العراقین کی تنظیم ہو۔ اس کے لئے آپ نے یوپی، مرادآباد سہارنپور، امروہہ وغیرہ کا دورہ بھی کیا تھا۔ لیکن آپ کی زندگی میں یہ کام تکمیل کو نہیں پہنچ سکا۔

شوال ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۴ء میں آپ کی طبیعت علیل ہوئی۔ ماہ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ میں یرقان کی شکایت ہوگئی۔ علاج کیلئے رانچی لے جایا گیا۔ علاج ودوا سے فائدہ نہیں ہوا۔ بالآخر ۷ر جولائی ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۵ر ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ کو سموار کی رات میں پونے آٹھ بجے آپ کا رانچی میں انتقال ہوگیا۔ جنازہ بذریعہ کار

رانچی سے چترا لایا گیا۔ جامعہ رشید العلوم کے احاطہ میں نماز جنازہ ہوئی۔ اور حضرت مولانا رانی ساگری کے احاطہ قبرستان میں عصر کے بعد مدفون ہوئے۔

﴿112﴾ مولانا قاری شرف الدین گیاوی

مولانا قاری شرف الدین کے والد کا نام مولانا خیر الدین تھا۔ مولانا خیر الدینؒ صوبہ سرحد کے رہنے والے تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور حضرت شیخ الہندؒ کے ممتاز شاگرد تھے۔ مولانا قاری شرف الدین کی پیدائش گیا میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد اور بڑے بھائی سے حاصل کی اور حفظ کی تعلیم مکمل کی۔ حق تعالیٰ نے آپ کو لحن داؤدی عطا کیا تھا۔ حفظ کے بعد مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ تشریف لے گئے اور تین سال رہ کر تجوید کی تعلیم مکمل کی۔ پھر دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ اور سات سال وہاں رہ کر دورہ حدیث حضرت مولانا شیخ مدنیؒ سے پڑھا۔ اور انہیں سے بیعت بھی ہوئے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ دنوں مدرسہ قاسمیہ گیا، مدرسہ اشرفیہ بھوجپور اور مدرسہ حسینیہ گریڈیہہ میں قیام فرمایا۔ اور سلسلہ درس وتدریس جاری رکھا۔ پھر گیا تشریف لائے اور اکابر کے مشورہ سے گیا سے ۱۴۰ کیلومیٹر دور شیر گھاٹی میں ایک غیر آباد اور قدیم عیدگاہ میں مدرسہ محمودیہ قائم کیا، جس نے اس علاقہ میں اہم تعلیمی خدمات انجام دیئے۔ اس مدرسہ کے فضلاء کی تعداد بہت ہے۔ مدرسہ کے افتتاح کے وقت حضرت شیخ مدنیؒ، مولانا سید اسرائیلی، مولانا ابوالوفاء شاہجہانپوری نے شرکت کی۔ ان اکابر علماء کی دعاء سے اس مدرسہ کا فیض جاری ہوا۔ اس طرح مدرسہ کی ۴۳۔۴۴ سال تک خدمت کی۔

حضرت قاری صاحب نے مدرسہ محمودیہ کو اپنی جانی و مالی قربانیوں سے سینچا تھا۔ ایک مرتبہ تو ایسا ہوا کہ اپنا گھر بھی فروخت کر کے اس کی رقم مدرسہ میں لگا دیا۔

حضرت قاری صاحب تہجد گذار تھے۔ تہجد کے وقت طلبہ کو قرآن پاک کی تلاوت کیلئے بیدار کرتے، طلبہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور قاری صاحب تہجد کے بعد ذکر میں مشغول ہو جاتے۔

آخر وقت میں قاری صاحب کی طبیعت زیادہ خراب رہنے لگی۔ مقامی ڈاکٹروں سے فائدہ نہ ہوا تو دہلی لے جایا گیا مگر تب تک دیر ہو چکی تھی۔ وہاں سے واپس لا کر گھر ہی پر علاج کا سلسلہ شروع ہوا۔ دو ماہ کی طویل علالت کے بعد ۱۶/۱۲ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو اپنے وطن مالوف میں وفات پائی۔ عصر کے وقت غسل

دیا گیا۔اور عصر ومغرب کے درمیان جنازہ قبرستان لے جایا گیا۔مولانا احمد نصر بنارسی نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔اور اپنے وطن میں مدفون ہوئے۔

113 مولانا شمس الضحیٰ لکھمنیاوی

مولانا شمس الضحیٰ کی پیدائش ۲ جنوری ۱۹۱۷ء/ ۱۳۳۶ھ کو لکھمنیاں میں ہوئی۔آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ سلیمانیہ لکھمنیاں سے شروع ہوئی۔اس کے بعد بہار شریف کے مدرسہ اسلامیہ، گیا کے مدرسہ انوار العلوم اور مرادا آباد کے مدرسہ شاہی سے فراغت کے بعد دار العلوم دیوبند سے ۱۹۴۶ء میں فضیلت کی سند حاصل کی۔پھر جامیہ طبیہ میں طب کیا۔بہار میں آپ کو مولانا الیاس لکھمنیاوی، ملا محمود صاحب دہلوی، مولانا ریاض صاحب بتیاوی، مرادا باد میں مولانا عبدالحق مدنی، مولانا میاں صاحب، شیخ الحدیث مولانا سید فخر الدین احمد صاحب کی شاگردی کا فخر حاصل رہا اور دیو بند میں مولانا عبیداللہ سندھی سے استفادہ کیا، آپ نے مفسر قرآن مولانا احمد علی لاہوری سے بھی فیض حاصل کیا۔حضرت مولانا صدیق باندوی آپ کے ہم عصر اور ہم سبق تھے۔آپ سے ملاقات کے لئے مرحوم لکھمنیاں بھی تشریف لا چکے ہیں۔

پاکیزہ دینی اداروں اور بزرگ ہستیوں کی صحبت کا اثر تھا کہ آپ نے لکھمنیاں اور اس کے اطراف میں پھیلی ہوئی بے راہ روی شرک وبدعت اور غیر رسومات پر کاری ضرب لگادی۔تحریک چلا کر اور وعظ ونصیحت کے ذریعہ سماج میں دینی بیداری پیدا کئے۔آپ صالح معاشرہ کے قیام کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔

مولانا اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے وطن لکھمنیاں میں رہ کر علم وطن کی روشنی سے ایک بہت بڑے علاقے کو منور کیا۔آپ ایک مشفق معلم تھے۔مدرسہ سلیمانیہ لکھمنیاں میں صدر مدرس کی حیثیت سے تقریباً ۳۵؍سال تک درس وتدریس کی خدمت انجام دی۔ یہ مدرسہ اس وقت پورے بیگوسرائے اور کھگریا میں ممتاز دینی ادارہ تھا۔یہاں غیر مسلم بچے بھی تعلیم حاصل کرنے آتے تھے۔کئی نسلوں کو آپ سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا۔آپ لکھمنیاں کی نئی مسجد میں ایک طویل عرصہ تک امامت کے فرائض انجام دیتے رہے اور صبح کی نماز کے بعد مسجد میں دینی مسائل سے لوگوں کو روشناس کرانا آپ

کے معمول میں شامل تھا۔ دور دراز سے بھی لوگ آپ سے دینی مسائل جاننے کے لئے آتے تھے۔ آپ ایک اچھے حکیم بھی تھے۔ لیکن آپ نے کبھی اسے دولت حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں بنایا۔ صرف خدمت خلق کا جذبہ رکھتے تھے۔ چوں کہ آپ کے پیش نظر آخرت تھی۔ آپ کی بحالی طبی کالج دہلی میں لکچرار کے عہدہ پر ہو چکی تھی لیکن اپنے علاقہ میں رہ کر عوام کی خدمت کو فوقیت دی۔

مولانا کی وفات ۱۷؍ جنوری ۲۰۰۳ء کو جمعہ کے دن ہوئی۔

◄114► مولانا قاضی شاہ محمد بھاگلپوری

مولانا قاضی شاہ محمد خانوادہ حضرت مولانا شہباز محمد سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ شیخ محبت کے صاحبزادہ تھے۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔

''قاضی شاہ محمد بن شیخ محبت بن شیخ عبداللہ بن یتیم اللہ بن شیخ عمرؒ ''۔

قاضی شاہ محمد فضیلت و شریعت میں کمال رکھتے تھے اور اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ سلطان عالمگیر کی نظر آپ پر پڑی اور آپ کی درویشی کا شہرہ عام ہوا تو ستر بیگہہ زمین خانقاہ کے خرچ کے لئے مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ شیخ شاہ محمد مونوی شہباز محمد کے رشتہ داروں میں سے ہیں اور حقیقت میں فاضل عالم اور درویش صفت ہیں۔ یہ جہاں چاہیں بس عہدۂ قضا دیا جائے اور اسطرح آپ پرگنہ بھاگلپور اور پرگنہ گڑھ کا فرمان حاصل کر کے دونوں پرگنہ کے قاضی بنائے گئے۔ چنانچہ جب بنگال کے امیر سید وارث علی خاں کو خبر معلوم ہوئی کہ قاضی شیخ شاہ محمد بھاگلپور کے قاضی کی خواہش ہے کہ مسجد بنائی جائے، نواب صاحب نے مسجد، کنواں اور حویلی بنا دیا۔

آپ کا گھر علم کا گھر تھا۔ آپ کے سبھی صاحبزادگان عالم دین اور درس و تدریس سے منسلک رہے۔

آپ حضرت مولانا شاہباز محمد بھاگلپوریؒ کے خویش تھے۔ آپ بھاگلپور کے محلّہ قاضی چک کے بانی ہیں۔ آپ ہی کے نام پر اس محلّہ کا نام قاضی چک رکھا گیا۔

آپ کے وفات کا سال معلوم نہیں۔ البتہ آپ کا مقبرہ مسجد شاہی کے متصل موجود ہے۔

﴿115﴾ مولانا شہاب الدین بھاگلپوری

آپ حضرت مولانا شہباز محمد قدس سرہ کے بھائی ہیں۔آپ کے تحریر کردہ ترمذی شریف کے قلمی نسخے سے پتہ چلتا ہے۔کہ آپ حضرت کے شاگرد بھی تھے۔

"تم ھذا لکتاب بعون الملک الوھاب من ید الفقیر المسکین احقر الناس بالیقین.....شھاب الدین احمد بن عمر الخطاب ومالکه....فی شھر شوال مورخا ۲۴ سنه الف واربعه وعشرون من الھجرة مقام اسلام پور من حوالی قصبة بھاگلپور......فی خدمته الاستاذ العلامة افضل المتاخرین جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول و وارث الانبیاء وناصح المسلمین مولانا واولانا شاہ باز محمد بن عمر الخطاب اسلمه التعالی .."

آپ ایک مشاق خطاط بھی تھے جیسا کہ اس نسخہ کے ملاحظہ سے پتہ چلتا ہے۔آپ بلند پایہ عالم اور ولی کامل تھے۔وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿116﴾ ملا شادمان بیگ رح پٹنوی

ملا شادمان بیگ ایک جید عالم اور کامل بزرگ تھے۔حضرت شاہباز محمد قدس سرہ کے سجادہ کے خلیفہ ہیں۔ ۱۱۲۴ھ میں جب فرخ سیر راج محل سے آکر حضرت مولانا شہباز سے دعا کے خواہاں ہوئے تو آپ نے دعا فرمائی نیز ارشاد فرمایا کہ میرے خلیفوں میں سے ایک شخص جن کا نام نامی مولانا شادمان بیگ ہے، بہار کے علاقہ میں مقیم ہیں۔ان سے امداد طلب کرو، چنانچہ فرخ سیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ان کے ساتھ ان کے خلفاء اور مریدین بھی تھے۔ان میں سے ایک نواب بنگال بھی تھے جو شہزادہ موصوف کے ساتھ تھے۔چنانچہ جنگ وفتح کے بعد تخت نشیں ہوئے۔

گولک پور پٹنہ میں واقع آپ کی مسجد کے کتبہ پر لکھا ہے"مسجد ملا شادمان بیگ کہ درو کرد فرخ سیر نماز ادا"۔

فرخ سیر آپ کا بہت معتقد تھا۔(مونا پور گزیٹر ایس۔ایس۔او۔لی ۱۹۱۱ء۔کرنٹ اسٹڈیز پٹنہ

کالج جنوری ۱۹۵۸ء۔ص ۳۳)

آپ کے عقیدت مندوں میں احسن قلی خاں اور عاملان عظیم آباد والہ آباد کا ذکر ''حدیقہ شہبازی'' اور ''صحیفہ شہبازی'' میں ملتا ہے۔ دیگر سیدان مستند بھی آپ کے عقیدت مند رہے ہیں۔

آپ کا وصال حضرت مولانا عاصمؒ کے دور میں ہوا۔ آپ کی قبر انجینئر یگ کالج پٹنہ کے دکھن جانب واقع ہے۔

پروفیسر جابر حسین چیرمین بہار قانون ساز کانسل، پٹنہ نے مسجد کی مرمت کرائی، لائبریری اور ہاسٹل کی تعمیر کرائی اور اب یہ مسجد آباد ہے۔ وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿117﴾ پیر شاہ اولیاء بھاگلپوری

ملا پیر شاہ اولیاء اپنے وقت کے بڑے عالم اور پیر تھے۔ آپ خانوادہ شہبازیہ کے قرابت دار ایک ممتاز بزرگ تھے۔ آپ نے پوری زندگی درس وتدریس اور مریدوں کی تربیت میں گذاری اور بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپ کی وفات کا سال معلوم نہیں ۔ آپ کا مزار محلّہ لال باغ (بھاگلپور) میں ہے۔ مشہور عمارت ٹیلہ کوٹھی کے اندر واقع ہے جہاں اب یونیورسٹی ہے۔ اسی احاطہ میں آپ کی مسجد منہدم حالت میں ہے۔ مگر دیواریں صحیح وسالم ہیں۔ وہیں ایک امام باڑہ بھی تھا۔ آپ اس علاقہ میں علم کی روشنی پھیلاتے رہے اور درس وتدریس میں عمر گزار دی ۔ آپ کے خاندان میں حضرت مولانا عاقل قدس سرہ (سجادہ ششم) کی شادی ہوئی تھی۔ آپ کے قرابت مندوں میں پیر شاہ لطیف قدس سرہ ہیں جن کا مزار مبارک محلّہ قاسم پور عرف پربنی میں ہے۔ اور ان کے بھائی پیر شاہ کبیر قدس سرہ محلّہ کبیر پور میں جینتی مندر کے پیچھے آرام فرما ہیں۔ آپ ہی کے نام پر وہ محلّہ آباد ہوا۔ وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿118﴾ مولانا شہاب الدینؒ بھاگلپوری

مولانا شہاب الدین نے حضرت مولانا شہباز محمد قدس سرہ اور ان کے سجادہ نشیں اول حضرت مولانا عبد السلام قدس سرہ سے تعلیم وفیض حاصل کیا۔ آپ عالم دین اور ولی کامل تھے۔ آپ نے تعلیم

وتعلم اور رشد وہدایت میں عمر صرف کی۔

آپ سے فیضان شہبازی کو مونگیر، کھر گپور، وغیرہ کے علاقہ میں پھیلا اور تشنگان علوم ومعرفت کو سیراب فرمایا۔آپ کا مزار کھر گپور مونگیر میں مرجع خلائق ہے۔وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿119﴾ مولانا حافظ سید شاہ محمد شہاب الدین پھلواروی

مولانا حافظ سید شاہ محمد شہاب الدین حضرت مولانا شاہ محمد محی الدین پھلواروی کی ولادت ۳۰/ذی الحجہ ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء کو ہوئی۔

آپ نے ابتداء میں حافظ محمد نبی حسن مرحوم آروی سے سبقاً سبقاً قرآن مجید حفظ کیا۔پھر حافظ عبدالقدوس آروی اور حافظ عبدالغنی عظیم آبادی سے دور کر کے ۱۳۳۶ھ میں ختم سنایا۔درسیات اپنے منجھلے بھائی مولانا شاہ محمد نظام الدینؒ سے پڑھیں۔بیعت واجازت اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔باطنی تعلیم اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا شاہ محمد محی الدین سے پائی۔اوران سے سلاسل ومرویات حدیث کے بھی مجاز ہوئے۔شعروسخن کا اعلیٰ مذاق رکھتے تھے۔ثاقب تخلص کرتے تھے۔کلام پاکیزہ ہوتا تھا۔

حضرت مولانا شاہ محی الدینؒ نے اپنے سفرحج کی روانگی سے ایک دن پہلے ایک عام جلسہ کر کے تینوں بھائی مولانا شاہ محمد قمر الدین، مولانا شاہ محمد نظام الدین اور حافظ شاہ محمد شہاب الدین کو خرقہ عنایت کر کے اپنی طرف سے تمام سلاسل کا مجاز کیا۔اور مولانا شاہ محمد قمر الدین کو اپنا نائب بنا کر حج کے لئے تشریف لے گئے۔

شعروشاعری کا اعلیٰ مذاق رکھتے تھے۔ثاقب تخلص کرتے تھے۔کلام پاکیزہ ہوتا ہے۔آپ جید عالم تھے،اور رشد وہدایت میں حصہ لیتے تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿120﴾ مولانا شاہ محمد دیوروی

مولانا شاہ محمد کے والد کا نام حضرت مولانا شاہ تیم اللہؒ اور دادا کا نام مولانا شاہ عمرؒ تھا۔آپ متبحر عالم

اور محقق تھے۔

''مردے عالم وفاضل ومتقی ورئیس تحقیق بودند'' (سادات دیورہ قلمی)

اپنے والد کے وصال کے بعد منتظم کار ہوئے۔ نزہت الخواطر میں لکھا ہے کہ آپ حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوریؒ کے خسر اور استاذ ہیں۔ دراصل آپ دادا خسر ہیں اور آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ عبدالعلیؒ خسر ہیں۔ آپ کی شخصیت بلند پایہ اور زیرکی ودانائی میں ممتاز تھی۔ آپ بڑے متقی اور گفتگو میں نہایت ہی ہوشمند تھے۔ آپ سخاوت میں کریم النفس اور عالم میں بلند پایہ مثل اپنے والد کے تھے۔ آپ کے تعلقات وسیع تھے۔

''بہ درو در بار وہمہ جا تعلق از ایشاں بود کہ در گفتگو چالاک طبع ، پدر آمد بر آمد مجلس رفیع علم ارجمندی دانشمند ودر سخاوت کریم النفس مثل پدر بودند''

(سادات دیورہ قلمی)

آپ کا دور لودی اور مغلیہ حکومت کا دور ۹۰۰ھ/۱۴۹۴ء ہے۔ مزار مقدسہ دیورہ شریف میں ہے۔ وفات کا سال معلوم نہیں۔

◄121► مولانا شعیب احمد رحمانی دربھنگوی

مولانا شعیب احمد رحمانی متوطن قاضی محلہ جالے ،مولانا وجیہ احمد صاحب مرحوم کے صاحبزادے تھے۔ انہوں نے فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابوں کی تعلیم اپنے ماموں مولانا زین العابدین سے حاصل کی، پھر جامعہ رحمانی مونگیر میں داخل ہوئے، اور یہاں اپنے چھوٹے ماموں زاد بھائی مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ کی تربیت میں رہے۔ اعلیٰ دینی تعلیم دارالعلوم دیوبند میں حاصل کی، اور بہت ہی امتیازی درجہ سے دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے۔ آپ نے حضرت مولانا فخرالدین احمد مرادآبادی اور علامہ ابراہیم بلیاوی وغیرہ اساتذہ سے استفادہ کیا۔ مولانا معراج الحق صاحب سابق صدر مدرس دارالعلوم دیوبند آپ کے خاص اساتذہ میں تھے۔ یہاں آپ نے علوم قرآنی میں تخصص کیا۔

دیوبند سے فراغت کے بعد ایٹکی ضلع رانچی کے ایک دینی مدرسہ میں خدمت کی، پھر رانچی یونیورسیٹی سے کلام اقبال میں استعمارات کے استعمال کے عنوان پر پی ایچ ڈی کیا، اور رانچی یونیورسیٹی

کے شعبہ اردو میں بحیثیت پروفیسر آپ کا تقرر ہو گیا۔ رانچی میں محلہ رنگ ساز کی مسجد میں آپ جمعہ کا خطبہ بھی دیا کرتے تھے۔ جمعہ سے پہلے آپ کا خطاب ایسا مقبول خاص وعام تھا کہ نہ صرف رانچی شہر بلکہ مضافات سے بھی استفادہ کے لئے آتے تھے، چنانچہ موجودہ جھارکھنڈ کے تقریباً تمام ہی علاقے آپ سے فیضیاب ہوئے۔ اور وزیر سے لے کر فقیر تک آپ کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے۔ شعر وسخن اور زبان وادب کے سخن فہم بھی تھے اور خود سخنور بھی۔ دار العلوم دیوبند میں آپ کی شاعری کا شہرہ تھا۔ رانچی قیام کے دوران مولانا سے رانچی میں ملاقات ہوئی، نہایت ہی خلوص سے ملے۔ وہاں کے لوگ ان کے مداح اور علمی حیثیت کے معترف تھے۔ رانچی ہی میں وفات ہوئی اور یہیں پیوند خاک ہوئے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿122﴾ مولانا محمد شمس الہدی سہرساوی

مولانا محمد شمس الہدی کے والد کا نام تصدیق حسین تھا۔ اپنے آبائی وطن ساکن مجھول ضلع سہرسہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں پھر مدرسہ احمدیہ مدھوبنی اور گرول میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے دار العلوم دیوبند کا سفر کیا اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔ تعلیم کے بعد مدرسہ تنظیمیہ بارا عیدگاہ ضلع پورنیہ میں درس وافتاء کی خدمت انجام دیئے، پھر مدرسہ رحمانیہ سوپول بحیثیت استاذ بحال ہوئے۔ ایک مدت تک درس وتدریس سے منسلک رہے۔ حضرت مولانا عثمانؒ کے وصال کے بعد مدرسہ کے مہتمم بنائے گئے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت تھے۔ حضرت امیر شریعت رابع مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ سے خرقہ خلافت ملا۔ مدرسہ کی تعمیر وترقی کے لئے دور دور تک دورہ کیا۔

مولانا بڑے خوش اخلاق، ملنسار اور اسلاف کے نمونہ تھے۔ ساتھ ہی مدرسہ کی تعمیر وترقی میں ایک اہم رول رہا ہے۔

مولانا سے بار بار ملاقات کا موقع میسر آیا، نہایت ہی خلوص کے ساتھ ملتے، مہتمم رہتے ہوئے ۲۱ر جنوری ۲۰۰۵ء کو صبح ۴ر بجکر ۵۵ر منٹ پر جمعہ کے دن آپ کا وصال ہوا۔ مجھول نوہٹہ ضلع سہرسہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

☆☆☆

باب (ص)

‹123› حضرت مولانا صفی ثانی بھاگلپوری

مولانا صفی ثانی حضرت مولانا موحد قدس سرہ کے صاحبزادے اور نویں سجادہ نشیں ہیں۔ ۱۲۱۵ھ/۱۸۰۰ء میں والد ماجد کے وصال کے بعد مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے اور بصد شوکت وشان چالیس سال چھ ماہ کی مدت تک رشد وہدایت اور درس وتدریس کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

آپ اور آپ کے صاحبزادے نے حضرت مولانا شاہ عابد ثانی عرف شاہ نوری قدس سرہ کے مریدان یوپی، بہار وبنگال کے مختلف علاقوں خصوصاً وبنارس اور مظفر پور میں پھیلے ہوئے ہیں۔

۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء میں آپ کا وصال ہوگیا۔ مزار مبارک صحن مسجد کے دکھن جانب واقع قطار میں پچھم سے آٹھواں مزار ہے۔

‹124› مولانا صدرالحق پٹنوی

مولانا صدرالحق بن سید فضل الحق بن سید شاہ محمود الحق موضع محی الدین پور ضلع پٹنہ مضافات مسوڑھی اسٹیشن دادیہال میں ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ صغرسنی میں والد کا انتقال ہوگیا۔ اپنی نانیہال موضع آبگلہ ضلع گیا میں رہنے لگے۔ اور شہر گیا روزانہ جاکر مولانا عبدالقادر سے عربی پڑھنے لگے۔ شرح وقایہ شروع کیا تھا کہ مولانا سید احمد ندوی ۱۹۰۹ء میں اپنے ساتھ الہ آباد لے گئے۔ اور مدرسہ سبحانیہ جس کے مہتمم مولانا عبدالکافی تھے۔ داخلہ کرادیا۔ اور دونوں مدرسہ کے دارالاقامہ میں ایک ساتھ رہنے لگے۔ ۱۹۱۱ء میں مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ مدرسہ سبحانیہ سے مستعفی ہوکر طلبہ کی ایک جماعت کے ساتھ گیا آگئے۔ اور مدرسہ انوارالعلوم کو جاری کیا۔ ان طلبہ میں مولانا صدرالحق بھی تھے۔ مولانا نے مدرسہ انوارالعلوم سے درسیات کی تکمیل کی۔ فراغت کے بعد درس وتدریس کا کام شروع کیا۔ مولانا شعر وشاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ اور صدر تخلص کرتے تھے۔

۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء میں آپ کی وفات ہوئی۔

125 مولانا شاہ صبیح الحق عمادی پٹنوی

نام محمد صبیح الحق، تاریخی نام عماداور تخلص صبیح تھا۔آپ حضرت شاہ حبیب الحق کے صاحبزادے تھے، آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔شاہ صبیح الحق بن شاہ حبیب الحق بن شاہ رشید الحق بن شاہ علی امیر الحق بن شاہ ظہور الحق محدث پھلواروی بن شاہ نورالحق طپاں بن شاہ عبدالحق بن حضرت سید شاہ محمد مجیب اللہ قادری عمادی پھلواروی۔

آپ ۸ر رمضان المبارک ۱۳۱۹ھ بمطابق ۱۹۰۱ء کو پیدا ہوئے۔

آپ کی ابتدائی تعلیم دادا حضرت شاہ رشید الحق کی آغوش میں ہوئی۔اور ابتدائی درسی کتابیں اپنے والد شاہ حبیب الحقؒ سے پڑھیں، چند سال مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی، پٹنہ میں زیر تعلیم رہے۔اس کے بعد مدرسہ سلیمانیہ الہ آباد میں آپ کا داخلہ ہوا۔لیکن صحت کی خرابی کے سبب وہاں زیادہ دن نہیں رہ سکے۔ ترک موالات کے زمانہ میں آپ کانپور کے مدرسۃ البنات میں داخل کرائے گئے۔جہاں آپ نے مولانا آزاد سبحانی کی نگرانی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۱۲ء میں جب آپ کے جد امجد حضرت شاہ رشید الحقؒ حج بیت اللہ سے وطن واپس لوٹے تو آپ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

علوم باطنی کے علاوہ آپ کو دنیاوی علوم میں بھی خاص مہارت حاصل تھی۔عربی اور فارسی کی بے پناہ صلاحیت کے علاوہ جفر، رمل، نجوم اور علم تکسیر میں آپ کو بہت درک حاصل تھا۔

شاہ صبیح الحقؒ اسلام کی شیرازہ بندی اور اتحاد المسلمین پر بہت زور دیتے تھے۔اس مقصد کے لئے قائم کردہ متحدہ سیرت کمیٹی کے روح رواں تھے۔

آپ خانقاہ عمادیہ منگل تالاب پٹنہ سیٹی کے سجادہ نشین بھی رہے۔آپ اپنی خانقاہ میں اپنے مریدوں ومعتقدین کو درس بھی دیا کرتے تھے۔کبھی مکتوبات صدی کا درس دیتے، کبھی مثنوی روم کے اشعار اور اس کی تشریح کرتے۔جمعہ کا دن گذار کر شب میں قرآن حکیم کی تفسیر بیان کرتے۔

آپ فطرتاً ظریف اور بڑے جوش طبع تھے۔حافظہ تیز تھا۔اشعار بہت یاد تھے۔اور موقع موقع پر سنایا کرتے تھے۔شعروسخن کا ذوق بھی رکھتے تھے۔علامہ تمنا عمادی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔زبان وبیان کی سادگی اور برجستگی کے سبب داغ کو پسند کرتے تھے۔نقوش صبیح آپ کا شعری مجموعہ ہے۔شاہ متین الحق عمادی نے آپ کی وفات کے بعد مرتب کیا۔

آپ کی وفات ۷/فروری ۱۹۸۵ء بمطابق ۲۴ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ کو ہوئی اور اپنے آبائی قبرستان لعل میاں کی درگاہ پھلواری شریف میں مدفون ہوئے۔

◄126► مولانا محمد صدیق جوگیاوی

مولانا محمد صدیق موضع جوگیا ضلع مظفر پور حال ضلع سیتامڑھی میں ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں جنکپور روڈ پوپری بازار سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر اتر پچھم جانب میں واقع ہے۔ والد کا نام منشی الٰہی بخش ابن ہوبت علی ہے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پھر مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ میں متوسطات تک کی تعلیم حاصل کی۔ اسی کے بعد دہلی سفر کیا۔ مدرسہ امینیہ دہلی میں داخلہ لے کر بقیہ علوم وفنون کی تکمیل میں مشغول ہو گئے۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مولانا امین الدین دہلویؒ بانی مدرسہ امینیہ دہلی وغیرہم سے تعلیم حاصل کر ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء کو فارغ التحصیل ہوئے۔

فراغت کے بعد دہلی ہی میں مختلف جگہوں پر تدریسی خدمات انجام دی۔ آخری میں ملتانی ڈھابا دہلی میں تدریسی خدمات انجام دینا شروع کیا۔ آزادی ہند ۱۹۴۷ء کے موقع پر پورے ملک میں ایک عجیب حیرت انگیز انقلاب آیا۔ اس موقع پر دہلی کو خیر آباد کہہ کر وطن واپس آ گئے۔

یہاں آ کر ساکن مدھول میں درس وتدریس میں مصروف ہو گئے۔ پھر وہاں سے سید پور ہائی اسکول میں تدریسی خدمات پر مامور ہوئے اور مسلسل ۱۹۵۴ء تک درس دیا ۱۹۵۴ء میں مستعفی ہو کر اپنے گھر واپس آ گئے۔ اس وقت سے لے کر وفات تک گھر ہی پر رہے۔ آپ جید الاستعداد باعمل عالم تھے۔ فقہ وحدیث پر عبور تھا۔ پوری زندگی شرعی نقطہ نظر سے گذری، نماز باجماعت تکبیر تحریمہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ رمضان کے مہینے میں اعتکاف کرتے تھے۔ اکثر امامت کے فرائض آپ ہی انجام دیتے تھے۔

اوراد و وظائف کے بڑے پابند تھے۔ مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ نے آپ کو پوپری کا مستقل امام بنا دیا تھا۔ جمعہ وعیدین کے بھی امام تھے۔ پنچانوے سال کی عمر میں ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ اور گاؤں کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

◄127► مولانا صداقت حسین کنہوانوی

مولانا صداقت حسین موضع کنہواں، تھانہ بیلا مچھکونی ضلع مظفر پور حال ضلع سیتامڑھی میں ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا صوفی محمد رمضان علی آواپوری نے مورخہ ۵ محرالحرام ۱۳۳۸ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۱۹ء کو مدرسہ اشرف العلوم کنہواں کو قائم کیا۔ اس موقع پر ان کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ موصوف اشرف العلوم کے دور اول کے طلبہ میں شامل تھے۔ مولانا صوفی رمضان علی آواپوری سے آپ نے بھی علمی استفادہ کیا۔ پھر حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ، مولانا محمد عین الحق جوگیاوی، مولانا محمد معین الدین، پٹھریاوی، مولانا محمد عثمان سپولوی، جیسے جید اساتذہ کرام سے متوسطات تک کی تعلیم حاصل کی۔

پھر ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء میں مدرسہ حنفیہ آرہ کا سفر کیا۔ وہاں شیخ الحدیث مولانا محمد مسلم جونپوری، مولانا سید محمد میاں دیوبندی، مولانا محمد جان بچھار پوری، شیخ الادب مولانا عبداللہ دسنوی سے تعلیم حاصل کر کے ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

بڑے جری، بے باک، صاحب استعداد پابند شرع عالم تھے۔ گاؤں کے اصلاحی و معاشرتی اور سماجی مسائل سے گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ کوئی خلاف شرع کام نہ ہونے دیتے تھے۔ اصلاح و تبلیغ میں کوشاں رہتے تھے۔ اشرف العلوم کنہواں کی مجلس شوریٰ کے ایک اہم رکن تھے۔ حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ سے ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ کو بیعت ہوئے۔ ان کے بتلائے ہوئے اوراد و وظائف کے پابند تھے۔ چوراسی سال کی عمر میں ۲ شوال المکرم ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء کو وفات پائی اور کنہواں میں مدفون ہوئے۔

◄128► ملا صادق لاسوری

آپ مولانا شہباز بھاگلپوری کے شاگرد تھے۔ اور سادات عباسیان میں سے ہیں۔ آپ کی عمر بہت زیادہ ہو چکی تھی اور آپ کی شادی قاضی شہر کی صاحبزادی سے ہو گئی تھی۔ ایک مرتبہ کوئی شاہی فرمان آیا، جسے پڑھنے میں اعراب کی غلطی ہو گئی اہلیہ نے طنزیہ جملہ کہہ دیا اور آپ کو جلال آ گیا۔ تحصیل علم کی خاطر نکل پڑے، راستہ میں حضرت مولانا شہبازؒ کے خلیفہ و شاگرد حضرت سید راجہ میدنی پوریؒ سے

ملاقات ہوئی اور وہ انہیں اپنے ساتھ بھاگلپور لائے۔ بہت جلد آپ نے علمی منازل طے کئے۔ اور حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوی کے حکم کے بموجب اڑیسہ میں علم کی روشنی پھلانے کی خاطر روانہ ہو گئے۔

آپ کی قبر اڑیسہ میں ضلع لاسور پوسٹ بھدرک محلّہ ملاشاہیں میں ہے۔ جس کا نام بھی آپ کے ہی نام پر رکھا گیا۔ آپ کے خاندان کے جلیل القدر عالم دین حضرت مولانا الحاج علامہ حبیب الرحمٰنؒ اور دیگر اہل خاندان نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی اور کچھ حضرات ہنوز بیعت کا شرف آستانہ شہبازیہ سے رکھتے تھے۔ وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿129﴾ مولانا صفی ثالث بھاگلپوری

مولانا صفی ثالث عالم دین اور ایک اچھے استاذ بھی تھے۔ آپ مولانا شہباز محمد بھاگلپوری کی آٹھویں پشت میں سے تھے۔

مولانا شعر و شاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے، شعورؔ اور شہبازؔ تخلص کرتے تھے۔ آپ کی مشہور تصنیف بہارستان شعور فارسی لکھنؤ کے مطبع مجمع العلوم سے ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۹ء میں شائع ہوئی۔ آپ کا حجرہ ابھی بھی حلقہ خانقاہ میں موجود ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔ آپ کا مزار صحن مسجد میں واقع ہے۔

﴿130﴾ مولانا شاہ محمد صادر دیوروی

مولانا شاہ محمد صادرؒ کا تعلق سادات دیورہ سے ہے۔ آپ حضرت مولانا شاہ محمد اویسؒ کے صاحبزادے اور حضرت مولانا شاہ محمد ذکریاؒ کے پوتے ہیں۔ مؤخر الذکر حضرت مولانا شاہ محمد بن شاہ تیم اللہ کے پوتے ہیں۔

سادات دیورہ میں آپ کا ذکر ملتا ہے۔ آپ ذہین طالب علم تھے اور فراغت کے بعد آپ نے تعلیم و تعلم کے ذریعہ تشنگان علوم کو فیضیاب کیا۔

آپ کا دور ۱۰۰۰ھ تا ۱۰۵۰ھ کا ہے۔ آپ کا مدفن دیورہ شریف میں ہے۔
وفات کا سال معلوم نہیں۔

131 مولانا سید صدر الحق در بھنگوی

مولانا سید محمد صدر الحق بن مولانا سید دیانت حسین اپنے آبائی وطن موضع بہپورہ ضلع در بھنگہ میں ۱۹۲۷ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے مدرسہ میں حافظ محمد خلیل، قاری محمد یٰسین اور مولانا محمد مقبول بھگوتی پوری سے حاصل کی، پھر مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ میں داخل ہوئے اور ۱۹۳۸ء میں فوقانیہ پاس کیا اور مولوی سے فاضل تفسیر تک امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کرتے رہے۔ پھر ۱۹۵۵ء میں فاضل فارسی میں کامیابی حاصل کی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۴۰ء میں ایک سال مہنار ہائی اسکول میں ہیڈ مولوی رہے۔ اور ۴۷-۱۹۴۶ء میں مدرسہ وحیدیہ میں تدریسی خدمات انجام دیئے۔ ۱۹۴۷ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ کے شعبہ جونیر میں بحیثیت استاذ بحال کئے گئے پھر شعبہ سینیر میں ترقی دی گئی۔ یکم دسمبر ۱۹۸۲ء تک اسسٹنٹ مولوی کے ساتھ پرنسپل کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔

درس وتدریس کی اعلیٰ صلاحیت کے اعتراف میں آپ کو نیشنل ایوارڈ سے نوازا گیا۔ اس کی وجہ سے آپ کے ریٹائرمنٹ میں دو سال کا اضافہ ہو گیا۔

مقامات بدیع الزمان همدانی کا اردو ترجمہ آپ کی یادگار ہے۔

۲۹ر دسمبر ۱۹۹۶ء میں آپ کا انتقال ہوا، اور باغ مجیبی پھلواری شریف، پٹنہ میں مدفون ہوئے۔

☆☆☆
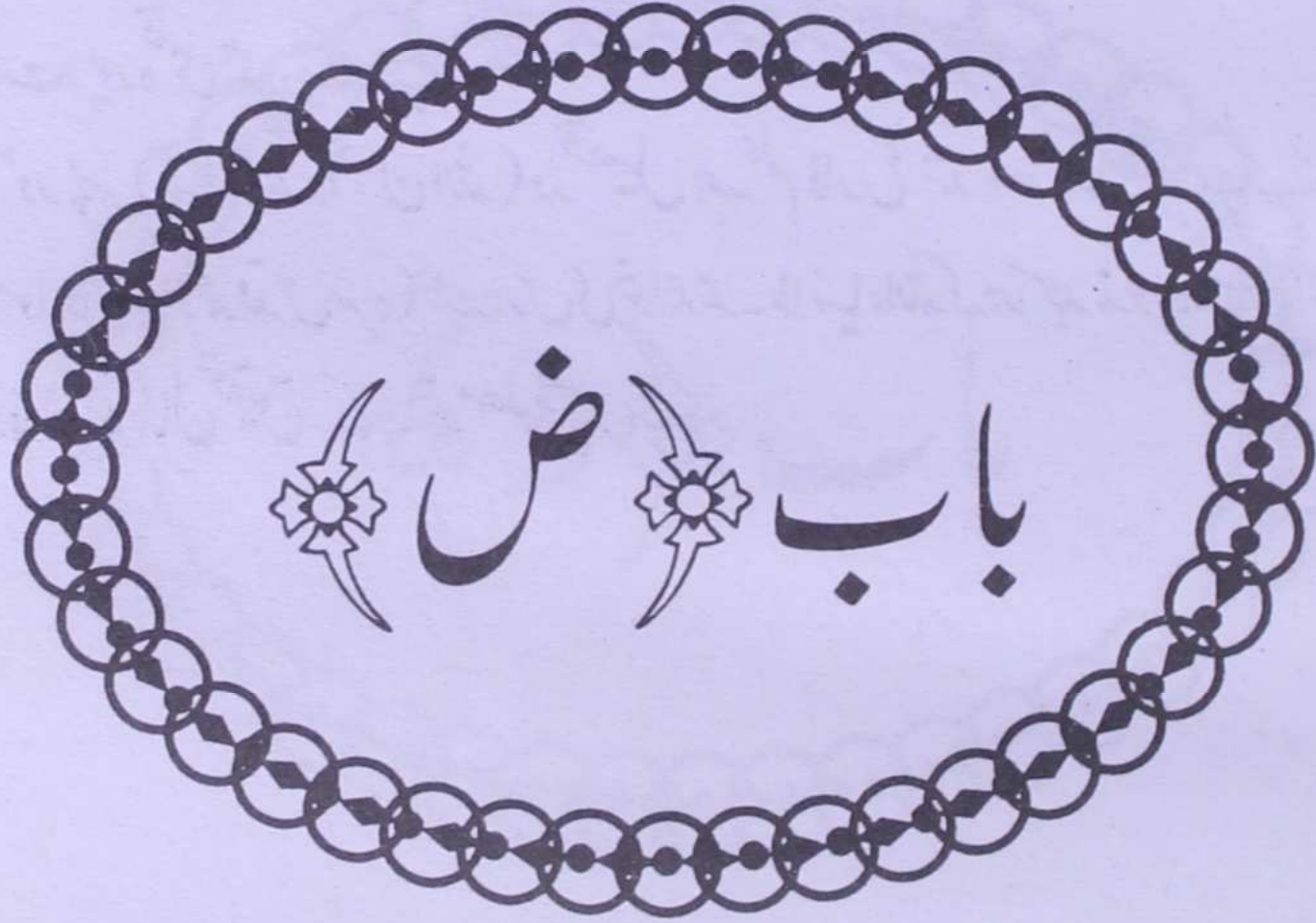
﴿132﴾ مولانا شاہ محمد ضیاء اللہ دیوروی

مولانا شاہ محمد ضیاء اللہ کا تعلق سادات دیورہ سے ہے۔ آپ حضرت قاضی شاہ محمدؒ بن حضرت شاہ محبت اللہ عرف محبتؒ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ دور ۱۰۵۰ھ سے ۱۱۰۰ھ کا ہے۔ آپ عالم باعمل اور استاذ کامل تھے۔ مدرسہ شہبازیہ ملا چک بھاگلپور میں اپنے بھائی حضرت مولانا شاہ احسن اللہؒ اور ہدایت اللہؒ کے ساتھ درس وتدریس میں مشغول رہے۔ آپ کے والد قاضی شاہ محمدؒ پرگنہ بھاگلپور ادر کھری کے قاضی تھے جنکے نام پر محلہ قاضی چک آباد ہے۔ وہاں آپ کی مسجد، آستانہ اور حویلی بارہ دری ہنوز موجود ہے۔ مؤخر الذکر خستہ حال ہے مگر مسجد و آستانہ آباد ہیں۔ آپ کا مزار ''ملا جی کی درگاہ'' واقع ملا چک بھاگلپور میں ہے۔ سادات دیورہ قلمی میں مذکور ہے:

''در پسر (ضیاء اللہ و احسن اللہ) در تحصیل ہمہ علم فارغ شدہ در بھاگلپور بجائے مولوی مذکورہ (حضرت مولانا شہباز محمد قدس سرہ) نشستہ درس می خواندند۔ ملا ضیاء اللہ کہ در مسجد مذکورہ مدرس اند۔''

وفات کا سال تحقیق کے ساتھ معلوم نہیں۔

باب (ط)

﴿133﴾ مولانا محمد طالب الدین بھاگلپوری

مولانا محمد طالب الدین کے والد کا نام حافظ محفوظ حسین ہے۔ موضع کوروڈیہہ ضلع بھاگلپور میں ۲؍مارچ ۱۹۲۳ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ محمودیہ سمریا ضلع بھاگلپور میں مولانا عبدالحمیدؒ، مولانا عبدالغنیؒ اور مولانا دیانت حسینؒ سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں داخلہ کیا اور وہاں حضرت مولانا عبداللہ ادیب بہاریؒ، مولانا عبدالمتین بہاریؒ اور مولانا سید فصیح احمد استھانویؒ سے تعلیم حاصل کی۔ وہیں سے مولوی پاس کیا۔ پھر ملازمت شروع کی۔ ملازمت کے دوران فاضل پاس کیا۔ ۱۱؍جولائی ۱۹۴۵ء کو این ایس ایم ہائی اسکول سلطان گنج بھاگلپور میں بحال ہوئے۔ اور وہیں سے ۳۱؍مارچ ۱۹۸۱ء کو ریٹائر ہوئے۔

ملازمت کے دوران تعلیم وتربیت سے خوب دلچسپی رہی۔ فارسی میں مہارت رکھتے تھے۔ ملازمت سے سبکدوشی کے بعد گھر پر ہی رہے۔

مولانا تصنیف وتالیف سے دلچسپی رکھتے تھے۔ فارسی قواعد پر ایک کتاب تالیف کی جو اب تک قلمی ہے۔ طبع نہیں ہوسکی۔ مولانا ایک نیک صالح اور اچھے عالم تھے۔ سلطان گنج پہاڑ کی مسجد میں عیدین کی نماز پڑھاتے تھے۔ دینی کتابوں کے مطالعہ کے شوقین تھے۔ گھر کا ماحول بھی دینی بنایا اور سبھوں کو دینی تعلیم دلائی۔

آزادی کے بعد ہندوستان وپاکستان کا مسئلہ کھڑا ہوا تو جمعیۃ علماء کے موقف کو کھل کر حمایت کی اور جمعیۃ کے موقف سے خوب دلچسپی لی۔

مولانا سماجی کاموں سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ سلطان گنج میں مسجد کی تعمیر کرائی اور مکتب بھی قائم کیا۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی سے بیعت تھے۔ رمضان میں حضرت مولانا سید اسعد مدنی کی صحبت میں ہمیشہ دیوبند اور کبھار جاتے رہے۔

آپ کی وفات جولائی ۱۹۸۸ء میں ہوئی۔ اور کورڈیہہ میں مدفون ہوئے۔

﴿134﴾ مولانا طفیل اللہ ویشالوی

مولانا طفیل اللہ بن شاہ بساول بن عزیز الدین ابا بکر پور ضلع ویشالی کے رہنے والے تھے۔ تعلیم اپنے چچا مولانا رحم علی سے حاصل کی۔ شاہ عالم کے زمانہ میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی نے دیوانی لی، تو یہ دیوان کی حیثیت سے مقرر ہوئے۔ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد گھر پر اقامت پذیر ہوئے اور ابا بکر پور میں نیچے مسجد اور اوپر بارہ دری کی تعمیر کی۔ دراصل یہ خانقاہ تھا، جس میں وہ تبلیغ اور بیعت وارشاد کا کام کرتے تھے۔ اپنے علم اور زہد وتقوی کی وجہ سے بڑے مولانا کے نام سے مشہور تھے۔

وفات کی تاریخ معلوم نہیں، البتہ مزار ابا بکر پور کے گورغریباں میں ہے۔

☆☆☆

‹135› مولانا حافظ ظہیر احمد پٹنوی

مولانا حافظ سید ظہیر احمد بن مولوی ظہور احمد کی پیدائش ۷؍جون ۱۹۱۴ء کو ہوئی۔ آپ کے جد امجد مولوی سید علی حسین چھپرٙوی تھے۔ آپ کے جد اعلیٰ چھپرہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کے جد امجد نے کاکو ضلع گیا میں سکونت اختیار کرلی، آپ کے والد مولوی ظہور احمد اپنی سسرال چوگھروہ پٹنہ سیٹی میں زمین خریدی اور مستقل سکونت اختیار کرلی۔ یہاں آپ کی پیدائش ہوئی۔ آپ سات سال ہی کے تھے کہ والدہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ کی پرورش آپ کی نانی نے بہت ہی ناز ونعمت سے کی۔ تعلیم وتربیت مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں ہوئی۔ پہلے حفظ کیا، پھر فاضل حدیث تک کی تعلیم مکمل کی۔ اور ۱۹۷۳ء میں مدرسہ بورڈ سے باضابطہ سند حاصل کی۔

اپنے والد مولوی ظہور احمد کے انتقال کے بعد ۱۹۳۸ء میں حضرت مولانا اصغر حسین پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ کے حکم سے شعبہ حفظ میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ بحیثیت ناظم مطبخ طلبہ کے درمیان نہایت مقبول رہے ۱۹۷۲ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ لیکن بحیثیت ناظم مطبخ تاحیات اپنے کاموں کو انجام دیتے رہے۔

تصنیف وتالیف سے دلچسپی تھی۔ آپ نے چند کتابوں کی تالیف کی، اور کچھ کو ترتیب دی۔ ان میں مثنوی مادر ہند، مخمور لکھنوی کے سو شعر، شیخ چلی کی کہانی، علم کی قیمت، بڑوں کی عزت، ماں باپ کی دعاء، اور بچوں کا ملاپ قابل ذکر ہے۔

زمانہ طالب علمی ہی سے شعر وشاعری سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ اور مجروح تخلص کرتے تھے۔ آپ شاد عظیم آبادی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ فراغت کے اوقات میں شاد عظیم آبادی کی صحبت میں گذارتے تھے۔ آپ کے ساتھیوں میں حمید عظیم آبادی، محمود عظیم آبادی اور مہجور شمسی کا نام قابل ذکر ہے۔

آپ کی وفات ۷؍اگست ۱۹۷۸ء بمطابق یکم رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ کو ہوئی۔ اور پٹنہ سیٹی میں مدفون ہوئے۔

﴿136﴾ مولانا ظہور رحمانی دربھنگوی

مولانا ظہور رحمانی کا وطن گڑھیا ضلع مدھوبنی (قدیم ضلع دربھنگہ) مسکن بابو سلیم پور تھا۔ موضع کھرایاں ضلع دربھنگہ کو دوسرا مسکن بنایا۔ آپ کا سال پیدائش ۱۹۲۴ء/۱۳۴۵ھ ہے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اعلیٰ تعلیم مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ سے حاصل کی، اسی مناسبت سے رحمانی لکھتے تھے۔ پنجاب یونیورسیٹی سے فاضل کی ڈگری حاصل کی۔ زبردست عالم تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد دارالعلوم احمدیہ سلفیہ میں بحیثیت استاذ مقرر ہوئے۔ اور درس وتدریس کی خدمت کے علاوہ ان سے بہت لوگوں کو فائدہ پہنچا۔ آپ کی عالمانہ حیثیت مسلم تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد تدریسی ذمہ داریوں سے الگ ہوگئے۔ اور تجارت شروع کی۔ اس میں بہت کامیاب ہوئے۔ مولانا عام مسلمانوں کے مسائل کو حل کرنے میں خصوصی دلچسپی رکھتے تھے اور اس سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچتا تھا۔ سیاسی سطح پر بھی اثر ورسوخ رکھتے تھے۔ اس کے ذریعہ ضرورتمندوں اور مجبوروں کو فائدہ پہنچاتے رہے۔ اس کے ساتھ دعوت وتبلیغ سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ مولانا علاقہ میں بہت مقبول تھے۔

۱۴ر مئی ۱۹۹۳ء کو وفات پائی۔

☆☆☆

باب (ع)

137 مولانا سید شاہ علاء الدین بخاری شطاری

حضرت سید شاہ علاء الدین بخاری شطاری، حضرت سید شاہ شمس الدین بخاری کے صاحبزادے تھے۔ آپ کا مولد بخارا تھا۔ اور سال ولادت ۸۵۸ھ/۱۴۵۴ء ہے۔ آپکا سلسلہ نسب حضرت امام سے ہوتا ہوا حضرت علیؑ تک پہنچتا ہے۔ آپ ایام طفلی میں ہی تھے کہ والد کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے۔ پرداد انے پرورش و پرداخت کی۔ تعلیم ظاہری و باطنی سے فراغت پالینے کے بعد ۹۰۰ھ/۱۴۹۴ء میں وطن کو خیرآباد کہہ کر ہندوستان آئے اور سیر و سیاحت کرتے ہوئے بلیا میں آکر بس گئے۔ یہ قصبہ لکھنمیاں ریلوے اسٹیشن سے متصل نیشنل ہائی وے سے بالکل کنارے آباد ہے۔ سلطان علاء الدین خلجی کی تعمیر کردہ ایک مسجد ۶۹۰ھ/۱۲۹۱ء کے کھنڈرات بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ جلی حروف میں کندہ کیا ہوا سنگ سیاہ پر اس مسجد کا کتبہ وہاں موجود ہے۔

حضرت مخدوم نے حضرت نور اللہ شطاری سے بیعت اجازت وخلافت حاصل کی تھی۔ وہ حضرت عبداللہ شطاری کے مرید و مجاز تھے۔ ہندوستان میں شطاریہ سلسلہ کا اجراء انہیں سے ہوا۔

بادشاہوں کی جانب سے حضرت ممدوح کو معقول جائداد خانقاہ کے خرچ کیلئے ملی ہوئی تھی۔ جو نسلاً بعد نسلٍ ان کے خاندان میں چلی آرہی ہے۔ پچھتر سال کی عمر میں ۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء میں انتقال فرمایا۔ مزار بڑی بلیا میں مرجع خلائق ہے۔

138 مولانا عبدالسلام بھاگلپوری

مولانا عبدالسلام، حضرت مولانا شہبازؒ کے بڑے صاحبزادہ اور پہلے سجادہ نشیں ہیں۔ آپ ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء میں مسند سجادگی پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور تقریباً پانچ برس چھ ماہ امورات سجادگی کو بحسن وخوبی انجام دیئے۔ بچپن میں آپ کے والد ماجد نے سجادگی کا عملی نمونہ تمام خلفاء و مریدین کے سامنے پیش کیا اور اپنا عمامہ شریف پہلے آپ ہی کے سر مبارک پر رکھا، پھر حضرت مولانا عبداللطیف، حضرت مولانا تقی، حضرت مولانا صفی کے سر پر رکھا۔ آپ کو روحانی طور پر والد گرامی مقام کچھ کی زیارت کے لئے بچپن میں ہی لے گئے تو ایک انار کا دانہ آپ کی ہتھیلی پر آیا۔

عمامہ شریف کا واقعہ ”حدیقۂ شہبازی“ اور صحیفۂ شہبازیہ میں منقول ہے۔

جب شاہجہاں کے عتاب سے رہائی پا کر واپس آئے تو حضرت مولانا شہباز قدس سرہ کا وصال ہو چکا تھا۔ جنکی دعا سے انکی رہائی ہوئی تھی۔ حضرت مولانا عبدالسلام قدس سرہ ہی اس وقت سجادہ نشیں تھے۔ جنکی خدمت میں ان لوگوں نے نذر پیش کیا۔

شہزادہ شجاع کسی قصور کے سبب عتاب میں پڑ گیا تھا۔ جب جہانگیر ڈھاکہ سے شاہجہاں آباد دہلی کو لیجایا جارہا تھا تو بھاگلپور سے گذرتے وقت مسجد کی تیاری کے لئے ایک ہزار روپیہ حضرت مولانا عبدالسلام کی خدمت میں پیش کیا اور اپنی سفارش کے لئے حضرت مولانا سید نظام الدین حیدر، حضرت شاہ یٰسین سیوانیہ کو ساتھ لیا۔ ان کی سفارش سے جب اس کی برأت ہوئی تو اس نے موضع پورینی نذر کیا۔ آپ ہی کے دور میں شاہجہاں بادشاہ آستانہ عالیہ کی حاضری کے لئے ۱۰۵۲ھ آئے۔

یہ تذکرہ قابل ذکر ہے کہ حضرت مولانا عبدالسلام کی تربیت حضرت مخدوم نے فرمائی اور ایک چلہ اپنی نگرانی میں کرایا۔ یہ کہتے ہوئے کہ اللہ تعالےٰ نے ایک کپڑے میں یہ صلاحیت دی ہے کہ دوسرے کپڑوں کو اپنے جیسا بنالیتا ہے۔ جلال کے اثرات دیکھ کر آپ نے یہ وصیت فرمائی ان کا مزار میرے پہلو میں بنے تا کہ زائرین کو انکے جلال کے باعث کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ اس وصیت کی تعمیل کی گئی اور مزار مبارک والد محترم کے پہلو میں ہے۔

آپ کے شاگرداں وخلفاء کا بھی ذکر اس میں ملتا ہے۔ مثلاً ملا شہاب الدین، کھڑ گپور متعلق سرکار مونگیر۔ میر سید علی، پورنیہ۔ میر سید قطب، پنڈوہ صوبہ بنگالہ۔

حضرت کے نام ہی پر اس محلّہ کا نام پہلے سلام چک اور بعدہٗ ملا چک پڑا۔ چونکہ اس وقت ملا ایک بڑا لقب تھا جس کے نمونہ حضرت ملا جیون، ملا محی الدین، ملا عبدالرحمان وغیرہ مشاہیر علماء گذرے ہیں۔ ۷/رمضان ۱۰۵۵ھ/۱۶۴۵ء کو وصال ہوا۔ حسب وصیت آپ کا مزار اقدس والد محترم کے پہلو میں بنایا گیا۔

﴿139﴾ مولانا عبداللطیف بھاگلپوری

آپ حضرت مولانا شہباز بھاگلپوری کے صاحبزادہ اور دوسرے سجادہ نشیں ہیں۔ آپ ۱۰۵۵ھ میں جلوہ افروز مسند سجادگی ہوئے۔ اور بحسن وخوبی امورات سجادگی کو انجام دیا۔ آپ کے دور میں مدرسہ شہبازیہ میں طلباء کی تعداد ڈیڑھ سو تھی جو اس دور کی آبادی کے اعتبار سے بہت بڑی تعداد ہے۔ طلباء،

غرباء، فقراء اور مساکین کی کفالت فرماتے تھے اور اپنے والد گرامی کے تمامی دستور کی پابندی کرتے ہوئے ۱۰۸۷ھ/۱۶۵۹ء میں وصال فرما ہوئے۔ بتیس سال تک آپ نے اس عظیم خدمت کو انجام دیا۔ آپ کا مزار آستانہ عالیہ شہبازیہ کے اندر دکھن جانب واقع مزارات کی قطار میں پچھم سے دوسرا مزار ہے۔

◄140► مولانا عاقل بھاگلپوری

مولانا عاقل بن مولانا عاصم، مولانا حافظؒ کے برادر حقیقی ہیں۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ مجاہدانہ زندگی پسند فرماتے تھے اور فن حرب میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔

جس وقت شہزادہ فرخ سیر دعا کی غرض سے حاضر ہوئے تھے تو آپ کی صلاحیتوں سے بہت متاثر ہوئے تھے نیز آپ کو دعوت دیکر تخت نشینی کے بعد دہلی بلایا تھا۔

حدیقۂ شہبازیہ میں تحریر ہے کہ:

''ہم عاقل و ہم عامل امورات دینی و دنیاوی میں (آپ) اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ جب آپ دہلی تشریف لے گئے یہ زمانہ شہنشاہی بادشاہ فرخ سیر اس وقت عامل شہر بھاگلپور محاسبہ تصرفات میں گرفتار تھا۔ اس وقت رہائی دلوائی۔ چنانچہ روضۂ مقدس حضرت مولانا قدس سرہ و مسافر خانہ اسی عاقل نے تعمیر کرایا''

دہلی سے ہی آپ نے خزانہ شاہی سے خصوصی تحفہ قدم رسول پاکؐ لایا جو آپ کے مزار اقدس پر ثبت ہے۔ آپ ۱۱۳۶ھ/۱۷۲۳ء میں رونق مسند سجادگی ہوئے۔ اور ۱۱۴۰ھ/۱۷۲۷ء تک بصد شان و شوکت جلوہ افروز رہے۔ مزار اقدس قدم رسولؐ میں واقع ہے۔

◄141► ملا محمد علیم تحقیق پٹنوی

ملا میر علیم تحقیق کی پیدائش ۱۰۷۰ھ/۱۶۵۹ء میں پٹنہ کے محلہ مغلپور، عظیم آباد میں ہوئی۔ آپ میر بدیع الدین سمرقندی عرف میر متین کے خلف رشید تھے۔ انہوں نے شاہجہاں کا آخری زمانہ بھی دیکھا تھا، اور عالمگیر کے عہد میں تو زندگی ہی بسر کی، مرزا بیدل، سجاد عماد الدین اور عماد تینوں کے ہم عصر تھے اور

حضرت سجاد سے پہلے اور مرزا بیدل اور عماد کے بعد انتقال کیا۔

آپ اس دور کے جید عالم تھے، علوم ظاہری اور باطنی دونوں میں آپ کو دستگاہ کامل حاصل تھی، معقولات اور منقولات میں آپ کا علم وفضل بہت نمایاں تھا۔ فن موسیقی اور فن سپہ گری سے بھی واقف تھے شعروسخن کا مذاق رکھتے تھے، اور تحقیق تخلص کرتے تھے۔ آپ نے مرزا معز موسوی خاں فطرت سے اصلاح سخن لی تھی۔ مرزا فطرت ۱۰۸۲ھ میں ایران سے ہندوستان آئے تھے۔ وہ شہنشاہ عالمگیر کا وقت تھا، بادشاہ نے ان کی قدر منزلت فرمائی اور انہیں عظیم آباد (پٹنہ) میں دیوانی پر متعین فرمایا۔ وہیں حضرت علیم تحقیق کو فطرت سے اصلاح سخن کا موقع ملا۔ لیکن یہ اصلاح فارسی میں لی گئی تھی۔

آپ فارسی زبان کے بڑے قادرالکلام شاعر تھے۔ ایک ضخیم دیوان اپنی یادگار چھوڑا ہے، آپ کی علمیت اور بزرگی کے باعث عظیم آباد کے امراء اور حکام بڑی عزت کرتے تھے اور اپنی بغل میں مسند پر بیٹھاتے تھے۔

حضرت تحقیق کو سیاحت کا بھی ذوق تھا، دہلی اور بنگال کا سفر کیا اور دہلی میں کچھ عرصہ تک مقیم رہے تھے۔

آپ کے بہت سے شاگرد تھے۔

بانوے برس کی عمر پا کر ۱۱۶۲ھ/۱۷۴۹ء میں وفات پائی۔

◄142► مولانا سید شاہ عبدالعزیز گیاوی

مولانا سید شاہ عبدالعزیز بن مولانا سید احمد کبیر بن مولانا شاہ ظہور حسن موضع پیر بگھہ ضلع گیا کے رہنے والے تھے۔ پیر بگھہ چاکند اسٹیشن سے شمال ومغرب کی جانب ڈیڑھ میل کے فاصلے پر آباد ہے۔ پیر بگھہ سادات کی قدیم بستی ہے۔ اسی بستی میں ۱۹؍ذی الحجہ ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸؍فروری ۱۸۷۳ء کو سہ شنبہ کے دن آپ کی پیدائش ہوئی۔

فارسی کی تعلیم اپنے والد اور دادا جان سے پائی تھی۔ عربی صرف نحو کی کتابیں اپنے پھوپھی زاد بھائی سید عبدالرزاق پیر بگھوی مرحوم سے اور شرح جامی، منطق، فلسفہ، تفسیر اور حدیث کی کتابیں اپنے چچیرے ماموں مولانا سید محمد اسحق بڈوسری مرحوم سے پڑھیں۔

۱۳۰۱ھ/۱۸۸۴ء میں انگریزی پڑھنا شروع کیا۔ چھ سات سال تک انگریزی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ ۱۸۹۰ء میں خانگی جھگڑوں کے سبب سلسلۂ تعلیم منقطع ہوگیا۔

۱۹۸۳ء سے ۱۸۹۸ء تک مختلف سرشتوں میں ملازمتیں کیں اور ۱۸۹۹ء میں گیا ڈسٹرکٹ بورڈ کے دفتر میں ہیڈ کلرک کے عہدے پر مامور کئے گئے۔ شعر وسخن کا مذاق رکھتے تھے، اور آزاد تخلص کرتے تھے ۱۸۹۳ء میں مولانا سید فصیح احمد حشر بیتھوی سے اصلاح سخن لیا، مرزا محشر دہلوی باقر پیر بگہا کی بھی شاگردی اختیار کی۔

آزاد فارسی میں نہایت اعلیٰ استعداد رکھتے تھے، فارسی اور اردو کے دور اور دواوین پر ان کی نظر بہت وسیع تھی، بالخصوص آپ کا درجہ ایک نقاد کی حیثیت سے بہت ہی بلند تھا۔

ملازمت کے سلسلہ میں آپ محلّہ کریم گنج گیا میں مقیم ہوگئے۔ اور یہیں سکونت اختیار کرلی۔ ۱۸۳۳ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے، اس کے بعد اپنی زندگی کے بقیہ ایام رسالہ "ندیم" گیا کے اداراتی بورڈ سے منسلک رہ کر گزار دی۔

۱۴/اپریل ۱۸۳۷ء میں آپ کا گیا میں وصال ہوا، جنازہ موضع پیر بگہہ لے جایا گیا، اور وہیں اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

143 مولانا شاہ عمادالدین باطن مظفر پوری

مولانا شاہ عمادالدین باطن موضع چک مجاہد، چکلہ گرجول مہوا ضلع مظفر پور، حال ضلع ویشالی کے رہنے والے تھے۔ زبدۃ العارفین لقب تھا۔ بڑے صاحب دل، صاحب نسبت، شاغل وذاکر بزرگ تھے۔ سلسلہ ابوالعلائیہ میں حضرت شاہ حسن علی (م ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۶ء) کے مرید وخلیفہ تھے۔ بچپن سے جوانی تک عظیم آباد کے ایک مدرسہ میں تحصیل علم کرتے رہے۔ بزرگوں کی صحبت میں وقت دینے کے خیال سے حضرت شاہ حسین علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بیعت ہوگئے اور جلد ہی سلوک کو منازل طے کرلئے اور خلافت حاصل کرلی۔ کیفیت العارفین کی تصنیف کے وقت ان کی عمر ستر سال کی تھی۔ خانقاہ حسینیہ کی جانب سے وہاں عرس کا انتظام آپ کے ذمہ تھا۔ بے شمار لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔ تبرکات میں ان کی ٹوپی اور تسبیح حافظ محمد مرتضیٰ صاحب ساکن چک مجاہد اور چوکی خانقاہ حسینیہ

منعمیہ خواجہ کلاں گھاٹ پٹنہ سیٹی میں ہے۔

مولانا فارسی اور اردو کے شاعر تھے۔ باطنؔ تخلص کرتے تھے۔ ان کے کلام میں صوفیانہ رنگ غالب ہے۔ ایک مثنوی بحر الموج یادگار تھی۔ وہ تلف ہوگئی۔

۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء میں وفات پائی۔ ''ستون دین برافتادہ'' سے تاریخ نکلتی ہے۔ مزار چک مجاہد ضلع ویشالی میں ہے۔

◄144► مولانا عابد ثانی بھاگلپوری

مولانا عابد ثانی، حضرت مولانا موحد قدس سرہ کے پوتے اور حضرت مولانا صفی ثانی قدس سرہ کے صاحبزادے ہیں ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء میں والد ماجد کے وصال کے بعد سجادہ نشیں ہوئے اور ۳۲/سال ۶/ماہ کی مدت تک اس پر فائز رہے۔

۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی اپنے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا اشرف عالمؒ کو سجادگی عطا کردی تھی۔

مزار صحن مسجد میں واقع قطار میں پچھّم سے چھٹا ہے۔

◄145► مولانا قاضی علی اشرف پھلواروی

مولانا قاضی علی اشرف بن مولانا علی اکبر کی ولادت ۵/ربیع الثانی ۱۲۱۳ھ/۱۷۹۷ء کو ہوئی۔ ابتدائی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں اور فراغت اپنے چچا مولانا احمدیؒ کے دست مبارک پر ہوئی۔ حضرت شیخ العالمین کے مرید تھے کسب سلوک کے لئے حضرت فردؔ اور مولانا ابوتراب کی صحبت میں بیٹھے۔ اجازت وخلافت اپنے والد کے علاوہ ان تینوں بزرگوں سے بھی پائی تھی۔ ایک مدت تک بہار میں منصف رہے۔ پھر قاضی شہر مقرر ہوئے۔

آپ کی وفات بہار میں ۲۴/ربیع الاول بروم دوشنبہ ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء کو ہوئی اور مقبرہ حضرت مخدوم سیستانی میں مدفون ہوئے۔

﴾146﴿ مولانا سید علی اعظم پھلواروی

مولانا سید علی اعظم بن مولانا سید افضل علی پھلواروی کی ولادت ۱۲۳۶ھ/۱۸۲۰ء میں ہوئی۔ درسیات مولانا عبدالغنیؒ سے پڑھیں۔ ۱۰رمضان المبارک ۱۲۴۶ھ میں سنگی مسجد میں آپ کی دستار بندی کا جلسہ ہوا۔ جس میں اس دور کے مقتدر علماء شریک تھے۔ ۱۴رشوال ۱۲۵۰ء میں حضرت مولانا شاہ ابوالحسن فرد سے مرید ہوئے۔

نہایت بالغ الاستعداد، وسیع النظر، صاحب تصنیف وتالیف بزرگ تھے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ علم اور دولت دونوں ہی نعمت سے نوازے گئے تھے۔ تصنیف تالیف اور درس وتدریس کا مشغلہ برابر جاری رہا۔ آپ کا مکان مستقل مدرسہ تھا۔ طلبہ کی کثیر جماعت ہمیشہ زیر تعلیم رہا کرتی تھی۔ غیر مستطیع طلبہ کی رہائش اور ان کے خورد ونوش کا سامان اپنے پاس سے کرتے تھے۔ غرباء پروری اور مہمان نوازی کا خاص جذبہ تھا۔ علماء وفضلاء کی خدمت کرتے تھے۔ مشاہیر علماء پھلواری آتے تو آپ ان کو اپنا مہمان بناتے اور پوری طرح ان کی تواضع اور مدارات کرتے۔ آپ کا تمام وقت اہل علم کی معیت اور علمی مشاغل میں بسر ہوتا تھا۔ جس زمانہ میں حضرت نصرؒ پھلواری میں تفضیلیت کی بیخ کنی کررہے تھے اور ایک مبسوط کتاب اسوۂ حسنہ لکھا، اسی زمانہ میں آپ نے بھی فصل سخن میں ایک رسالہ معیار المذہب تالیف فرمایا۔ اسوۂ حسنہ ۱۲۹۰ھ میں چھپی اور آپ کا رسالہ ۱۲۹۲ھ میں شائع ہوا۔

آپ کے شاگردوں کی تعداد کثیر ہے، ان میں سے شاد عظیم آبادی، مولانا حکیم ناصر علی غیاث پوری منیری، مولانا حاجی احمد بشیر، مولانا حکیم محمد یحییٰ، مولوی محمد افضل حسین وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ کی وفات باقر گنج میں ۲۷ر جمادی الاول ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء میں ہوئی۔ اور پھلواری میں باغ مجیبی میں مدفون ہوئے۔

﴾147﴿ مولانا شاہ محمد عارف پھلواروی

مولانا شاہ محمد عارف کے والد محترم کا نام مولانا احمدی پھلواروی ہے۔ آپ کی ولادت شب جمعہ ۱۱رذی الحجہ ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰ء ہے۔ آپ کی تعلیم مولانا ابوالحسنات اور مولانا شاہ محمد حسین سے ہوئی۔ اور انہیں سے فارغ التحصیل ہوئے۔ باطنی تعلیم وتربیت حاجی احمد ابراہیم سے حاصل ہوئی۔ اور اپنے والد

سے مرید ہوئے۔

مولانا بڑے بے نفس اور منکسر المزاج بزرگ تھے۔ ہمیشہ متوکلانہ زندگی بسر کی۔ اپنی پوری زندگی میں کبھی چار آنہ سے زیادہ قرض نہیں لیا۔ وعدہ کا اتنا خیال تھا کہ ادائیگی کا جو وقت متعین فرماتے اس میں ذرا بھی فرق نہیں آتا۔

آپ کی وفات ۳/ ذی الحجہ ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۵ء میں ہوئی۔ اپنی سسرال حکیم آباد گھگھٹہ میں مدفون ہیں۔

﴿148﴾ مولانا سید عطا حسین گیاوی

سید شاہ عطا حسین بن حضرت سید شاہ سلطان احمد شہید بن حضرت سید مولانا واصلین مخدوم سید شاہ غلام حسین دانا پوری کی ولادت ۲۴/ رمضان المبارک ۱۲۳۲ھ/ ۱۸۱۶ء پنجشنبہ کے دن افطار کے وقت ہوئی۔ آپ کے نانا کا نام سید شاہ شمس الدین حسین تھا۔ آپ کے ماموں حضرت سید شاہ قمر الدین نے آپ کی پرورش کی۔ جد امجد حضرت سید شاہ غلام حسین کے حکم کے مطابق آپ کے چھوٹے چچا حضرت حکیم سید شاہ مراد علیؒ نے آپ کو اپنی تربیت میں لیا۔ اور آپ کی تعلیم کی طرف خاص توجہ دیا۔ فارسی اور عربی کی تعلیم کا زیادہ حصہ آپ ہی سے ہوئی۔ فن طب کی تعلیم و تکمیل مولانا عزیز الدین حیدر لکھنوی سے حاصل کی، آپ نے اپنے جد امجد حضرت سید شاہ غلام حسین منعمی سے چشتیہ خضریہ منعمیہ طریقہ میں بیعت کی اور کسب سلوک کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر اپنے جد امجد پیر دستگیر سے اجازت لے کر اپنے ماموں حضرت قطب العصر سید شاہ قمر الدین حسین سے اذکار و اشغال و مراقبہ اور توجہ و معانقہ کے ذریعہ تعلیم و تربیت حاصل کی۔ جس سے تھوڑے ہی عرصہ میں طریقہ ابوالعلائیہ کی نسبت و کیفیت آپ میں پیدا ہوگئی۔

۱۲۵۴ھ میں آپ کے جد امجد نے اپنے کل سلاسل اور طریقوں کی اجازت دے کر اپنا خلیفہ و جانشیں بنایا۔ کل خاندانی تبرکات اور کتابیں آپ کے سپرد کیں۔

آپ نے دانا پور سے پیدل چل کر حج کیا۔ دانا پور سے روانہ ہو کر منیر، آرہ، صید پور بھتیری پہنچے۔ یہاں کے واقعات کو مثنوی سرّ عطا میں نظم کیا ہے۔ یہاں سے الہ آباد ہوتے ہوئے مکن پور پہنچے۔ ان مقامات کو بھی مثنوی میں نظم کیا ہے۔ پھر قنوج، اٹاوہ، فرخ آباد ہوتے ہوئے ساتویں صفر کو اکبر آباد پہنچے، حضرت شیخ ابوالعلاءؒ کے عرس میں شریک ہو کر کچھ دنوں وہاں مقیم رہے۔ اور چلہ کشی کی،

۱۰ربیع الاول کواکبرآباد سے روانہ ہوکر ۱۲رکو دہلی پہنچے،اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے عرس میں شریک ہوئے،اس کا تذکرہ اپنی مثنوی دید مغرب ہدایۃ المسافرین میں کیا ہے۔اس عرس کی دومجلس میں بہادرشاہ ظفر سے ملے اور مصافحہ کیا۔ساتھ ہی بادشاہ سے معانقہ بھی کیا۔کچھ دنوں کے بعد دہلی سے آگرہ ہوتے ہوئے اجمیر پیدل پہنچے،اجمیر سے ۱۵رشوال کے بعد ممبئ پہنچے،وہاں سے بادبانی جہاز پر سوار ہوکر حجاز روانہ ہوئے۔چالیس دن میں بندرگاہ لیث پر اترے وہاں سے چار منزل پیدل چل کر مکہ معظمہ پہنچے۔راستہ میں کرایہ کا اونٹ بھی ساتھ تھا،مگر خود سوار نہ ہوئے بلکہ دوسرے مفلس ونادار آدمیوں کو سوار کرادیتے۔مکہ معظّمہ ایام حج گذرجانے کے بعد پہنچے اس لئے صرف عمرہ کرکے احرام کھول دیا اور حرم کے اندر ایک ستون کے قریب ٹھہرے جہاں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے بارہ سال تک ریاضت کی تھی، پھر وہاں سے مدینہ منورہ پیدل تشریف لے گئے۔کرایہ کا اونٹ ساتھ تھا مگر ادب سے سوار نہ ہوئے۔تقریباً ۶رماہ تک مدینہ منورہ میں قیام کیا ۱۲۶۱ھ میں مکہ معظّمہ پہنچ کر ارکان حج ادا کیا۔اور ہندوستان واپس آئے۔پہلے داناپور میں قیام کیا۔پھر مریدوں کے اصرار پر گیا میں اقامت اختیار کرلیا۔

آپ صاحب تصنیف وتالیف بزرگ تھے۔آپ کی کتابوں کی تعداد ۳۵رہے جو خانقاہ منعمیہ ابوالعلائیہ گیا میں موجود ہے۔جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

کنزالانساب،مثنوی سرحق،کیف العارفین،مطبوعہ ہیں۔

اس کے علاوہ غیر مطبوعہ ہیں۔ان میں سے دقیقۃ السالکین،حقیقۃ العارفین،دوازدہ مجلس رسول جمیل،مولود نبی کریم منظوم،بہارنسیم،تذکرہ حضرت سیدہ نساء العالمین،تذکرہ صدیقہ،تذکرہ فاروقیہ، تذکرہ عثمانیہ،مولودعلی،تذکرہ امامین حسن وحسین،تذکرہ الشہادتین،مولود قادریہ،مشہود چشتیہ،انوار قطبیہ، لمعات فریدیہ،فیض نظامیہ،اسرار نقشبندیہ،مولود شرفی،اقوال منعمیہ،کلمات الواجلین،اسرار قمریہ،ارشاد قمریہ،معمولات اشرف،حقیقۃ الصلوٰۃ،نکات لطائف،مثنوی سرعطا،مثنوی گنجینۂ اولیا،مثنوی فسانہ دلپذیر، مجموعہ خطب،مظہر اسرارات،دید مغرب۔

شعروشاعری کا ذوق رکھتے تھے اور فانیؔ تخلص کرتے تھے۔

۱۷رشوال ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء بروز سہ شنبہ کو ۱۰ربجے دن میں وفات پائی۔آپ کے پوتے سید شاہ نظام الدین نے نماز جنازہ پڑھائی۔آپ کا مزار اندرون حجرہ خانقاہ ابوالعلائیہ واقع محلہ رام ساگر (نادرگنج گیا) میں مرجع خلائق ہے۔

﴾149﴿ مولانا حکیم علی نعمت پھلواروی

مولانا حکیم علی نعمت بن مولانا عنایت رسول کی ولادت ۷؍رجب ۱۲۷۲ھ؍۱۸۵۴ء کو ہوئی۔ ابتدائی کتابیں اپنے دادا مولانا محمد یحییٰ سے پڑھیں۔ بقیہ درسیات کی تکمیل غازی پور میں مولانا حافظ عبد اللہ غازی پوری سے کی۔ اور حدیث مولانا نذیر حسین دہلویؒ سے مکمل کی۔ دہلی میں طب بھی پڑھی۔ مذہباً اہل حدیث تھے۔ آپ بہت ذہین اور وسیع النظر عالم تھے۔ بعض علمی یادگاریں اب تک موجود ہیں۔ سورہ فاتحہ کی منظوم تفسیر لکھی تھی۔ عربی ادب سے خاص مناسبت تھی۔ تمام عمر درس وتدریس اور مشغلہ طبابت میں بسر کی، آپ کے تلامذہ میں مولانا شاہ عین الحق، حافظ انور علی مونگیری اور حافظ پیر محمد کھگول مشہور ہیں۔

۲۰؍شوال بروز دوشنبہ ۱۳۱۱ھ؍۱۸۹۳ء میں وفات پائی۔ اور مقبرہ مجیبیہ میں مدفون ہوئے۔

﴾150﴿ مولانا منشی عمر علی پورنوی

مولانا منشی عمر علی بن مولوی شیخ مشیت اللہ بن شیخ حسن اللہ بن شیخ محمد عالم کو چادھامن علاقہ تھانہ بہادر گنج ضلع پورنیہ کے رہنے والے تھے۔ شعر وادب سے فطری لگاؤ تھا۔ عمر تخلص کرتے تھے اور اردو وفارسی دونوں ہی زبان میں اشعار کہتے تھے۔ ہر صنف سخن سے انہیں دلچسپی تھی۔ مثنوی حجۃ الملائک اردو زبان میں ان کی اہم تصنیف ہے۔ جس میں ۲۱۴؍اشعار ہیں۔ دوسری مثنوی قلمی زینت العروس فارسی میں ابھی بھی غیر مطبوعہ ہے۔ جو ۲۶۸؍اشعار پر مشتمل ہے۔ ایک قصیدہ خیال آخرت ہے۔ یہ قصیدہ ان کی تخلیقی صلاحیتوں کا آئینہ دار ہے۔ اس میں ۱۱۶ اشعار ہیں۔ ان کے دو مناجات بھی ہیں۔ ایک میں ۶۵؍اور دوسرے میں ۱۸؍اشعار ہیں۔ ان کے علاوہ خطبات کا ایک مجموعہ ''خطاب جدید'' کے نام سے ملتا ہے۔ یہ اصلاحی خطبات پر مشتمل ہے۔ انداز واعظانہ ومصلحانہ ہے۔

ہفتہ وار انسان (کشن گنج) پورنیہ نمبر جنوری ۱۹۵۵ء کی اشاعت کے وقت ان کو انتقال کئے تقریباً پچاس سال ہو چکے تھے۔ اس طرح ان کا انتقال تقریباً ۱۳۲۳ھ؍۱۹۰۵ء میں ہوا۔

151 مولانا عاسل ثانیؒ بھاگلپوری

مولانا عاسل ثانیؒ ،مولانا موحدؒ کے صاحبزادہ ہیں۔آپ کی پیدائش ۱۲۳۵ھ/۱۸۱۹ء کو ہوئی۔آپ کی تعلیم وتربیت اپنے جد امجد حضرت مولانا معتمدؒ کی آغوش شفقت میں ہوئی۔آپ انکے مرید، شاگرداور خلیفہ مجاز تھے۔آپ فن امانت کے بھی ماہر تھے۔ایک بلند پایہ استاذ اور مرشد کامل تھے۔ آپ عابد شب بیدار اور صائم النہار تھے۔سنت رسول اکرم ﷺ کے پیکر اور شریعت مطہرہ کے زبردست عامل تے۔تاحیات آپ نے رمضان المبارک کا پورا مہینہ اعتکاف میں گذارا۔روکھی سوکھی غذا،موٹا کپڑا اور ساہ طرز زندگی رکھتے تھے۔ایک مخصوص مصلے ں پر آپ عبادت کرتے تھے وہ آپ کے آبائی مکان میں ہنوز موجود ہے۔آپ کو عمل کشف قبور کا علم حاصل تھا۔

چالیس سال تک بے اجرت آپ نے اپنی نشست گاہ میں طلبائے علوم دینیہ کو تعلیم دی اور اسی جگہ آپ نے اپنی قبر بنانے کی وصیت کی ،نیز اپنے نواسے نواسیوں اور دیگر اہل خانہ کے مزارات کی بھی نشاندہی فرمادی۔ حج بیت اللہ کے لئے اپنے مرید کے ہمراہ تشریف لے گئے۔اپنے نواسے حضرت مولانا فائق ثانی کو خلیفہ اور نائب مقرر فرمایا۔آپ حضرت وارث علی شاہؒ (م ۱۳۲۳ھ)اور حضرت فضل رحمٰن مرادآبادی (م ۱۳۱۳ھ) کے ہم عصر تھے۔

۱۵رصفر المظفر ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء میں نوے برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔

آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔

152 مولانا عبداللہ بہاری

مولانا عبداللہ بن شیخ صابر علی کے آباء واجداد عظیم آباد صوبہ بہار سے تعلق رکھتے تھے۔وہاں سے ریاست ٹونک میں گورکھپوریوں کے محلّہ میں آکر آباد ہوئے۔یہیں آپ پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد لطف اللہ علی گڑھیؒ سے درسیات پڑھی۔حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سے ادبیات عربی کی تعلیم حاصل کی۔مدرسہ عبدالرب دہلی سے تدریس کی ابتداء کی،پھر اورینٹل کالج لاہور میں عربی کے پروفیسر ہوگئے۔یہاں انجمن مستشار العلماء قائم کی،جو دارالافتاء کی حیثیت رکھتی ہے۔ایک زمانہ تک وہاں مقیم رہے۔اس کے بعد مدرسہ عالیہ کلکتہ کے صدر مدرس ہوئے۔اپنے استاذ مولانا

فیض الحسن کی طرح عربی کے مسلم الثبوت استاذ تھے۔ نظم ونثر دونوں پر قدرت رکھتے تھے۔ ہندوستان کے مشاہیر علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ کی تصانیف میں مندرجہ کتابیں مشہور ہیں۔ عجلۃ الراکب فی امتناع کذب الواجب، تعلیقات الفتی، عقد الدرر فی جید نزہۃ النظر، الکلام الرشیق۔

کلکتہ میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا، وہاں سے بھوپال اپنے بیٹے مولوی انوار الحق ناظم تعلیمات بھوپال کے پاس چلے آئے۔ اور کچھ مدت تک صاحب فراش رہ کر ے/نومبر ۱۹۳۰ء میں انتقال کیا۔ نزہۃ الخواطر میں سال وفات ۱۳۳۹ھ لکھا ہے۔ اس حساب سے سال وفات ۱۹۲۰ء یا ۱۹۲۱ء قرار پاتا ہے۔ اول صحیح ہے۔

◄153► مولانا حکیم عبد العزیز ویشالوی

مولانا حکیم عبد العزیز بن شیخ محمد حسن ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۲ء میں بیلا آدم پور ڈاک خانہ بھوساہی ضلع ویشالی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم اور طب کی تعلیم لکھنؤ میں حاصل کی۔ بڑے ذی علم، ذی استعداد، باوقار اور باعزت انسان تھے۔ لہریا سرائے دربھنگہ میں بڑا بارونق مطب تھا۔ شان وشوکت سے رہتے تھے۔ علاج معالجہ میں مہارت رکھتے تھے۔ مولانا عبد الحمید ناظم دار العلوم شرفیہ حمیدیہ دربھنگہ اور وہاں کے دیگر اساتذہ سے بڑے گہرے مراسم تھے۔

تقریباً چالیس سال تک لہریا سرائے میں طبابت کی اور مخلوق خدا کو فیض پہنچایا، زندگی کے آخری ایام محلہ اسمٰعیل گنج دربھنگہ میں گذارے۔

۱۳۵۹ھ بمطابق ۱۹۴۰ء میں لہریا سرائے دربھنگہ میں وصال ہوا، اور مرزا خاں کے تالاب کے مشرقی کنارے پر مدفون ہوئے۔

◄154► مولانا عبد الحکیم گیاوی

مولانا عبد الحکیم کے والد کا نام مولوی کریم بخش تھا، موضع شکرانواں ضلع پٹنہ (حال ضلع نالندہ) میں ماہ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ پھر موضع گیلانی جو

شکرانواں سے چار میل کی دوری پر ہے وہاں تحصیل علم کے لئے گئے۔ اور وہیں حفظ کی تعلیم مکمل کی، پھر مدرسہ سبحانیہ الہ آباد تشریف لے گئے اور وہاں سے فراغت حاصل کی، وہیں حضرت مولانا محمد سجاد کی تربیت میں رہنے کا موقع ملا اور مدرسہ نصرۃ الاسلام الہ آباد میں مدرس ہو گئے۔

آپ کی شادی موضع اوگانواں ضلع پٹنہ (حال ضلع نالندہ) میں ہوئی، جو شکرانواں سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے، شادی کے بعد وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔

۱۳۲۹ھ میں حضرت مولانا محمد سجادؒ نے محسوس کیا کہ گیا میں ایک دینی درسگاہ کی ضرورت ہے اور مدرسہ سبحانیہ الہ آباد کی مدرسی ترک کر کے گیا آنے لگے، تو مولانا عبدالحکیم بھی مدرسہ نصرت الاسلام سے مستعفی ہو کر ان کے ساتھ چلے آئے اور اپنے استاذ کے ساتھ قیام مدرسہ اور دیگر امور میں ساتھ ساتھ رہے۔ جمعیۃ علماء صوبہ بہار اور امارت شرعیہ کے قیام میں حضرت مولانا محمد سجادؒ کے ساتھ رہے۔ حضرت مولانا محمد سجادؒ سیاسی امور کی کثرت کی وجہ سے مدرسہ انوار العلوم کا کام مولانا عبدالحکیم کے سپرد کر دیا اور خود بحیثیت نگراں مدرسہ کی نگرانی کرتے رہے۔

۱۹۱۹ء کو دہلی میں علماء کے اجتماع کا پروگرام طے ہوا تو حضرت مولانا محمد سجادؒ نے اپنے سیاسی مشاغل کی وجہ سے اس میں شرکت کرنے سے قاصر تھے تو اپنی جگہ پر مولانا عبدالحکیم کو اپنا پیام اور مشورہ دے کر بھیجا۔

مولانا صاحب علم اور اچھے استاذ تھے، ملی کاموں میں برابر حصہ لیتے رہے۔ جمعیۃ علماء کے مؤسسین میں سے تھے۔ اس طرح زندگی بھر جمعیۃ علماء ہند کے رکن رہے۔

مولانا عبدالحکیم کی وفات مولانا محمد سجادؒ کی وفات کے تقریباً چھ ماہ بعد مورخہ ۱۲؍ربیع الاول ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء کو اوگانواں میں ہوئی۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

155 مولانا عبدالشکور آہ مظفر پوری

مولانا عبدالشکور آہ کا مولد و مسکن شہر مظفر پور تھا، آپ کے والد ماجد مولانا نصیرالدین نصرؔ ایک جید عالم دین، انگریزی زبان کے ماہر اور اردو کے اچھے شاعر تھے۔ وہ ضلع اسکول مظفر پور میں ہیڈ مولوی تھے۔ اور وہاں سے ریٹائر ہونے پر طبابت کا شغل اختیار کیا۔ مولانا اصغر علی صاحب عرف داتا کمبل شاہ

مظفر پوری ان کے رفیق درس تھے۔

حضرت مولانا بشارت کریم گڑھویؒ نے آپ ہی کے زیر تربیت ونگرانی رہ کر مظفر پور اور کانپور وغیرہ میں تعلیم حاصل کی، افراد سازی اور تعمیر اشخاص میں ان کو خاص دخل تھا۔

مولانا عبدالشکور آہؔ کے جدامجد کا نام مولانا شاہ عبداللہ تھا، کہا جاتا ہے کہ وہاں سرحد کی طرف سے ہجرت کر کے مظفر پور آئے تھے۔ بہت کم لوگ ان کی برابری کر سکتے تھے، وہ پٹنہ میں اینگلو مسلم اسکول میں ٹیچر تھے، ان کا انتقال بھی پٹنہ ہی میں ہوا۔

حضرت آہؔ کی ابتدائی تعلیم شہر مظفر پور میں ہوئی، اس دور کے اساتذہ کا حال معلوم نہیں۔ لیکن بعض شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ ابتدائی بیشتر کتابیں اپنے والد ماجد مولانا نصیرالدین نصرؔ سے پڑھیں۔ آپ کے ماموں مولانا امیر الحسن قادریؒ بھی بڑے زبردست عالم دین اور سلسلۂ قادریہ کے مشہور صاحب نسبت بزرگ تھے، درس وتدریس ہی زندگی بھر ان کا مشغلہ رہا، ممکن ہے ان سے بھی استفادہ کیا ہو، جامع العلوم مظفر پور میں بھی آپ نے پڑھا ہے، حضرت مولانا بشارت کریم گڑھویؒ کی رفاقت اسی دور سے حاصل ہوئی۔

اس کے بعد متوسطات سے لیکر درس نظامیہ کی تکمیل کانپور میں حضرت مولانا احمد حسن کانپوریؒ سے کی، اور تمام علوم بالخصوص علوم عقلیہ میں درک حاصل کیا، پھر اپنے والد ماجد کی ہدایت کے مطابق دورۂ حدیث کی تکمیل کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا، اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ سے حدیث کے اسباق پڑھے۔

حضرت آہؔ اپنے علمی سفر کے دوران سب سے زیادہ جن اساتذہ سے متاثر ہوئے وہ تھے استاذ اوّل امام المعقول حضرت مولانا امیر حسن کانپوریؒ اور استاذ ثانی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ۔ اس گہرے تعلق کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ حضرت آہؔ کو دو محل سے دو اولا د نرینہ ہوئی اور دونوں کا نام اپنے دونوں اساتذہ کے نام پر رکھا، بڑے صاحبزادے کا "احمد حسن" اور چھوٹے کا "محمود حسن"۔ یہ اساتذہ سے ان کے گہرے تعلق کی بات تھی۔

فراغت کے بعد حضرت آہؔ نے جامع العلوم مظفر پور میں برسوں درس دیا۔ پھر سید نور الہدیٰ جج نے آپ کی صلاحیت سے متاثر ہو کر آپ کو گورنمنٹ مدرسہ شمس الہدیٰ، پٹنہ بلا لیا، وہاں عرصہ تک آپ سینیر استاذ رہے۔ اسی دور میں حضرت مولانا مفتی سہول احمد بھاگلپوری وہاں کے پرنسپل تھے، پٹنہ سے ریٹائر ہونے کے بعد اپنے وطن مظفر پور تشریف لائے تو جامع العلوم مظفر پور کے ذمہ داروں کی درخواست پر کچھ عرصہ اعزازی طور پر بھی جامع العلوم میں درس دیا۔

مولانا نے بڑے بڑے مشائخ کی صحبت پائی مگر آخری دور میں اپنے ہی رفیق درس حضرت مولانا بشارت کریم گڑھولوی کے حلقۂ عقیدت میں شامل ہو گئے۔

آپ کی وفات ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء میں مظفر پور میں ہوئی، اور وہیں مدفون ہوئے۔

‹156› مولانا عطاء الرحمان دربھنگوی

مولانا عطاء الرحمٰن موضع جمال پور ضلع دربھنگہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ رحمانیہ سوپول دربھنگہ میں حاصل کی۔ تکمیل کے لئے دہلی کا سفر کیا۔ وہاں مدرسہ امینیہ دہلی میں داخلہ لیا۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی سے تعلیم حاصل کی اور مدرسہ امینیہ سے فراغت حاصل کی۔ حضرت مفتی صاحب کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ فراغت کے بعد مدرسہ رحمانیہ سوپول ضلع دربھنگہ میں درسی خدمت انجام دیا۔ حضرت مولانا محمد عثمانؒ سے آپ کا گہرہ تعلق تھا۔ صاحب استعداد عالم تھے۔

۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء میں وفات پائی۔

‹157› مولانا سید محمد عبدالکریم چمپارنی

مولانا سید محمد عبدالکریم کے والد کا نام سید محمد کریم بخش تھا۔ ۱۹۰۷ء/۱۳۲۵ھ میں موضع بانس گھاٹ ٹولہ کوندھیا ڈاک خانہ بھون چھپرہ ضلع چمپارن میں سادات خاندان میں ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب مولانا جمال الدین کوڑہ جہاں آباد لکھنؤ سے ملتا ہے۔

مولانا عربی وفارسی کے علاوہ انگریزی کی بھی بہت اچھی صلاحیت رکھتے تھے۔ آپ بتیا میں پادریوں اور کرسچن کے آرمیشن اسکول میں ہیڈ مولوی تھے۔ وہاں کے تمام پادری مولانا کو اپنا اتالیق سمجھتے تھے۔

مولانا محمد شفیق سے بیعت تھے۔ ۱۹۴۶ء میں آپ پر جذبی کیفیت طاری ہوئی۔ لوگ پاگل سمجھتے تھے۔ آپ کا مجموعہ کلام الہام زماں ہے۔

۲۷ر نومبر ۱۹۵۲ء میں بتیا میں انتقال فرمایا۔ آستانہ امینیہ بسوریا میں مدفون ہوئے۔

﴿158﴾ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری یکم ربیع الاول ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۸۹۱ء کو پٹنہ سیٹی میں پیدا ہوئے۔ جہاں آپ کے والد سید ضیاء الدین بخاری سکونت پذیر تھے۔آبائی وطن موضع ناگڑیاں ضلع گجرات صوبہ پنجاب تھا۔ابتدائی تعلیم اپنے نانیہال پٹنہ میں حاصل کی۔اور فن قرأت کی تکمیل ایک کویتی قاری سید محمد عاصم سے کی، جو سلطان ترکی عبدالحمید خاں کی اولاد کے اتالیق تھے۔پھر کسی وجہ سے قہر سلطانی کا شکار ہوکر ہندوستان چلے آئے اور پٹنہ کی ایک مسجد میں بچوں کو قرآن پڑھانے لگے، قاری صاحب موصوف غضب کے خوش الحان تھے، جب تلاوت کرتے تو مسجد کے دروازے پر بھیڑ لگ جاتی۔یہ وقت آپ کی ابتدائی عمر کا تھا۔ایک دن شاہ صاحب قاری صاحب کی نقل اتار رہے تھے کہ قاری صاحب نے دیکھ لیا اور بہت خوش ہوئے اور خصوصی توجہ سے فن قرأت سکھایا۔اور آپ فن قرأت میں یکتا ہوگئے۔اس کا اثر تھا کہ آپ نہایت ہی عمدہ قرآن پڑھتے رہے۔جلسوں میں گھنٹوں قرآن پڑھتے رہتے اور کیا مجال تھی کہ کوئی اکتا جائے۔۱۹۴۶ء کے بجنور کے اجلاس میں آپ تقریر کرنے آئے تو گھنٹہ بھر قرآن ہی پڑھتے رہے۔اور پورا مجمع نہایت شوق اور توجہ سے سنتا رہا۔

آپ ۱۹۱۳ء میں پٹنہ چھوڑ کر امرتسر چلے گئے اور وہیں مقیم ہوگئے۔اور حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری سے حدیث اور مولانا نور احمد صاحب سے قرآن اور مولانا مصطفےٰ قاسمی سے فقہ پڑھی اور اپنے دادا جی سے قرآن حفظ کیا۔پہلی جنگ عظیم کے ختم ہونے کے بعد آپ ۱۹۱۹ء میں جلیاں والا باغ کے سانحہ کے بعد سیاسی میدان میں اترے

۱۹۲۹ء میں مولانا ابوالکلام آزاد کے مشورہ سے "مجلس احرار اسلام" قائم ہوئی۔آپ اس کے صدر منتخب ہوئے۔۱۹۱۹ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک مسلسل ۲۷؍برس تک مستقل انگریزی استعمار سے برسرپیکار رہے یہاں تک کہ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان آزاد ہوگیا۔

تقسیم کے خوفناک نتائج نے آپ کو اس قدر ملول وافسردہ کردیا کہ بالکل بجھ کر رہ گئے۔اور سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرلی ان واقعات نے ان کی صحت پر بہت برا اثر ڈالا مختلف امراض وعوارض نے آگھیرا۔۲؍جنوری ۱۹۶۱ء کو فالج کا حملہ ہوا جس نے بے بس کر کے رکھ دیا، پھر دوسرا حملہ ۱۶؍مارچ ۱۹۶۱ء کو ہوا، جس نے بالکل ہی صاحب فراش کردیا۔کئی مہینے موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہے، اور ۲۱؍اگست ۱۹۶۱ء کو آپ کا وصال ہوگیا۔

﴿159﴾ مولانا سید محمد عبداللہ ندوی دیسنوی

مولانا سید محمد عبداللہ ندوی کا وطن بہار کے مشہور قریہ دیسنہ بہار شریف ضلع پٹنہ موجودہ ضلع نالندہ ہے۔ یہ گاؤں اس صوبہ کا مردم خیز گاؤں ہے۔

آپ کی پیدائش اپریل ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں مظفرپور میں ہوئی۔ اس وقت آپ کے والد ماجد حاجی محمد اسماعیلؒ سب انسپکٹر آف پولیس کی حیثیت سے مظفرپور میں فائز تھے۔

مولانا کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی اس کے بعد اپنے برادران جنابؒ عبدالسبحان ندوی اور حکیم عبدالسلام کے ساتھ ریاست ٹونک گئے۔ وہاں ایک سال میں قرآن اور اردو کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد فارسی شروع کی، اس کے ساتھ عربی بھی۔ تعلیم کا زمانہ اپنے بھائیوں کے ساتھ گذارا۔ ٹونک کے بعد تین سال کانپور میں رہے۔ جب بڑے بھائی مولانا سبحان ندوی الہ آباد سے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ گئے تو آپ بھی وہاں ساتھ گئے۔ آپ ہر جگہ خوب محنت ولگن کے ساتھ تعلیم کی حصولیابی میں منہمک رہے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ اس کے بعد مدرسہ فتح پوری دہلی میں داخلہ لیا اور اس ادارہ سے آپ کی فراغت ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء میں ہوئی۔ بہار واڑیسہ اکزامینیشن بورڈ سے فاضل فارسی کا امتحان ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء میں پاس کیا۔

آپ عربی ادب کے نامور استاذ تھے۔ عربی ادب کے علاوہ فارسی اور اردو کے بھی ادیب تھے۔ اور ہندی زبان سے بھی واقفیت تھی۔ ملتان کنٹونمنٹ اسکول میں عربی اور اردو کے استاذ کی حیثیت سے دوسال تک یعنی ۱۹۲۴ء سے ۱۹۲۶ء تک تدریسی خدمات انجام دیئے۔ اور علم دان طبقہ آپ سے خوب مستفید ہوئے۔ اس کے علاوہ اسکول کی لائبریری کا نظم ونسق بھی سنبھالا۔ ملتان کے بعد دہلی واپس آئے اور چشمہ کامل سے ''الکامل'' رسالہ نکالا تو اس کی ادارت اپنے ہاتھ میں لیا۔ ہندوستان دواخانہ کے نظم ونسق میں ہاتھ بٹایا۔ آپ مدرسہ عزیزیہ بہار شریف اور مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں عارضی طور پر عربی ادب کے استاد کی حیثیت سے درس وتدریس کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

اپنے بڑے بھائی عبدالسبحان ندوی مدرس مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کی اجازت سے مستقل طور پر مدرسہ حنفیہ آرہ تشریف لے گئے اور ۱۹۲۹ء سے عربی ادب اور فقہ کی تعلیم وہاں دیتے رہے اور صدر مدرس کے عہدہ پر فائز رہے۔ اس کے علاوہ تاحیات بہار اڑیسہ ڈائرکٹر آف ایجوکیشن اسلامک کے مجلس

منتظمہ کے ایک رکن بھی رہے۔آپ کی انتظامی اور علمی صلاحیت کا اعتراف سبھوں نے کیا۔آپ فوقانیہ سے لے کر عالم تک کے طلباء کو عربی ادب ،فقہ وغیرہ کا درس دیتے رہے۔آپ کو شاہ عبدالحئی ،شاہ مرزا کھیل شریف اسلام آباد(عرف چاٹگام الہند موجودہ بنگلہ دیش) سے خلافت اور روحانی فیض ملی۔

آپ کی مطبوعہ تصنیفات:۔(۱) گیارہ عورتوں کی کہانی ،ترجمہ شرح حدیث ام زرع، ہند برقی پریس دیلی ۱۳۵۳ھ۔(۲) خیر المصادر ،فارسی گرام چشمہ کامل دہلی (۳) الکامل میں اشعار ونظم شائع (۴) معارف اعظم علی گڑھ میں مضمون شائع۔

آپ کی غیر مطبوعہ تصنیفات (۱) ترجمہ میزن المنطق (۲) شرح مقامات ابی الفضل بدیع الزماں ہمدانی عربی میں (۳) مکتوبات امداد علی فارسی سے اردو ترجمہ (۴) ترجمہ اتمام الوفاء فی سیرۃ الخلفاء

مولانا مرحوم ایک گمنام صوفی اور عالم باعمل تھے۔آپ کو جانا بہت سے لوگوں نے لیکن پہچانا بہت کم لوگوں نے۔آپ کے مشہور تلامذہ حضرت مولانا محمد طیب صاحب ناظم مدرسہ اشرف العلوم کنہواں ضلع سیتامڑھی بہار، حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب شمسی مہوتری نیپال، حضرت مولانا محمد غالب صاحب شمسی ضلع مہوتری نیپال، حضرت مولانا محمد میزان الدین صاحب آواپوری ضلع سیتامڑھی، مولانا انیس الرحمان آواپوری سیتامڑھی۔یہ سب حضرات آپ سے مدرسہ حنفیہ آرہ میں کسب فیض کیا تھا۔

ماہ فروری ۱۹۶۷ء/ ۱۳۸۷ھ میں مدرسہ عزیزیہ میں آپ کی وفات ہوئی اور مدرسہ سے متصل قبرستان میں مدفون ہوئے۔

160 مولانا عبدالسلام بھاگلپوری

آپ کا اسم گرامی عبدالسلام والد کا نام عبدالسبحان تھا۔آپ کی پیدائش ۱۹۱۳ء/ ۱۳۳۲ھ کو موضع کوروڈیہہ میں ہوئی۔ جب بڑے ہوئے تو اس زمانہ میں کرامت حسین نامی گروجی سے تعلیم کا آغاز کیا، علاقہ میں خال خال لوگ قدرے پڑھے لکھے لوگ تھے۔گاؤں میں سب سے پہلے جناب مولانا شمس الاسلامؒ عربی وفارسی پڑھے ہوئے تھے۔مولانا موصوف نے گویا باضابطہ تعلیم کا آغاز مولانا شمس الاسلام سے کیا، پھر مدرسہ محمودیہ سمریا جہاں علاقہ کے سہ اکابر مولانا دیانت حسین، مولانا عبدالحمید اور جناب محمد غنی احمد رحمہم اللہ علوم دینیہ کی اشاعت میں پوری محنت کرر ہے تھے۔چند سال ان حضرات کے

سایہ میں تعلیم حاصل کیا، پھر اپنے اساتذہ کے مشورہ سے دارالعلوم دیو بند میں داخلہ لیا، چند سال دارالعلوم میں رہ کر ۱۹۳۴ء میں دورۂ حدیث تک کی تعلیم حاصل کی، آپ کے اساتذہ میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی، شیخ الادب والفقہ حضرت مولانا اعزاز علی صاحب، حضرت مولانا عبدالسمیع، حضرت مولانا اصغر حسین محدث دارالعلوم دیو بند، حضرت علامہ ابراہیم بلیاوی ہیں۔

دارالعلوم دیو بند سے فراغت کے بعد مدرسہ اعزازیہ پتھنہ جو حضرت شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب کے نام پر قائم ہوا اور حضرت شیخ الادب اس مدرسہ کے تاحیات سرپرست رہے آپ اس مدرسہ میں مدرس مقرر کئے گئے، مولانا مرحوم کے ساتھی جناب مولانا خلیل احمد صاحب جو ایک سال قبل ہی سے مدرسہ میں پڑھا رہے تھے دونوں ساتھیوں نے اپنے استاذ حضرت شیخ الادب کی نگرانی میں مدرسہ کو تعلیمی لحاظ سے آگے بڑھایا، اس مدرسہ سے بہت سارے علماء وحفاظ پیدا ہوئے۔ مولانا مرحوم تاحیات اس مدرسہ میں تدریسی امور انجام دیتے رہے۔ مولانا موصوف کا چہرہ بارعب تھا۔ رعب کا یہ عالم تھا کہ مولانا مرحوم کا مکان مدرسہ سے تقریباً دو کیلومیٹر دوری پر واقع تھا۔ جب گھر سے مدرسہ کے لئے چلتے تھے اور مقیم طلبہ کو یہ اندازہ ہو جاتا تھا کہ اب وہ گھر سے چل چکے ہونگے، ہر طالب علم اپنی اپنی جگہ پر پڑھنے میں مشغول ہو جاتا تھا۔ مدرسہ سے باہر نکلنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ درشتی ونرمی دونوں کا امتزاج تھا۔ طلبا کے ساتھ جہاں درس میں تادیبی کاروائی ہوتی تھی وہیں شفقت و پیار بھی ہوتا تھا۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ سے بیعت تھے۔ اور ۱۹۵۶ء میں خلافت واجازت بھی حاصل تھی، مولانا مرحوم کا قلب ذاکر شاغل تھا۔ مرض وفات میں موت سے چوبیس گھنٹہ قبل سارا جسم بے حس وحرکت ہو گیا، مگر دل وزبان ذکر میں مشغول رہا، بالآخر اسی حالت میں ۱۳۷۶ھ/۱۹۶۹ء پنجشنبہ تقریباً ایک بجے دن بلند آواز سے اللہ اللہ کہتے ہوئے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اور شب جمعہ کو بوقت عشاء آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

﴿161﴾ مولانا عبدالماجد گیاوی

مولانا عبدالماجد کی ولادت ضلع گیا کے اکبر پور تھانہ سے متعلق ایک سادات گھرانے کے گاؤں پچروکھی متصل رجہت میں ۳؍مارچ ۱۸۹۳ء بمطابق ۱۰؍ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم سہسرام میں

ہوئی۔ بعد مدرسہ عالیہ کلکتہ سے فراغت حاصل کی، ۱۹۱۳ء میٹرک امتحان پاس کیا۔ صلاحیت علمی اور جوہر ذاتی کی بناپر ۱۹۱۴ء میں مظفر پور کالج کے لکچرار مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۵۰ء تک بہ حسن وخوبی تعلیمی خدمات انجام دیتے رہے ۱۹۵۰ء میں اس عہدہ سے سبکدوش ہوئے۔

مولانا عبدالماجد اپنے رفقاء اور احباء میں ہر دلعزیز تھے۔ طبیعت مرنجان مرنج پائی تھی۔ سیر چشمی اور فیاضی آپ کا فطری جوہر تھا۔ دینداری، پرہیز گاری، جذبۂ قومی وملی آپ کی زندگی کا مسلک تھا۔

مولانا حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوئے۔

تصنیف وتالیف سے دلچسپی تھی، آپ کی تصنیفات میں اکثر غیر مطبوعہ ہیں۔ انگریزی زبان میں ایک کتاب تاریخ ایران اور اردو میں ایک کتابچہ روحانی دنیا مطبوعہ ہے۔

شعروشاعری کا مذاق رکھتے تھے۔ اور اختؔر تخلص کرتے تھے۔ آپ کی غزلوں اور نظموں کا مختصر مجموعہ بانگ دروں شائع ہو چکا ہے۔

آخر عمر میں ڈھاکہ مشرقی پاکستان تشریف لے گئے اور وہیں ۳۰ رستمبر ۱۹۶۹ء میں وفات پائی اور ڈھاکہ میں مدفون ہوئے۔

162 مولانا عتیق الرحمان آروی

مولانا عتیق الرحمان کی ولادت شاہ آباد موجودہ ضلع رہتاس کے ڈھری اون سون تھانہ کے بزاؤں کلاں گاؤں میں ۱۹۰۳ء کو ہوئی، ان کے والد سمہر علی سپاہی تھے۔ ڈھری اون سون کو دو عظیم شخصیتوں کی جائے پیدائش ہونے کا فخر حاصل ہے۔ ایک مولانا عتیق الرحمان اور دوسرے عبدالقیوم انصاری۔

مولانا عتیق الرحمان کی ابتدائی تعلیم ناصری گنج کے مدرسہ معین الغرباء میں ہوئی۔ اعلیٰ تعلیم کیلئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ کے مخصوص شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت شیخ مدنیؒ اور اس زمانہ کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔

مولانا عتیق الرحمان زبردست مقرر اور مناظر تھے۔ اسلام اور دیگر مذاہب کا گہرا مطالعہ تھا۔ حاضر جوابی میں بھی بہت مشہور تھے۔ مناظرہ میں اکثر غالب رہتے۔

دارالعلوم دیوبند کے زمانہ طالب علمی ہی میں ان کی شناخت ایک اچھے مقرر کی حیثیت سے ہوگئی

تھی۔حضرت شیخ مدنی کی نگرانی میں تحریک آزادی میں خوب حصہ لیا۔ گورکھپور، بنارس، دھرادون، لاہور، کراچی، اور پشاور تک کا دورکیااور چھوٹے بڑے جلسوں میں شرکت کر کے آزادی کے پیغام کو گھر گھر پہنچایا۔

مولانا کے لڑکے ڈاکٹر سعید الرحمان نے بتایا کہ تحریک آزادی میں حصہ لینے کی وجہ سے ۱۹۳۲ء میں ان کے والد دھرادون میں گرفتار کر لے گئے۔اور لاہور بھیجدیئے گئے۔جیل سے رہائی کے بعد گھر لوٹ آئے اور ناصری گنج کے مدرسہ معین الغرباء میں صدرالمدرسین ہوگئے۔یہاں رہکر انگریزوں کے خلاف لوگوں کو جگانے کا کام جاری رکھا۔اپنے علاقہ کے مجاہدین آزادی جے پرکاش سنگھ،بدری سنگھ یادو اور جگدیش سادھو کے ساتھ گاؤں گاؤں کا دورہ کیا۔

مولانا ملک کی آزاد کے متوالے تھے۔حضرت شیخ مدنی کے تربیت یافتہ تھے۔ملک کی تقسیم نے مولانا کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔اور مولانا نے کھل کر اس کی مخالفت کی۔وہ جہاں کہیں بھی گئے اپنی تقریر میں دوقومی نظریہ کی پرزور مخالفت کی۔مولانا کے شاگرد شاہجہاں خاں نسیم نے بتایا کہ مولانا کی اس طرح کی تقریر کوانہوں نے کواتھ، ڈالمیانگر، ناصری گنج میں سنا۔عام لوگ ان کی تقریر کو بہت غور سے سنتے تھے۔ مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے لوگ ان سے بہت خفا ہوتے تھے اس لئے ان کی تقریر کو دوران اکثر ہنگامہ کرنے کی کوشش کرتے۔

مولانا ہندو مسلم یکتا کے دل سے قائل تھے اور اپنی زندگی میں اس کو رچا بسالیا تھا۔صرف تقریر سے ہی نہیں بلکہ اپنے عمل سے بھی اس کو ظاہر کیا۔اور ایک انوکھی مثال قائم کی۔مولانا کے دولڑکے تھے حفیظ الرحمان اور سعید الرحمان۔یہ ان دونوں کے اسکولی نام تھے۔گھر میں پکارو نام انہوں نے موہن لال اور سوہن لال رکھا۔گاؤں اور محلہ کے لوگ بھی ان کو اسی نام سے جانتے تھے۔مضمون نگار انور علی لکھتے ہیں کہ ان کے سلسلہ میں تحقیق کے دوران بکسر ضلع کے نیا بھوجپور کے ایک مدرسہ میں ان کی ایک ڈائری ملی، جس میں انہوں نے موہن لال اور سوہن لال کی تاریخ پیدائش اور دیگر خاندانی باتیں لکھی ہیں۔اس ڈائری میں کئی جگہ موہن لال اور سوہن لال کا ذکر بھی ملتا ہے۔مولانا نہایت ہی فخر کے ساتھ اپنے دوستوں میں اس کا اظہار بھی کرتے تھے۔

مولانا عتیق الرحمان کے دادا شیخ حسینی میاں جگدیش پور کے بابو کنور سنگھ کے بھروسہ مند سپاہی تھے۔جب بابو کنور سنگھ جگدیش پور چھوڑ کر جانے لگے تو اپنے خاندان کے لوگوں کو شیخ حسینی میاں کی نگرانی میں رکھ دیا۔آرہ کے کلکٹر مسٹر ٹیلر نے شیخ حسینی میاں سے بابو کنور سنگھ کا پتہ پوچھا، انہوں نے بتانے سے

صاف انکار کردیا، جس کی وجہ سے غصہ میں آکر اس نے شیخ حسینی میاں کو گولی مار دیا۔

ڈاکٹر سعید الرحمان نے بتایا کہ ۱۹۴۲ء کے پہلے ہی سے ان کے والد ناصری گنج علاقہ میں سرگرم تھے۔ اگست اندولن میں جب ناصری گنج میں محکمہ سینچائی اور ڈاک گھر کا خزانہ لوٹ لیا گیا اور گرفتاری کا دور شروع ہوا تو مولانا پلاموں، گڑھوا، ڈالٹن گنج وغیرہ علاقوں میں رہنے لگے۔ جب ملک آزاد ہوا تو دارالعلوم دیوبند چلے گئے۔

مولانا عتیق الرحمان آروی کا انتقال ۳۱/دسمبر ۱۹۷۱ء کو ہوا۔

﴿163﴾ مولانا عبدالخالق مظفرپوری

مولانا عبدالخالق بن شیخ نتھو بن برکت اللہ بن نجف علی کی جائے پیدائش موضع بالاساتھ ضلع مظفر پور موجودہ ضلع سیتامڑھی ہے۔ سنہ ولادت معلوم نہیں۔ آپ کے دادا نے بالاساتھ سے ترک اقامت کر کے موضع بلواہا میں بود و باش اختیار کرلیا۔ اور بلواہا ہی کے ہوکر رہ گئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر منشی عبدالجلیل سے حاصل کی۔ عربی کی تعلیم شرح جامی تک حضرت مولانا حفاظت کریم بالاساتھوی سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ امدادیہ دربھنگہ تشریف لے گئے اور عربی کی مزید تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ اسلامیہ عربیہ امروہہ تشریف لے گئے اور وہیں سے دورۂ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی۔ مزید علمی پیاس بجھانے کے لئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور یہاں سے بھی ۱۹۱۸ء میں فضیلت کی سند حاصل کی۔

فراغت کے بعد گاؤں میں تعلیم کا سلسلہ شروع کیا اور ایک تعلیمی ادارہ مدرسہ محمودیہ قائم کیا۔ مدرسہ نے خوب ترقی کی۔ لیکن مجبوری کی وجہ سے مدرسہ بند ہوگیا۔ آپ نے مختلف اداروں میں درس وتدریس کی خدمت انجام دی۔ موضع ادھ کپر یا ضلع چمپارن اور مدرسہ تحفیظ القرآن ضلع سیوان میں بھی تدریسی خدمت انجام دیئے۔ پھر مجبوری کی وجہ سے سیوان سے گھر تشریف لے آئے۔ اور گھر پر بھی درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

مولانا نہایت نیک اور بزرگ تھے۔

۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں انتقال ہوا اور گھر کے قریب قبرستان میں مدفون ہوئے۔

﴿164﴾ مولانا عبدالباسط بھوجپوری

مولانا عبدالباسط خلف اکبر مولانا عبدالرشید کی ولادت ۱۳۹۶ھ/۱۹۴۶ء میں ہوئی۔ ۱۳۷۵ھ میں سات سال کی عمر میں جامعہ عربیہ اشرفیہ بھوجپور میں داخلہ لیا۔ اور ۱۳۸۱ھ میں اردو، دینیات اور حفظ مکمل کیا۔ پھر ۱۳۸۶ھ میں فارسی، عربی، فقہ، تفسیر اور حدیث کی تعلیم حاصل کر کے فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد مدرسہ مذکور میں بحیثیت مدرس کام شروع کیا۔ اپنے مخلصانہ خدمت کی وجہ سے عوام وخاص میں مقبولیت حاصل کرلی۔

آپ کے مزاج میں سادگی تھی۔ تقویٰ وپرہیزگاری آپ کا شعار تھا۔ اور نہایت ہی لگن اور دلچسپی کے ساتھ درس وتدریس کی خدمت انجام دیا۔

ماہ اپریل میں آپ کی طبیعت خراب ہوئی، مناسب ڈاکٹروں سے آپ کا علاج کروایا گیا، لیکن مرض میں اضافہ ہی ہوتا گیا۔ طبیعت میں سدھار نہ ہونے پر ڈمراؤں راج ہاسپٹل میں داخل کیا گیا۔ وہیں آپ کا علاج ہوتا رہا۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آخر ۲۲ر مئی ۱۹۷۳ء کو بعد نماز جمعہ نازک حالت دیکھ کر آپ کو بھوجپور لایا گیا۔ ۸ر بجے رات میں آپ کا انتقال ہوگیا۔

۲۶ر مئی ۱۹۷۳ء کو ۱۱ر بجے دن میں حضرت مولانا محمد اسرائیل مہتمم اعلیٰ جامعہ اشرفیہ نیا بھوجپور نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور وہیں کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

﴿165﴾ مولانا عبدالباری جھمکاری

مولانا عبدالباری موضع جھمکاری ضلع چمپارن کے رہنے والے تھے۔ مولانا حساس دل ودماغ، غیور وخوددانہ طبیعت اور سنجیدہ خیال کے حامل تھے۔ مولانا کی پوری زندگی قوم ملت کی رہنمائی اور ملک کو صحیح قیادت کی طرف لے جانے میں گذری، مولانا اقتدار کی کرسی سے بے نیاز ہمیشہ ملک وقوم کی بے لوث خدمت کرتے رہے، آپ جمعیۃ علماء ضلع چمپارن کے صدر تھے۔ مدرسہ دارالاسلام سکٹا میں اپنا دفتر رکھتے تھے۔

جنگ آزادی میں مولانا کا نمایاں رول رہا۔ وہ شاعر اور مصنف بھی تھے۔ اس کے علاوہ بیدار مغز سیاسی رہنما اور قائد بھی تھے۔ علاقہ میں آپ کا بڑا اثر تھا۔

آپ کی وفات ۲۸ رجولائی ۱۹۷۳ء شنبہ کی شب ۷ر بجکر ۴۲ رمنٹ پر ہوئی۔ مدرسہ اسلامیہ بستھا میں فرصت کردی گئی۔ اور اساتذہ طلبہ نماز جنازہ میں شرکت کیلئے روانہ ہوگئے۔ نماز جنازہ حافظ محمد نعیم الدین مدرس مدرسہ اسلامیہ بستھانے پڑھائی اور دو بجے دن میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

166 مولانا عین الحق جوگیاوی

مولانا عین الحق موضع جوگیا ضلع مظفر پور حال ضلع سیتامڑھی میں ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام مولوی کرامت علی ہے۔ پوپری بازار سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر اتر پچھم جانب یہ گاؤں واقع ہے۔ مولانا موصوف ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، اس کے بعد مختلف مدارس اسلامیہ میں داخلہ لے کر علم حاصل کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے مدرسہ بیت العلوم سرائے میر اعظم گڑھ میں داخلہ لیا، اور وہیں سے تعلیم کی تکمیل کی۔

اس وقت آپ ہی اس سرزمین پر پہلے عالم ہوئے تھے، آپ کے بعد یہاں علماء کی کثرت ہوئی۔ جوگیا، گاڑھا، رامپور، بیلی موہن وغیرہ میں جا کر جنازہ کی نماز پڑھاتے تھے اور گاؤں میں بچوں کو تعلیم دیتے تھے۔ پھر ۱۳۴۲ھ/۱۹۱۷ء میں اشرف العلوم کنہواں چلے گئے اور تدریسی خدمت انجام دیا۔ اس زمانہ میں وہاں حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتی، مولانا محمد عثمان سپولوی، مولانا معین الدین پٹھریاوی تدریسی خدمات میں مصروف تھے۔ یہاں آپ ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء تک رہے۔ اس کے بعد مسلم مڈل اسکول اردو آوا پور چلے آئے۔ وہاں ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء تک درس وتدریس کا کام کیا۔ اس کے ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء سے گھر پر رہ کر تبلیغ اور بچوں کی تعلیم وتربیت میں مشغول رہے اور اصلاح معاشرہ اور سماجی مسائل میں قوم کی خدمت کرتے رہے۔ بہت ہی باکمال، پابند شرع دیندار عالم تھے۔ مورخہ ۲ رمحرم الحرام ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء کو انتقال فرمایا۔ اور گاڑھا قبرستان میں دفن کئے گئے۔

167 مولانا محمد عیسیٰ دربھنگوی

مولانا محمد عیسیٰ مولوی محمد شرف الدین مرحوم کے خلف اکبر تھے۔ اپنے آبائی وطن موضع حیات

پور ضلع دربھنگہ میں تقریباً ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے۔ موضع حیات پور دربھنگہ شہر سے تقریباً ۲۵ رکیلومیٹر کی دوری پر مغرب وشمال میں قصبہ بھروارہ سے متصل ہی جنوب کے سمت واقع ہے۔

آپ نے ابتدائی اور ثانوی تعلیم اپنے عم محترم حضرت مولانا ابوالفضل محمد جمال الدین سے حاصل کی جو خود بھی ایک مشہور اور جید عالم تھے۔اس کے بعد مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ اور مدرسہ منظرالاسلام بریلی سے اپنی تعلیم مکمل کی۔ دستار فضلیت اور سند سے نوازے گئے اور ایک خط سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے مولانا دیانت حسینؒ سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی پٹنہ کے پاس بھی زانوے تلمذ تہہ کیا۔ مذکورہ خط میں انہیں استاذی لکھ کر متوجہ کیا۔ موصوف نے زندگی میں میانہ روی اور اعتدال پسندی کو اپنا شیوہ بنایا۔

بعد فراغت انہوں نے بہت سے مدارس میں تعلیم وتدریس کے فرائض انجام دیئے۔ وہ بعض مدارس کے اساسی مدرس تھے اور اس کے فروغ کے لئے کافی تگ ودو کی۔ انہوں نے مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ، مدرسہ امجدیہ (عربک کالج) مظفر پور، مدرسہ اسلامیہ جونیر واچمپارن، مدرسہ باراعیدگاہ پورنیہ، مدرسہ اسلامیہ رفیع گنج وغیرہ میں تعلیمی فرائض انجام دیئے۔ عربی ادب کی اعلیٰ ترین کتابیں ان کے درس میں ہوتی تھیں۔ جیسے دیوان متنبّی، حماسہ، مقامات ہمدانی، ازہارالعرب اور مقدمہ ابن خلدون وغیرہ اعلی فقہی کتابوں کا بھی درس دیتے تھے۔

طبیعت کی خودداری اور نئے مدارس کے قیام کی آرزو نے انہیں کہیں بھی زیادہ دن ٹکنے نہیں دیا۔ ان کا قیام سب سے زیادہ مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں رہا، یہ زمانہ غالباً ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۴ء کا تھا۔

حضرت مولانا محمد عیسیٰ کا میلان طبع تصوف اور ترک دنیا کی طرف زیادہ رہا۔ ان کے برادر حقیقی حکیم الیاس مرحوم کا کہنا ہے کہ لکھنؤ میں فرنگی محل کے آس پاس ہی کسی مسجد میں مولانا موصوف عبادت وریاضت میں مشغول تھے کہ ایک اجنبی شخص آئے وہ صورتاً ولی اللہ لگے، انہوں نے کوئی چیز گلاس میں دی جسے پینے کے بعد ان پر ایک ایسی کیفیت طاری ہوئی جس نے انہیں عالم کیف میں ڈال دیا۔ تصوف سے ان کا تعلق اور زیادہ گہرا ہو گیا بلکہ علائق دنیوی سے بالکل علیحدہ ہو گئے۔ اس زمانے میں بھی مختلف درس گاہوں میں تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری رہا لیکن مداومت اوستقامت باقی نہیں رہی۔ وہ حضرت مولانا عنایت حسین سے بیعت بھی تھے۔ جن کا مزار بھی سابق ریاست رام پور کے مشہور مقام پھنسوڑی میں مرجع خلائق ہے۔ ان کے پیر ومرشد نے انہیں خلافت بھی عطا کی، ایک قابل ذکر تعداد ان کے حلقہ ارادت میں شامل بھی تھی۔ مریدوں کے لئے ''شجرہ طیبہ'' بھی بانکی پور پٹنہ کے ایک برقی پریس سے شائع کیا۔ جس پر سنہ اشاعت درج نہیں ہے۔ کچھ کاپیاں ابھی بھی موجود ہیں۔

ان کے شاگردوں میں مولانا و مفتی ظہیر الدین شمسی (یہ ان کے بھتیجا بھی ہیں) مولانا شبنم کمالی، مولوی قمر الزماں شمسی، مولوی محمد عالم انصاری شمسی، مولانا محمد ایوب خاکی مکیاوی (ضلع مدھوبنی) وغیرہ کے علاوہ درجنوں نامور عالم اور سماجی دانشور ہوئے۔ ان کے شاگردوں میں ان کے خلف اکبر جناب پروفیسر کمال الدین صدر شعبۂ پی جی اردو، ایل این متھلا یونیورسیٹی دربھنگہ بھی ہیں۔ موصوف نے یونیورسیٹی کی تعلیم کے ساتھ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ سے بھی عالم کی سند حاصل کی۔ بفضلہٖ کئی کتابوں کے مصنف ہیں اور اردو کی تدریس و تحقیق میں اپنا خاص مقام رکھتے ہیں۔

مولانا محمد عیسیٰ نے ۹ر جنوری ۱۹۷۷ء کو موضع حیات پور میں کئی سالوں تک اپنے مکان میں قیام کر کے تقریباً ۵ر بجے شام کو وفات پائی اور حیات پور قبرستان میں مدفون ہوئے۔

﴿168﴾ مولانا حکیم محمد علی جان جوگیاوی

مولانا حکیم محمد علی جان اپنے آبائی گاؤں موضع جوگیا، تھانہ جنکپور روڈ، ضلع مظفر پور حال ضلع سیتامڑھی میں ۱۲۹۸ھ/ ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوئے۔

موضع جوگیا جنکپور روڈ پوپری بازار سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر اتر پچھّم جانب میں واقع ہے۔ آپ کے والد کا نام مہر حسین ابن شمشیر علی ابن اکبر علی ہے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پھر مکتب عزیزیہ پوپری میں حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتی علیہ الرحمہ سے تعلیم حاصل کی۔ جب مولانا عبدالعزیز بسنتی ۱۴ر ربیع الآخر ۱۳۴۱ھ میں مدرسہ اشرف العلوم کنہواں تدریسی خدمات کی انجام دہی کیلئے تشریف لے گئے، تو اپنے تینوں شاگردوں کو جو شرح جامی، شرح وقایہ، وغیرہ پڑھتے تھے اپنے ساتھ لے گئے۔ ان میں آپ، مولانا سلیم گاڑھوی اور مولانا عبدالعزیز گاڑھوی شامل تھے۔ مولانا نے مدرسہ اشرف العلوم کنہواں میں شعبان المعظم ۱۳۴۱ء تک تعلیم حاصل کی۔ پھر شوال المکرّم ۱۳۴۱ھ میں اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کی غرض سے دارالعلوم دیوبند چلے گئے۔ اس وقت دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری، حضرت مولانا مفتی عزیزالرحمٰن دیوبندی، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، حضرت مولانا اعزاز علی امروہوی، حضرت مولانا علامہ محمد ابراہیم بلیاوی، حضرت مولانا غلام رسول ہزاروی، حضرت مولانا رسول خاں ہزاروی، حضرت مولانا عبدالسمیع دیوبندی، حضرت مولانا سید اصغر حسین دیوبندی، حضرت علامہ شبیر عثمانی سے آباد تھا۔ ان تمام اساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کر کے ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۵ء میں فارغ

التحصیل ہوئے۔

دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کر لینے کے بعد آپ نے فن طب کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا حکیم جمیل الدین نگینوی بجنوری سے دہلی میں فن طب میں کمال حاصل کیا اور باضابطہ فارغ التحصیل ہوئے۔ حضرت مولانا حکیم جمیل الدین نگینویؒ نے اجازت نامہ اور طب کی سند اپنے دست خاص سے لکھ کر آپ کو مرحمت فرمایا۔

دہلی سے واپس آ کر سیتامڑھی محلہ گدری بازار میں آپ نے ۱۹۲۸ء میں اپنا مطب قائم کیا اور عوام کو اس کے ذریعہ فائدہ پہنچانے لگے۔

جب بڑھاپا غالب آیا اور لڑکا بھی اپنے کام کا ہو گیا تو ۱۹۶۱ء میں مطب کو خیر آباد کہہ کر اپنے گھر جو گیا تشریف لے آئے۔ آپ بہت ہی ذی استعداد باعمل صالح عالم تھے۔ علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے مایہ ناز شاگرد تھے۔

۱۹۶۱ء سے ۱۹۷۹ء تک گھر ہی پر قیام پذیر رہے۔ باجماعت تکبیر تحریمہ کے ساتھ پنجوقتہ نماز پڑھتے تھے اور اوراد و وظائف کے بھی بڑے پابند تھے اپنی پوری زندگی حدود شرع میں رہ کر گذاری۔ آپ باوجاہت و بارعب تھے، اپنی مجلس میں اکثر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کا تذکرہ فرماتے تھے۔ اپنے تمام اساتذہ کرام سے ان کو بہت ہی عقیدت تھی۔

۲۸/ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ بمطابق ۲۱/ اکتوبر ۱۹۷۹ء اتوار کو ایک سو ایک سال کی عمر میں وفات پائی

◄169► مولانا محمد عبدالمتین بہاری

مولانا محمد عبدالمتین سہروردی بہاری کے والد کا نام شیخ نادر علی تھا۔ جو محلہ بسار بیگھہ شہر بہار شریف کے ایک اچھے تاجر اور پروقار شخص تھے۔ اسی بناء پر سرداری کی حیثیت سے آپ کے نام کے ساتھ شیخ لکھا جاتا تھا۔ آپ کے آباء واجداد قصبہ نور سرائے جو بہار شریف سے مغرب میں ۸/ میل کی دوری پر واقع ہے، وہاں کے رہنے والے تھے، لیکن آپ نے محلہ بسار بیگھہ کو اپنا مسکن بنالیا۔

آپ کی پیدائش ۱۹۰۲ء میں محلہ بسار بیگھہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی پھر مدرسہ قومیہ بہار شریف میں داخل کئے گئے، اسی درمیان جب آپ کی عمر ۷-۸ برس کی تھی کہ آپ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ والدہ اور بڑے بھائی نے اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ کو بنارس بھیجدیا۔ بنارس میں مدرسہ حمیدیہ میں

تعلیم شروع کی، وہاں آپ نے درجہ مولوی تک تعلیم حاصل کی، پھر آپ کو بہار شریف بلالیا گیا۔ آپ نے مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں درجہ عالم میں داخلہ لے لیا۔ اسی مدرسہ سے عالم، فاضل اور فاضل حدیث کی ڈگری حاصل کی۔

مولانا عبدالمتین بہاری اپنے وقت کے مشہور اور جید عالم تھے۔ مدرسہ عزیزیہ سے فراغت کے بعد وہیں مدرس بحال ہو گئے۔ ۱۹۵۷ء میں پرنسپل منتخب کر لے گئے۔ اور بیس سال تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ وہیں سے ۱۹۷۷ء میں سبکدوش ہوئے۔

درس و تدریس کے علاوہ آپ ہمیشہ درس قرآن کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ محلّہ بسار بیگہہ کی مسجد میں روزانہ عصر کی نماز کے بعد درس قرآن دیتے۔ یہ سلسلہ ۲۳؍سال تک جاری رہا۔

مولانا وعظ و تقریر میں مہارت رکھتے تھے، آپ کی تقریر عام فہم ہوتی تھی، اس لئے لوگ بہت پسند کرتے تھے۔

مولانا تحریر کے میدان میں بھی بہت آگے تھے۔ مسائل فقہیہ پر عبور رکھتے تھے۔ امرتسر کے ماہنامہ "الفقہ" میں ۲۶؍سال تک فتاویٰ کے کالم میں لکھتے رہے۔ جو آج بھی مجلد محفوظ ہے۔

مولانا صاحب تصانیف استاذ تھے۔ آپ کی کتابیں عوام و خواص میں بہت مقبول ہوئیں۔ ان میں سے احکام رسول چار حصے، اسلامی تعلیم پانچ حصے، کنز المسائل اول، دوم، خلاصۃ القضاء، نحوی قواعد، معین المبتدی، آمد نامہ، راہ ہدایت، رسالہ خط و کتابت، میلاد مصطفیٰ، قرآن کا قاعدہ، مناقب غوث اعظم، مناقب خواجہ غریب نواز، مناقب امام اعظم، خزینۃ الفرائض، تحفہ بہار، اردو تصنیف الحقائق مشہور کتابیں ہیں۔ یہ آخری کتاب گجراتی زبان میں بھی طبع ہوئی ہے۔

مولانا ۱۹۴۲ء میں حج سے مشرف ہوئے۔

آپ کے شاگردوں کی تعداد کثیر ہے۔ ان میں سے حضرت مولانا ابراہیم صاحب، مولانا مفتی عبدالجلیل صاحب، مولانا شبنم کمالی، پروفیسر ڈاکٹر طیب ابدالی، مولانا محمد ضیاء الرحمان رفیع گنج، مولانا شفاعت حسین گیاوی اور مولانا محمد شفیق گیاوی قابل ذکر ہیں۔

۱۹؍شوال المکرم ۱۴۰۰ھ بمطابق ۳۱؍اگست ۱۹۸۰ء اتوار کو صبح صادق کے وقت آپ کی وفات ہوئی۔ عصر کی نماز کے بعد جنازہ ہوئی۔ نماز جنازہ مولانا محمد حنیف سنیر استاذ مدرسہ عزیزیہ بہار شریف نے پڑھائی اور اپنے آبائی قبرستان جو محلہ کے قریب ہے اسی میں مدفون ہوئے۔

﴿170﴾ مولانا عزیز الرحمٰن در بھنگوی

مولانا عزیز الرحمٰن کا آبائی وطن موضع علیم آبادی نیمرولی ضلع در بھنگہ ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاتی بھائی مولانا سلیمان مرحوم سے حاصل کی، جو اس وقت مدرسہ احمدیہ کاشی باڑی علاقہ گوال پوکھر ضلع مغربی دیناجپور میں صدر المدرسین اور مہتمم تھے۔ مولانا عزیز الرحمٰن نے مدرسہ احمدیہ میں کافیہ، قدوری تک کی تعلیم حاصل کی۔ بچپن سے ذہین و ذکی تھے۔ کافیہ کی پوری عبارت زبانی یاد کرلی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے مدرسہ الٰھیات کانپور تشریف لے گئے۔ اور حضرت مولانا محمد یحییٰ شیخ الحدیث و شاگرد حضرت شیخ الہندؒ کی نگرانی میں تعلیم و تربیت ہوئی۔ حضرت شیخ الہندؒ آپ کی ذہانت کی وجہ سے آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے، اور آپ پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ مدرسہ الٰھیات سے فراغت حاصل کی۔ جملہ علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے۔

مولانا عبد العزیزؒ نے مدرسہ الٰھیات کانپور کے کتب خانہ سے خوب استفادہ کیا اور مولانا غلام یحییٰؒ کی نگرانی و تربیت نے ان میں علمی جلا پیدا کر دیا۔

فراغت کے بعد بانسی پورنیہ کے علاقہ میں کچھ دنوں درس و تدریس کی خدمت انجام دی، پھر چھتر گاچھ ضلع پورنیہ میں مدرسہ ضمیر الاسلام کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا۔ اور صدر المدرسین اور مہتمم کی حیثیت سے درسی خدمت انجام دیتے رہے۔ مولانا کی علمی بصیرت اور اعلیٰ صلاحیتوں کی وجہ سے لوگ کافی گرویدہ اور قدرداں تھے۔ ایک عرصہ تک اس مدرسہ سے منسلک رہے۔ مدرسہ کو فروغ دیا۔ پھر اس مدرسہ سے علیحدگی اختیار کرلی، اور کشن گنج سے چار میل پورب مجلس پور میں جناب یوسف تحصیلدار کے تعاون سے ایک مدرسہ قائم کیا۔ اس وقت ہندوستان میں تحریک آزادی کا زور تھا۔ اور جمعیۃ علماء کا علاقہ پر کافی اثر تھا۔ مولانا نے بھی مدرسہ میں جمعیۃ علماء کا دفتر قائم کیا۔ اور درس کے علاوہ تحریک آزادی میں حصہ لینے لگے۔ اس سلسلہ میں مولانا کو اکابر علماء کا تعاون حاصل تھا۔ جمعیۃ علماء کے پلیٹ فارم سے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا مختلف جگہوں پر پروگرام کراتے تھے۔ مسلم لیگ اور جمعیۃ علماء کے چپقلش کے دور میں جمعیۃ علماء کے سرگرم رکن رہے۔ اور جمعیۃ علماء کے پلیٹ فارم سے دینی و ملی کاموں کو انجام دیا۔

کچھ دنوں کے بعد مولانا نے مدرسہ اور سیاست سے علیحدگی اختیار کرلی۔ اور حصول معاش کے لئے اپنے گھر پر کپڑے کی دوکان کرلی۔ دوکان خوب چلی۔ دو تین سال گذرا ہی تھا کہ مدرسہ احمدیہ کاشی باڑی مغربی دیناجپور کے اراکین کے اصرار اور اپنے مرشد حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے حکم سے مدرسہ احمدیہ کی ذمہ داری قبول کرلی۔ اور مدرسہ کو تعلیمی و تعمیری اعتبار سے کافی ترقی دیا۔ اور تقریباً تیس

سال تک مدرسہ کے مہتمم اور مدرس اول رہے۔

مولانا شعروشاعری کا مذاق رکھتے تھے۔ پہلے سودا تخلص کرتے تھے۔ پھر عزیزی تخلص کرنے لگے۔آپ کے اشعار کا ایک مجموعہ قلمی محفوظ ہے۔آپ کے کچھ اشعار انسان پورنیہ میں بھی شائع ہوئے۔ ایک فارسی قواعد منظوم قواعد دلپذیر کے نام سے ہے۔جو ابھی تک طبع نہیں ہوسکی۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت تھے۔حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی امیر شریعت رابع اور اکابر علماء آپ کے علم وفضل کے معترف تھے۔

آپ کی وفات ۱۱/اپریل ۱۹۸۱ء بمطابق ۱۴/جمادی الاولی ۱۴۰۲ھ جمعہ کی رات میں ہوئی مولانا محمد ازہر مہتمم مدرسہ حسینیہ کدرورانچی نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے آبائی گاؤں میں مدفون ہوئے۔

171 مولانا عبدالحکیم شاہ پوری مظفر پوری

مولانا عبدالحکیم کے والد کا نام عبداللہ اور دادا کا محمد منصف تھا۔انکی پیدائش شاہ پور گاؤں کے اس محلّہ میں ہوئی جو مسجد وقبرستان کے پورب واقع ہے۔یہ گاؤں ابھی سیتا مڑھی ضلع میں واقع ہے۔ پہلے اس کا ضلع مظفر پور تھا۔

ابتدائی تعلیم مولوی محمد وارث شاہ پوری سے حاصل کی اور سند فراغت مدرسہ حنفیہ آرہ سے پائی۔ ان کی تربیت میں مولانا عبدالعظیم شاہ پوری کو خاص دخل ہے۔انہوں نے موضع دوگھرا میں شادی کی اور پھر یہیں مقیم ہوگئے۔ یہاں کی اقامت کے ایام میں تعلیم وتربیت کو ذریعہ معاش بنایا۔ اور موضع چندردیپا، تھانہ جالہ ضلع دربھنگہ کے مکتب میں شائقین علم کی پیاس بجھانے میں مصروف ہوگئے۔یہاں کی آبادی پسماندگی کی شکار تھی، پھر بھی معمولی خوراک وقلیل تنخواہ پر پوری لگن سے درس وتدریس میں منہمک رہے۔اور اسی جذبہ واخلاص کا اثر ہے کہ آج اس گاؤں میں علماء وحفاظ پیدا ہوتے چلے آرہے ہیں۔

اسی اثناء میں مدرسہ قاسم العلوم حسینیہ دوگھرا دربھنگہ کے بانی وناظم مولانا انیس الرحمن قاسمی نوراللہ مرقدہ نے آپ کو اپنے مدرسہ میں تعلیم وتربیت کے فرائض انجام دینے کے لئے یاد فرمایا۔

حضرت مولانا عبدالحکیم نے ناظم صاحب کی آواز پر لبیک کہا اور سال ۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۲ء تک مسلسل مدرسہ قاسم العلوم حسینیہ دوگھرا، دربھنگہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔اس درمیان ایسے ایسے طلباء مستفیض ہوئے جو آج ملک کے اعلی درسگاہوں میں مفوضہ امور کی انجام دہی میں

مصروف ہیں۔

بعض خانگی مجبوریوں کی وجہ سے اپنے گاؤں شاہ پور لوٹ گئے اور وہاں بھی مقامی مکتب میں اپنے علم سے طلباء کو فیض پہونچاتے رہے۔

ماہ جون ۱۹۸۳ء میں تقریباً ۸۰/سال کی عمر پا کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ شاہ پور ضلع سیتامڑھی کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

﴿172﴾ مولانا عبدالقدوس ہاشمی گیاوی

مولانا عبدالقدوس ہاشمی کی ولادت ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں مخدوم پور ضلع گیا میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ ۱۹۲۲ء میں آپ کے والد مولانا اوسط حسین کا انتقال ہوگیا۔ اسی سال وہ مدرسہ عالیہ موضع اعظم گڑھ تعلیم کیلئے گئے۔ وہاں سے ۱۹۲۶ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء چلے گئے۔ اور وہاں سے انہوں نے ۱۹۲۹ء میں فراغت حاصل کی۔

جس زمانہ میں آپ مئو میں زیر تعلیم تھے اور آپ کی عمر ۱۲، ۱۳/سال کی تھی، تحریک ترک موالات کا ایک جلسہ مئو اعظم گڑھ میں ہوا، جلسہ کی صدارت مولانا سید سلیمان ندوی کر رہے تھے۔ ہزاروں کا مجمع تھا، انہوں نے ایسی سحر انگیز تقریر کی کہ لوگ حیرت و مسرت میں ڈوب گئے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد رضاء لائبریری رام پور میں مخطوطات کی ترتیب میں لگ گئے۔ حیدرآباد، دکن میں نواب بہادر جنگ نے جب مجلس اتحاد المسلمین کی بنیاد رکھی اور دارالسلام کی عمارت میں ایک قومی کتب خانہ، ایک اسلامی دارالاقامہ اور علوم شرقیہ کی ایک چھوٹی سی درسگاہ قائم کی، تو ان اداروں کی سربراہی مولانا ہاشمی کو سونپی۔ مولانا ہاشمی نے ان اداروں کو بہت اچھی طرح چلایا، تقسیم ہند کے بعد ہاشمی صاحب پاکستان چلے گئے، وہاں معاش کے لئے انہوں نے غذائی اجناس کا آڑھت کھول لیا، لیکن اپنا زیادہ تر وقت سندھ کے دیہاتوں میں نادر و نایاب مخطوطات کی تلاش و مطالعہ میں گذارتے۔

مولانا محقق بھی تھے، افسانہ نگار اور شاعر بھی، اسلامی موضوعات پر بھی لکھتے تھے اور خوب لکھتے تھے۔

مولانا کی تصانیف میں الدیانۃ الاسلامیہ، کتاب زندگی، تقویم تاریخی، المرشد الامین، تاریخ الافغان، معاشیات پاکستان، تشریحات پاکستان، مجلّہ الاحکام، اسلامی ممالک اور تجرید التوحید قابل

ذکر ہیں۔

مولانا ہاشمی آخر عمر میں موتمر عالم اسلامی سے وابستہ ہو گئے تھے اور جب تک وابستہ رہے جملہ علمی، سیاسی اور تحقیقی مسائل فرائض میں وہ موتمر کے مشیر اعلیٰ کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ مولانا کچھ دنوں کے لئے ادارۂ تحقیقات اسلامی کے ڈائریکٹر اور سربراہ کتب خانہ بھی رہے۔ اور وہاں انہوں نے تحقیقات اسلامی کا حق ادا کیا۔

۲۶ر جنوری ۱۹۸۹ء کو کراچی میں انتقال کیا۔

173 مولانا عبدالرحمان دربھنگوی

مولانا عبدالرحمان پورہ نوڈیہہ ضلع دربھنگہ میں ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ یہ دربھنگہ شہر سے تین میل کے فاصلہ پر پورب جانب واقع ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی منشی بشارت علی ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی، اس کے بعد بہار و یوپی کے مختلف مدارس اسلامیہ کا سفر کیا۔ مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ، مدرسہ اسلامیہ چمپارن، مدرسہ حمیدیہ گونا سارن، چھپرہ، رام پور، کان پور، کے علماء سے کسب فیض کیا۔ اخیر میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں تکمیل تعلیم کے لئے داخلہ لے کر فیضیاب ہوئے۔

۱۹۲۸ء میں فاضل کا امتحان دیا، جس میں امتیازی فرسٹ ڈویژن سے کامیاب ہو کر فارغ التحصیل ہوئے۔ جس کے صلہ سے حکومت نے آپ کو طلائی تمغہ دیا۔ آپ کے ممتاز اساتذہ میں حضرت مولانا ریاض احمد چمپارنی، حضرت مولانا مفتی محمد سہول بھاگلپوری، حضرت مولانا عبدالشکور آہ مظفر پوری، حضرت مولانا اصغر حسین بہاری ہیں۔

فراغت کے بعد تدریسی خدمات کی ابتداء آپ نے مدرسہ محمودیہ راج پور ضلع روہٹ نیپال سے کیا۔ یہاں ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۱ء تک دینی تعلیم کی ترویج و اشاعت میں مصروف رہے۔ پھر ۱۹۳۲ء میں مدرسہ وارث العلوم چھپرہ منتقل ہوئے۔ ۱۹۳۹ء تک اس مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیئے۔ پھر ۱۹۴۰ء میں اپنے مشفق و مربی استاد اور شیخ حضرت مولانا ریاض احمد چمپارنی کے حکم پر مدرسہ حمیدیہ گودنا ضلع سارن چھپرہ تشریف لئے گئے اور وہاں اپنی پوری زندگی مرتے دم تک (۱۹۹۸ء تک) تدریسی

خدمات اور روحانی تعلیمات کی انجام دہی میں گذار دی، آپ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۹۸ء تک اس مدرسہ سے منسلک رہے۔

آپ صاحب استعداد، ذہین وفطین عالم تھے۔ نحو، صرف، منطق، فلسفہ، معانی، بدیع، بیان، حدیث، تفسیر، فقہ، اصول فقہ وغیرہ پر گہری نگاہ تھی۔ کتب درسیہ کی بعض کتابیں از بریاد تھیں۔ تدریس وتعلیم اور مطالعہ کا خوب اہتمام کرتے تھے۔ حنفی کتب فقہ میں خاص کر فتح القدیر، المبسوط، بدائع الصنائع، رد المختار وغیرہ کا مطالعہ کرتے تھے۔ ایک عرصہ تک سنن ابی داؤد کا درس دیا اور برابر بخاری کو زیر مطالعہ رکھتے تھے۔

آپ سب سے پہلے حضرت شاہ نعمت اللہ اندروا ضلع گوپال گنج بہار سے بیعت ہوئے، اور ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا محمد بشارت کریم گڑھول ضلع مظفر پور حال ضلع سیتا مڑھی سے بیعت ہوئے اور فیضیاب ہوتے رہے۔ تھوڑے عرصہ بعد جب مولانا گڑھولوی نے وفات پائی، تو پھر آپ اپنے مشفق ومربی استاذ محترم حضرت مولانا ریاض احمد بتیاوی سے بیعت ہوئے اور ایک طویل عرصہ تک اپنے استاذ وشیخ سے استفادہ کرتے رہے۔ بالآخر آپ کو حضرت شیخ نے خلافت عطا فرمائی اور اپنا مجاز وخلیفہ بنایا۔ آپ سے مظفر پور، دربھنگہ، سیوان، گوپال گنج، سارن، چھپرہ، چمپارن، گورکھپور اور اس کے اطراف کے عوام وخواص نے روحانی فیض حاصل کیا اور خوب خوب استفادہ کیا۔

حضرت مولانا عبد الصمد رحمانی نائب امیر شریعت ثانی کی وفات کے بعد حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانی نے آپ کو روز شنبہ مورخہ ۱۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ بمطابق ۱۶ر جون ۱۹۷۳ء کو نائب امیر شریعت ثالث امارت شرعیہ بہار واڑیسہ پھلواری شریف کے عہدہ جلیلہ پر فائز کیا اور امیر شریعت مقرر ہونے تک نائب امیر شریعت ثالث کی حیثیت سے خدمت انجام دیا۔ آپ بھی امارت شرعیہ کے محرک اور بانی مفکر اسلام حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد کے صحبت یافتہ بزرگوں میں سے تھے۔ آپ بھی اپنے عنفوان شباب ہی سے امارت شرعیہ کی تحریک سے وابستہ رہے۔ امیر شریعت رابع مولانا منت اللہ رحمانی کی وفات کے بعد آپ کو ۱۴ر رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ بمطابق ۱۲ر مئی ۱۹۹۱ء کو امیر شریعت خامس منتخب کیا گیا۔ تمام علماء ومشائخ نے ان کے ہاتھ میں سمع وطاعت کی بیعت کی، جب آپ امیر شریعت خامس منتخب ہو گئے تو آپ نے یکشنبہ ۲۶ر شوال المکرم ۱۴۱۱ھ بمطابق ۱۲ر جولائی ۱۹۹۱ء کو حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب کو نائب امیر شریعت رابع مقرر کیا اور تاحیات آپ امیر شریعت کے عہدہ پر قائم رہے۔

جب آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی تو مدرسہ حمیدیہ گودنا ضلع چھپرہ سے پٹنہ علاج کے لئے بھیجا گیا۔ پھیپھڑے میں پانی بھر گیا تھا جس کی بناء پر سانس لینے میں بہت دشواری ہوتی تھی۔ بہر حال ۲ر ستمبر ۱۹۸۹ء کو پھیپھڑے کے اندر پانی کی مقدار جتنی تھی سب کو باہر نکال دیا گیا مگر افاقہ کے بجائے مکمل طور پر

بے ہوشی طاری ہوگئی۔ مسلسل ہفتوں تک اسی حالت میں رہے۔ طاقت جواب دے چکی تھی اس لئے طاقت بحال رکھنے کے لئے گلوکوز چڑھایا گیا، علاج ومعالجہ میں کوئی کوتاہی نہیں کی گئی۔ پٹنہ میں بوقت آٹھ بجے بدھ کی رات میں مورخہ ۸؍جمادی الآخر ۱۴۱۹ھ بمطابق ۳۰؍ستمبر ۱۹۹۸ء میں وفات پائی، امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے احاطہ میں ہزاروں لوگوں کی معیت میں اس وقت کے نائب امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید نظام الدین نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ نماز جنازہ میں پھلواری شریف، پٹنہ، ویشالی، مظفرپور، آرہ، بتیا، موتیہاری، دربھنگہ، گیاوغیرہ کے عقیدت مند حضرات تھے۔ بعد نماز جنازہ نعش کو مدرسہ حمیدیہ گودنا ضلع چھپرہ پہنچایا گیا۔ گودنا چھپرہ شہر سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ بہرحال نعش ۳؍بجے دن میں یہاں پہونچی، عصر کی نماز پڑھکر فوراً جنازہ کی نماز پڑھی گئی۔ مدرسہ کی مسجد سے متصل مدفون ہوئے۔

◄174► مولانا سید عدیل اختر گیاوی

مولانا سید عدیل اختر ۲۹؍ربیع الاول ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء منگل کے دن اپنے وطن پالی گیا (موجودہ ضلع جہان آباد) میں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام عدیل اختر رکھا گیا، آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام زین العابدین تک پہنچتا ہے۔

ابتدائی تعلیم مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ سیٹی میں مولانا حافظ فرمان علی سے حاصل کر کے لکھنؤ پہنچے، مدرسہ ناظمیہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ اور ممتاز الافاضل کی سند حاصل کی۔ الہ آباد یونیورسیٹی سے بھی آپ نے امتحانات پاس کئے۔

فراغت کے بعد درس وتدریس سے منسلک ہوئے۔ مدرسہ ناظمیہ میں درجہ فاضل میں بہت زمانہ تک درس دیا۔ اور سرکار نجم العلماء نے اس حسن خدمت کے صلہ میں سند عطا کی۔

۱۹۲۱ء میں مدرسۃ الواعظین سے کامیاب ہوکر صوبہ بہار وبنگال میں تبلیغ کے لئے بھیجے گئے۔

۱۹۲۴ء میں مدرسہ نے آپ کو جزائر افریقہ میں تبلیغ کے لئے مامور کیا۔ افریقہ سے واپسی کے بعد باشندگان سرحد کی دعوت پر مدرسہ نے مولانا کو مرکز تبلیغ پشاور مقرر کیا۔ ۱۹۳۶ء میں آپ کا تقرر بحیثیت وائس پرنسپل مدرسۃ الواعظین میں ہوا۔ جہاں وہ آخری دم تک اپنے فرائض کو اعلیٰ معیار پر انجام دیا۔ درس وتدریس کے ساتھ آپ نے اپنی سیرت کا بہترین عملی نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔

عمر کا بیشتر حصہ سفر میں گذرا۔ پھر بھی مدرسۃ الواعظین کے پرنسپل کی خدمت پر رہتے ہوئے کئی کتابیں لکھیں جو اخبارات کے کالموں میں ہیں، مدون نہیں کر سکے اور طبع نہیں ہو سکی۔ اس میں سے علمی خیانتیں، نقد و تبصرہ براہل قادیان، رسالہ پردہ، انبیائے سابقین کے شرائع اور انسے عام استفادہ، فلسفہ اسلام، صلہ تاریخ احمدی، اصحاب الیمین، رسالہ بقیہ تسکین الفتن، دعوۃ النظر الی خلافۃ، خیر البشر قابل ذکر ہیں۔

۱۳ر جولائی ۱۹۹۱ء کو وفات پائی۔

‹175› مولانا شاہ عنایت اللہ فردوسی منیری

مولانا شاہ عنایت اللہ فردوسی کی ولادت ۲۰ر رجب ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء کو منیر شریف میں ہوئی۔ ان کے والد کا نام سید شاہ سعید الدین احمد عرف شاہ فضل حسین تھا۔

حضرت مولانا کی تعلیم و تربیت کئی اداروں میں ہوئی۔ ان میں مدرسہ عالیہ کلکتہ اور مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ شامل ہے۔ اس کے علاوہ دوران تعلیم موصوف کا قیام ڈالٹن گنج میں بھی رہا۔

حضرت مولانا کو خلافت اپنے پیر حضرت شاہ فضل حسین سے ملی تھی، آپ کو مسند سجادگی پر ۱۷ر سال کی عمر میں بیٹھایا گیا۔ اس طرح آپ ۶۳ر سال تک اس عہدہ پر جلوہ افروز رہے۔

اس وقت ہندوستان سیاسی کشمکش میں مبتلا تھا، آخر ملک آزاد ہوا۔ ملک کی تقسیم کا سانحہ پیش آیا۔ فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ ہر موقع پر آپ ثابت قدم رہے اور اپنے حلقہ ارادت کے لوگوں کو استقامت بخشا۔

حضرت مولانا نے تبلیغ وارشاد کے ذریعہ لوگوں کی خوب خدمت کی۔ خانقاہ منیر کی روایت میں حلقہ مریدی کا جو عروج حضرت مولانا کے دور میں ہوا، اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ آپ کے مریدین بہار کے علاوہ بنگال، بنگلہ دیش، پاکستان، عرب، یورپ اور امریکہ تک پھیلے ہوئے ہیں۔

مولانا عنایت اللہ فردوسی کی شخصیت مقناطیسی تھی۔ جو ایک بار ان سے ملتا، بار بار ملنے کی تمنا لے کر جاتا۔

خانقاہ منیر شریف کو آپ کی ذات سے بہت فائدہ پہنچا۔ آپ نے خانقاہ کی شہرت کو ہر جگہ پہنچا دیا۔

حضرت مولانا کا وصال یکم دسمبر ۱۹۹۱ء کو ۸۰ر سال کی عمر میں ہوا۔ اور خانقاہ منیر میں مدفون ہوئے۔

﴿176﴾ مولانا سید عبد الرب نشتر مدنی وحسینی کھگڑیاوی

مولانا سید عبد الرب نشتر بن مولانا محمد اسحٰق کی پیدائش اپنے وطن مشکی پور ضلع مونگیر موجودہ ضلع کھگڑیا میں بروز جمعہ ۹ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ آپ ایک زمین دار گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ بایں وجہ آپ کی نشوونما خوب بہترین انداز پر کی گئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم جامعہ رحمانی مونگیر بہار میں پائی۔ مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ سے حفظ کی تکمیل کی، عربی کی ابتدائی تعلیم مدرسہ امدادیہ صدر بازار میرٹھ یوپی میں حاصل کی، اس کے بعد دار العلوم دیوبند کے لئے سفر کیا اور وہاں داخلہ لے کر ثانوی تعلیم کی تحصیل کی اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔

آپ مولانا عبید اللہ سندھی اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی صحبت سے بھی فیض یاب تھے، مولانا فرغام الدین صاحب، جن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ پیدائشی ولی تھے، کی صحبت کا نتیجہ تھا کہ آپ پر جذبی کیفیت طاری ہوگئی۔ جوانی کے زمانہ میں بانیٔ تبلیغی جماعت حضرت مولانا الیاس صاحب کے ساتھ دس سال تبلیغ دین میں رہے۔

آپ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت تھے اور بہت ہی سچے عاشقوں میں سے تھے بایں وجہ ان ہی کی طرف نسبت کر کے اپنے کو نشتر مدنی وحسینی کہا کرتے تھے۔ اپنے شیخ کے بتلائے ہوئے اوراد ووظائف کے بڑے پابند تھے۔

شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کے ساتھ آپ نے تحریک آزادی میں بھی حصہ لیا، کم عمری کے زمانہ سے ہی زیادہ تر آزادی کی سرگرمیوں میں حصہ لیا کرتے تھے، ڈاکٹر ذاکر حسین، سابق صدر جمہوریہ، فخر الدین علی احمد سابق صدر جمہوریہ ہند، نیتا جی سبھاش چندر بوس، بھتیجا اروبندو، جنرل شاہ نواز اور کرنل محبوب وغیرہ کے ساتھ آپ نے پورے ملک کا سیاسی دورہ کیا تھا۔

آپ کی عملی زندگی کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ انہیں سنت سے بڑی محبت تھی، ہمیشہ مسواک استعمال کرتے، ڈاڑھی سے بڑی محبت کرتے، عطر پیش کرتے ان کی داڑھیوں میں عطر لگادیتے، داڑھی منڈایا ہوا شخص ان نگاہ میں بہت مغضوب ہوتا، اگر کوئی بے ریش عزیز آجاتا تو اس کی خیرت نہیں رہتی، یہ شدت ان کے یہاں غالباً شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے یہاں سے آئی تھی، بہت سے بوڑھوں اور نوجوانوں نے آپ کے کہنے اور توجہ دلانے پر داڑھی رکھ لی تھی۔

آپ انگریزی فیشن اور انگریزی شہرت کے بڑے مخالف تھے، ٹائی اور کالر کو بہت ناپسند کرتے،

بہت سے لوگوں کے کالر آپ نے کاٹ ڈالے تھے، انگریزوں کو آپ بہت برا بھلا کہتے تھے۔

''بھارت کو برباد کیا ان گوری چمڑی والوں نے''

یہ نظم برابر پڑھا کرتے تھے، تقریروں میں ان کا نعرہ ہوا کرتا تھا ''نبی کی سنت زندہ باد، انگریزی فیشن مردہ باد'' ایک صاحب نے ان کی جرأت مندی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ''اگر ان جیسے چند آدمی پیدا ہو جائیں تو بہت حد تک معاشرہ کی برائیاں دور ہو جائیں''

آپ ایک زمین دار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے لیکن ان کی اپنی زندگی بالکل مفلسانہ، صوفیانہ اور درویشانہ تھی۔ کبھی کبھی نہایت عسرت کے ساتھ زندگی بسر ہوتی تھی، ایک بندۂ آزاد کی طرح ملازمت اور فکر فردا سے بے پرواہ تھے۔ خلوص کے ساتھ دین اور مخلوق خدا کی خدمت کرتے تھے، طبیعت میں خودداری بہت زیادہ تھی۔ جلسوں میں گھنٹوں مثنوی مولانا روم جھوم جھوم کر پڑھتے تھے۔

۶ رجمادی الآخر ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۹۸ء بروز سموار رات بارہ بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ کئی مہینوں بستر مرگ پر تھے بعد میں بیگوسرائے کے ایک خانگی نرسنگ ہوم میں داخل کیا گیا، غالباً گلوکوز کا پانی چڑھایا گیا وہ ری ایکشن کر گیا۔

مولانا ذکر جہری کثرت سے کرتے تھے، جان نکلتے وقت بھی جب کہ پاؤں کی طرف سے بدن ٹھنڈ ہوتا جا رہا تھا زبان سے ''اللہ، اللہ'' کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ مولانا کو مشکی پور کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

﴿177﴾ مولانا سید شاہ عون احمد قادری پھلواروی

مولانا سید شاہ عون احمد قادری اپنے وطن پھلواری شریف میں ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت مولانا شاہ سید نظام الدین سے حاصل کی۔ پھر اعظم گڑھ اس کے بعد فرنگی محلی لکھنؤ کا سفر کیا۔ یہاں مولانا عتیق صاحب سے کسب فیض کیا، پھر وہاں سے دار العلوم معینیہ اجمیر شریف راجستھان میں تقریباً چار سال تعلیم حاصل کی، اسی مدرسہ سے ۱۳۶۲ھ میں فارغ التحصیل ہوئے اور سند فراغت پائی۔ دور طالب علمی ہی سے مضمون نویسی کا ذوق رہا۔ ۱۹۴۸ء سے وفات تک دار العلوم مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ میں تدریسی خدمت انجام دیتے رہے۔ ملی سیاست سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ جمعیۃ علماء ہند سے وابستہ رہے۔ اور مولانا سید شاہ نور اللہ رحمانی کے بعد جمعیت علماء کے صدر منتخب ہوئے

اور آخری عمر تک صدر رہے۔ جمعیت علماء ہند کے تاعمر نائب صدر رہے۔ مسلم فنڈ کے نائب صدر رہے۔
بیعت واجازت اپنے چچا امیر شریعت ثانی حضرت مولانا سید شاہ محی الدین قادریؒ سے حاصل تھی۔ مولانا قاضی نورالحسن پھلواروی کی علالت کے زمانہ سے امور قضا انجام دینے لگے پھر ان کی رحلت کے بعد ۵؍رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ کو امیر شریعت ثالث حضرت مولانا شاہ سید قمر الدین قادریؒ کے فرمان کے ذریعہ باضابطہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے مرکزی عہدہ قضاء پر مامور ہوئے اور ایک عرصہ تک اس پر فائز رہے۔ آپ کی تصانیف میں محی الملت والدین، حج وزیارت، سات اہم مسائل کا حل اور نعمت کبریٰ قابل ذکر ہیں۔ روزنامہ پندار، پٹنہ نے اپنے شمار ۸؍جنوری ۲۰۰۶ء میں ایک گوشہ شائع کیا جس میں تفصیلی حالات درج ہیں۔
۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء میں وفات پائی۔ اور خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ میں مدفون ہوئے۔

178 مولانا ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی دربھنگوی

ڈاکٹر سید عبدالحفیظ بن ڈاکٹر سید محمد فرید دربھنگہ میں ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا تاریخی نام غلام ربانی ہے۔ ابتدائی تعلیم دارالعلوم احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے دربھنگہ میں مکمل کرنے کے بعد درجہ حفظ میں داخلہ لیا، حفظ مکمل کر لینے کے بعد عربی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ سے ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۹۳۸ء میں ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کی۔
۱۹۳۹ء میں آپ نے میڈیکل کالج دربھنگہ میں داخلہ لیا اور چار سالہ کورس مکمل کیا۔ یعنی ۱۹۴۳ء میں میڈیکل کالج دربھنگہ سے فراغت کی۔ پھر کلکتہ سے آپ نے پیتھولوجی کی تعلیم حاصل کی۔ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ کے ہر سالانہ وششماہی امتحانوں میں وہ چار پانچ پرچوں کے ممتحن بھی ہوتے تھے۔
دارالعلوم احمد سلفیہ کے ترجمان پندرہ روزہ الہدیٰ کے پہلے مدیر مسئول اور بعد میں سرپرست رہے۔ ڈاکٹر صاحب نے طویل عمر پائی اور علم وعمل سے بھرپور زندگی گذاری۔ اتباع سنت کے شیدائی تھے۔ آپ میں داعیانہ اور مجاہدانہ جذبہ بھی موجود تھا۔ آپ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ کے اساتذہ کی معیت میں شہر کے مختلف محلوں اور دیگر مضافاتی مواضعات کی طرف بغرض دعوت وتبلیغ نکلتے تھے۔ وہاں پر عوام کو خطاب فرماتے، دین صحیح کی تعلیم دیتے، اس کی حقانیت واضح کرتے اور بدعت وخرافات کی تردید کرتے تھے۔ اس مشن تبلیغ کے ذریعہ قرب جوار سے بدعت کا قلع قمع کرنے میں ایڑی چوٹی کی زور لگایا اور اس

میں آپ کو کامیابی ملی۔

آپ نے کم عمری سے ہی اپنے والد محترم کے دوش بدوش دینی علمی اور ملی خدمات میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ شفیع مسلم اسکول کی ترقی میں بھی آپ کا نمایاں رول رہا ہے۔

آپ مسلکاً سلفی تھے۔ اس کے باوجود آپ میں بے حد اعتدال پسندی اور میانہ روی تھی، فروعی مسائل میں الجھنا الجھانا آپ کو پسند نہیں تھا۔ انتشار وافتراق سے آپ سخت بیزار تھے۔ آپ ائمہ اربعہ کی تعظیم تکریم اور عزت واحترام کو بے حد ملحوظ رکھتے تھے۔

۲۳؍صفر المظفر ۱۴۲۰ھ بمطابق ۸؍جون ۱۹۹۹ء کو آپ کا انتقال ہوا اور دربھنگہ میں مدفون ہوئے۔

﴿179﴾ مولانا عبدالوہاب شمسی مظفر پوری

مولانا عبدالوہاب شمسی ۳۱؍دسمبر ۱۹۲۳ء کو شاہ پور مہوا ضلع مظفر پور حال ضلع ویشالی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم فتح پور مکتب میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور ضلع مظفر پور حال ضلع ویشالی میں داخل ہوئے اور فوقانیہ تک مولانا نعیم الدین، مولانا اظہر حسین اور مولانا شمس الحق سے تعلیم حاصل کیا۔ پھر مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ گئے، وہاں انہوں نے 1950ء میں فاضل فارسی کا امتحان دیا اور کامیاب ہوئے۔ تحریک آزادی میں بھی حصہ لیا۔ انہوں نے عبدالقیوم انصاری اور احد محمد نور کے دوش بدوش کام کیا۔ صلح جوئی، حق گوئی، انصاف پسندی، غرباء پروری، علماء کی قدردانی، دینی تعلیم سے دلچسپی کی وجہ سے شہرت ملی۔ مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور کی مجلس منتظمہ کے ۳۵؍برس تک رکن اور مسجد حسن پور، گنگھٹی مکساماں ویشالی کے برسوں تک سکریٹری رہے۔ مدرسہ وقف کے تنازعہ کو دور کرنے میں اہم رول ادا کیا۔ ۱۹۶۱ء میں ابا بکر پور پنچایت کے مکھیا منتخب ہوئے اور ۱۹۷۷ء تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ آپ بہار مومن کانفرنس کے سرگرم قائد رہے۔

۲۷؍جون ۲۰۰۰ء کو پونے نو بجے حرکت قلب کے بند ہو جانے سے آپ کا وصال ہو گیا۔ ۲۸؍جون ۲۰۰۰ء کو ۲؍بجے دن میں مولانا مظاہر عالم صدر مدرس مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور نے نماز جنازہ پڑھائی اور شاہ پور خرد مغربی محلہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ مظہر اخلاق حسنہ سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔

﴿180﴾ مولانا عبدالمعبود رائے پوری مظفر پوری

مولانا عبدالمعبود موضع رائے پور ضلع مظفر پور حال ضلع سیتامڑھی میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ پھر دارالعلوم دیو بند گئے اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد مدرسہ نورالاسلام موضع بلہی چھتون ضلع دربھنگہ میں درس وتدریس کا کام شروع کیا۔

مولانا کے سلسلہ میں مولانا نور عالم امینی تحریر کرتے ہیں۔''میرے ماموں زاد بھائی ہیں، دارالعلوم دیو بند میں ہم درس وہم مسکن رہے، بذلہ سنجی، ظرافت اور ذہانت میں مجھ سے ممتاز ہیں، لیکن تعلیم وتعلم کے حوالہ سے ذوق طلب اور شوق سفر میں خدا کی توفیق سے میں ان سے ممتاز رہا، دنیا میں میرے مخلصوں کی محتاط فہرست میں ان کا نام سرفہرست ہے۔ کسی ذاتی بحران کے حل کے لئے سب سے پہلے ان ہی کا نام میرے ذہن میں آتا اور سب سے پہلے ان ہی سے مشورہ کو ترجیح دیتا ہوں، اگر وہ وقت پر میسر نہیں ہوئے تبھی کسی اور مخلص سے رجوع کرتا ہوں۔ اچھے مقرر اور منتظم ہیں۔ ایک باوقار مدرسے کے ہونہار صدر مدرس ہیں جو نورالاسلام کے نام سے موضع چھتون بلہی ضلع دربھنگہ میں واقع ہے۔ انسان اور زندگی کے حوالے سے اپنے ہم عمروں میں زیادہ سمجھدار واقع ہوئے ہیں، ایک خاص بات یہ کہ پان کو غذا کی طرح کھاتے اور دوا کی طرح حاصل کرتے ہیں۔

(اضافہ بہ موقع طبع سوم) افسوس ہے کہ جمعہ ۱۱؍ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۴؍جولائی ۲۰۰۰ء کو دماغ کی رگ پھٹ جانے سے وہ تقریباً ۵۰؍سال کی عمر میں شہر دربھنگہ بہار میں، ہم سبھوں کو سوگوار کر کے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ نماز جنازہ اور تدفین ان کے گاؤں رائے پور ضلع سیتامڑھی بہار میں ۱۲؍۴؍۱۴۲۱ھ/ ۱۵؍۷؍۲۰۰۰ء کو ہوئی۔

﴿181﴾ مولانا عبدالغفور استھانوی

مولانا عبدالغفور کا وطن استھانواں تھا جو ضلع پٹنہ حال ضلع نالندہ کے قصبہ بہار شریف سے چھ میل پورب میں واقع ہے ۱۳۰۳ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کیلئے آپ کے چچا محترم مولانا حکیم سید ابوالبرکات صاحب اپنے ساتھ بہار شریف لے آئے۔ جہاں وہ محلہ خانقاہ میں قیام کرتے تھے۔

حضرت مولانا کی صحبت میں رہ کر ابتدائی تعلیم وتربیت پائی۔فارسی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عربی کی تعلیم شرح جامی تک ہوئی کہ ۱۳۱۸ھ میں ندرۃ العلماء کا سالانہ اجلاس عظیم آباد پٹنہ میں ہوا۔ندوۃ کی شہرت سن کر ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ میں لکھنؤ آئے اور تعلیم کی تکمیل کے لئے ندوۃ العلماء میں داخلہ لیا۔اس وقت ندوۃ میں ملک کے مشاہیر علماء درس دے رہے تھے۔ان میں مولانا فاروق عباسی چریاکوٹی،مولانا شبلی نعمانی، شمس العلماء مولانا محمد حفیظ اللہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔مولانا عبدالغفور استھانوی نے ان کی زیارت کی اور ان میں سے اکثر علماء سے تعلیم حاصل کیا۔اور ندوۃ العلماء سے فراغت حاصل کی۔

مولانا تعلیم کے زمانہ سے شعروشاعری کا ذوق رکھتے تھے۔اور شرر تخلص کرتے تھے۔حضرت جلیل لکھنوی جانشیں امیر مینائی کے آگے زانوے تلمذ تہہ کیا۔

فراغت کے بعد مولانا عبدالحیٔ سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے طب کی تعلیم حاصل کی۔اور آپ کے مطب میں بیٹھنے لگے۔اس سے فراغت کے بعد ۱۹۱۱ء میں ندوۃ العلماء لکھنؤ میں ملازمت کا سلسلہ شروع کیا۔اور مولانا سید عبدالحیٔ کی ماتحتی میں کام کرتے رہے۔مولانا ان کی ہوشیاری اور مستعدی سے بہت خوش تھے۔تھوڑے ہی دنوں کے بعد مولانا نے آپ کو نائب ناظم بنادیا۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

◄182► مولانا علی مہدانوی

مولانا علی مہدانوی کے والد ماجد کا نام مولانا عبدالغفار ہے۔آپ نے عربی کی چند ابتدائی کتابیں مولانا علی اصغر سے پڑھیں۔بلوغ المرام اور مشکوۃ شریف کے کچھ حصے مولانا عبدالجبار غزنوی امرتسری اور مولانا محمد حسین بٹالوی سے پڑھیں۔مولانا عبدالجبار کے درس قرآن میں بھی عرصہ تک شریک رہے۔مولانا عبدالجبار امرتسری نے مولانا علی کو امرتسر سے رخصت کرتے وقت دعا فرمائی کہ خداوند اس لڑکے کو تیری امانت میں دیتے ہیں،خدایا تو امانت کو ضائع نہ کرنا۔حقیقت تو یہ ہے کہ مولانا عبدالجبار امرتسری کے فیض صحبت اور ان کے دل سے نکلی دعاء کا ہی نتیجہ تھا کہ مولانا علی جماعت اہل حدیث ضلع سارن کے مقتدر رہے۔مولانا جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں بھی بہت موثر اور زمانہ کے حسب حال تقریر فرماتے تھے۔مولانا علی نے چھپرہ جیسی جگہ میں دو مرتبہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا انعقاد کیا۔اور کانفرنس بہت شان کے ساتھ ہوئی۔

مشاہیر بہار کا یہ برتاؤ ان کے ساتھ رہا کہ سر علی امام اور سر سلطان چھپرہ آئے، مولانا علی نے چائے کی دعوت کی۔ سر علی امام نے لکھا کہ چھپرہ آکر بغیر تم سے ملے چلا جاؤں یہ ناممکن ہے۔ چائے کی دعوت ہو نہ ہو میری حاضری ضروری ہے۔ اس لئے چائے کو ملتوی کرو۔ جب ۱۹۳۴ء میں مہاتما گاندھی چھپرہ آئے تو چند منٹ کے لئے مولانا علی کے یہاں بھی آئے اور کہنے لگے کہ اگر تم سے بغیر ملے چلا جاتا تو کفارہ دینا پڑتا۔ ۱۹۱۵ء سے مسٹر عبدالعزیز کی خاص نظر عنایت رہی۔ جب بھی چھپرہ آتے کسی سے ملیں یا نہ ملیں مولانا علی کے یہاں آئے بغیر چھپرہ سے واپس نہ ہوئے۔ ڈاکٹر سید محمود اور مولانا علی کے ایسے مخلصانہ تعلقات رہے ہیں جن کو عرصہ دراز تک یاد رکھنے پر زمانہ مجبور ہے۔

مولانا علی کی تصانیف میں خلق عظیم اور والعٰدیٰت قابل ذکر ہیں۔ یہ دونوں کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

183 مولانا محمد عثمان رخشاں ابدالی پٹنوی

مولانا سید محمد عثمان نام ابوالعلام کنیت اور رخشاں تخلص تھا۔ ابدال ایک نسبت ہے جو کثرت استعمال سے نام کا جزو ہو گئی ہے۔ اور اب ادبی دنیا میں ابدالی کے نام سے متعارف ہیں۔ آپ حضرت مولانا سید شاہ محمد عبدالقادر سجادہ نشیں قصبہ اسلام پور ضلع پٹنہ کے چھوٹے فرزند تھے۔ ۲۸/ربیع الاول ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء آپ کی تاریخ ولادت ہے۔ قصبہ اسلام پور ضلع پٹنہ وطن تھا۔ قصبہ بہار شریف ضلع پٹنہ (موجودہ ضلع نالندہ) کی مشہور دینی درسگاہ مدرسہ اسلامیہ سے سند فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا حکیم سید شاہ محمد رفیق شہباز پوری ثم اسلامپوری سے جو اپنے عصر کے جید و ممتاز عالم تھے ۱۳۵۰ھ میں سند حدیث اور ان کی مرویات کی اجازت حاصل کی۔

شعر و شاعری میں عرفان اسلام پوری تلمیذ صوفی منیری سے تلمذ حاصل تھا۔ رسالہ ندیم، فطرت گنجنیہ وغیرہ میں آپ کے مضامین شائع ہوتے تھے۔ ایک کتاب صوفی منیری آپ کی تالیف ہے۔

آپ کو بیعت اپنے بڑے بھائی سید شاہ ابوالبرکات سجادہ نشیں خانقاہ اسلام پور سے حاصل تھی۔ اپنے پیر کی جانب سے مجاز بھی تھے۔ ان کے علاوہ اپنے والد سے بھی آپ کو اجازت حاصل تھی۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴾184﴿ مولانا عبدالماجد دربھنگوی

مولانا عبدالماجد مضافات دربھنگہ کے رہنے والے تھے۔بستی کا نام معلوم نہیں۔اردو اور فارسی کی ابتدائی تعلیم والد کے ہمراہ رہ کر بھاگلپور میں حاصل کیا۔عربی کی ابتداء مولانا سید فضل احمد بہاری تلمیذ حضرت مولانا محمد یحییٰ سہسرامی سے ہوئی۔پھر مولانا محمد سہول بھاگلپوری سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ،پٹنہ کی شہرت سن کر بھاگلپور پہنچے اور دو سال کے بعد آپ ہی کی معیت میں ۱۹۰۶ء میں دیوبند پہنچے۔آٹھ سال وہاں مقیم رہ کر تعلیم تمام کی،آپ حضرت مولانا محمد اصغر حسین بہاری کے بعض کتابوں میں ہم سبق رہے۔آخر زمانہ میں قیام دیوبند کے دوران مولانا عبیداللہ سندھی کے زیر درس مولوی خواجہ عبدالحئی استاذ تفسیر جامعہ دہلی اور مولانا شائق احمد عثمانی (مالک جریدہ عصر جدید) کے شریک درس بھی رہے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد اسلامیہ بلند شہر میں مدرس دوم رہ کر مشکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم میں مشغول ہوئے۔چند ماہ رہ کر مدرسہ ڈھاکہ چمپارن میں مدرس مقرر ہوئے۔پھر اعظم گڑھ مدرس اول کے عہدہ پر فائز ہو کر تشریف لئے گئے۔اور وہاں سے بھی طبیعت اکھڑ گئی۔اور قطع تعلق کرلیا۔اس کے بعد مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ،پٹنہ میں متوسطات کی تعلیم کے لئے مقرر ہوئے۔

مولانا مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ،پٹنہ کے جید اساتذہ میں سے تھے۔فارغین مدرسہ میں سے بہتیرے علماء نے آپ سے کسب علم وفضل کیا۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴾185﴿ مولانا محمد عثمان بہاری

مولانا محمد عثمان بن محمد توحید بن سیف اللہ نسبتاً صدیقی تھے۔اکتوبر ۱۹۱۰ء کو ری بگہہ مضافات بہار شریف میں تولد ہوئے۔اردو اور فارسی کی تعلیم والد سے حاصل کی،جو سلسلہ تجارت دربھنگہ میں مقیم تھے۔والد کی وفات کے بعد وطن مالوف تشریف لاکر جید عالم،خوش گو واعظ جناب مولانا نعیم الدین سے عربی کی چند ابتدائی کتابیں پڑھیں،مشہور اساتذہ سے فیضیاب ہونے کا شوق ہوا تو تین لائق وفائق اساتذہ حضرت مولانا فضل حق رام پوری،حضرت مولانا حکیم برکات احمد ٹونکی اور حضرت مولانا ماجد علی

جونپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن وہ وقت تھا کہ جب مولانا فضل حق بوجہ کبرسنی، مولانا حکیم برکات احمد نے بہ سبب رجحان تصوف اور مولانا ماجد علی کے مدرسہ عالیہ کلکتہ تشریف لے جانے کے باعث گویا درسگاہ ہی بند کردی تو علمی پیاس نہ بجھتے دیکھ کران اساتذہ کے اعلیٰ تلامذہ کی جانب رجوع کیا۔ چنانچہ منطق وفلسفہ کی اکثر کتابیں جناب مولانا غلام یحییٰ ہزارویؒ سے ختم کیں۔اور حدیث وفقہ کی بیشتر کتابیں مولانا محمد اسلم جونپوری سے تمام کیں۔اس کے علاوہ مختلف مدارس اور متعدد اساتذہ سے مستفیض ہونے کا موقع ملا۔ مدرسہ مطلع العلوم بنارس اور مدرسہ حنفیہ آرہ میں تعلیم وتعلم کا بھی سلسلہ رہا۔ کچھ دنوں بعد پرائیوٹ طریقہ سے انگلش پڑھ کر کلکتہ یونیورسیٹی سے میٹرک کا امتحان دیا۔اور اول درجہ سے کامیاب ہوئے ۱۹۲۹ء میں پٹنہ کالج تشریف لائے ۱۹۳۱ء میں آئی اے اور ۱۹۳۲ء میں بی اے آنرس کے ساتھ اول درجے کی ڈگری حاصل کی۔ پھر گورنمنٹ کے وظیفہ پر ایم اے عربی میں داخلہ کے لئے علی گڑھ گئے اور ۱۹۳۵ء میں ایم اے عربی میں اول آئے۔

فراغت کے بعد ۲رجنوری ۱۹۳۶ء کو ہائی اسکول سہسرام میں اسسٹنٹ ٹیچر مقرر ہوئے۔ ۲رجولائی ۱۹۳۶ء کو کلکتہ یونیورسیٹی نے پوسٹ گریجوٹ ڈیپارٹمنٹ میں عربی وفارسی زبان وادب کا لکچرر مقرر کیا گیا۔ کچھ دنوں بعد تاریخ، فلسفہ اور علم کلام کی تعلیم دی ۱۹۴۰ء میں حکومت بہار نے سپرنٹنڈنٹ آف اسلامک اسٹیڈیز کے عہدہ پر مقرر کیا۔

اپنی اعلیٰ علمی صلاحیت کی بنیاد پر بہت سی سوسائیٹی اور لائبریری کے رکن اور ممبر رہے۔ تصنیف وتالیف کا ذوق رکھتے تھے۔ ۱۹۳۶ء میں ''اشرف الناقص'' نامی عربی اشعار کا ایک گلدستہ تالیف کیا، جس پر یورپ کی مشہور یونیورسیٹی کے عرب نژاد پروفیسر نے مقدمہ لکھا اور ہندوستان کی ممتاز یونیورسیٹی کے صدر شعبہ عربی نے تقریظ لکھا۔ عنقریب شائع ہونے والا تھا (طبع ہوئی کہ نہیں کچھ پتہ نہیں چل سکا) اسی طرح ایک رسالہ کلمۃ التصوف شیخ شہاب الدین مقتول کا پراگندہ نسخہ مختلف کتب خانوں میں ایک یوروپین متشرق کی مدد سے حاصل کر کے اس کی بہترین ترتیب دی، محب اللہ بہاری کے رسالہ ''جزء لایتجزیٰ'' کے چند نسخوں کو یوروپ اور ہندوستان کے کتب خانوں سے حاصل کر کے صحت کے ساتھ مرتب کیا، یہ بھی بہت جلد طبع ہونے والا تھا (طبع ہوا کہ نہیں کچھ پتہ نہیں چل سکا) مولانا اپنے عہد کے جید عالم تھے۔

وفات کا سا معلوم نہیں۔

‹186› مولانا عبدالرحمٰن پٹنوی

مولانا عبدالرحمٰن موضع بین ضلع پٹنہ (موجودہ ضلع نالندہ) کے باشندہ تھے۔ متوسطات کی تعلیم مدرسہ غوثیہ بین میں جناب مولانا ابراہیم تلمیذ رشید حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے حاصل کی۔ دینیات کی تکمیل مدرسہ دارالعلوم کانپور میں جناب حافظ مولانا عبداللہ مدرس مدرسہ سے اور معقولات کی تعلیم جناب مولانا مشتاق احمد سے حاصل کی ۱۹۱۵ء سے مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ کے شعبہ جونیر میں تعلیم دے رہے تھے۔

۱۹۴۱ء تک باحیات تھے۔

تفصیلی حالات دستیاب نہیں۔ مدرسہ کے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا طلبہ کے درمیان مقبول تھے۔ طلبہ کی تربیت، تہذیب اور اخلاق کا خاص لحاظ رکھتے تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

‹187› مولانا حکیم عبدالعزیز عاجز مظفرپوری

مولانا سید عبدالعزیز بن حاجی سید شاہ عبدالرحمٰن بھوساہی ضلع مظفرپور حال ضلع ویشالی میں رمضان المبارک ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا حضرت سید فرحت حسین صاحب نسبت بزرگ تھے، ہندوستان میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ والد بھی مشہور حکیم تھے اور حکیم محمد اسمٰعیل آفندی مصری سے تلمذ کا شرف رکھتے تھے۔

آباء و اجداد کا اصل وطن دہلی تھا۔ دوسو سال قبل بعض ناگزیر وجوہات سے ترک وطن کر کے کچھ عرصہ علاقہ چھپرہ میں اقامت رہی، پھر بھوساہی ضلع مظفرپور حال ضلع ویشالی آ گئے اور وہیں آپ کی پیدائش ہوئی۔ درسیات مختلف اساتذہ سے پڑھنے کے بعد مولانا نعیم لکھنوی سے حدیث کی تکمیل کی۔ پھر اپنے والد سے طبی مطولات سبقاً سبقاً پڑھا۔ پھر مستقل طور پر مطب کرنے لگے۔ اور عسیر العلاج امراض کی کامیاب تشخیص کی۔ ایک کتاب بنام تجربات عزیزی تحریر فرمایا تھا، جس میں کل امراض کا علاج ہندوستان میں پیدا شدہ بوٹیوں سے لکھا ہے۔ غالباً دارالکتب رفیق الاطباء سے شائع ہوئی تھی۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿188﴾ مولانا عبدالرحیم استھانوی

مولانا عبدالرحیم کا مولد تاریگہہ ہے۔ بعد میں استھانواں منتقل ہوگئے۔ اور یہیں سکونت اختیار کرلی۔ سادات خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ گھر ہی پر اپنے بزرگوں سے تعلیم حاصل کی، لکھنے کا ذوق رکھتے تھے۔ الپنچ نامی ہفتہ وار اخبار عظیم آباد سے نکالا، خود ادارت کی، اور اس وقت کی سیاست پر بڑے بے باک تبصرہ کیا۔ اور مسلمانوں کے مسائل کی جانب حکومت وقت کو متوجہ کیا اور اپنے مشوروں سے راہنمائی کی۔ تیس سال تک الپنچ بڑی آب وتاب سے نکلتا رہا، مولانا کی وفات کے بعد ان کے چچازاد بھائی نے ادارت سنبھالی لیکن چند سال بعد مالی بحران کا شکار ہو کر یہ اخبار بند ہوگیا۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿189﴾ مولانا عابد بھاگلپوری

مولانا عابد، حضرت مولانا عاصم کے صاحبزادے تھے۔ آپ ساتویں سجادہ نشیں اور حضرت مولانا حافظ اور حضرت مولانا عاقلؒ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ ۱۱۴۰ھ/ ۱۷۲۷ء میں سجادہ نشیں ہوئے اور ۱۱۸۱ھ تک رونق افروز رہے۔ مدت سجادگی تقریباً اکتالیس سال ہے۔ آپ کی خوبیوں کا ذکر حدیقۂ شہبازیہ میں ملتا ہے۔ ”آپ اسم بامسمیٰ کشف وکرامات اور زہد وریاضت میں بے مثال وبے ہمتا تھے۔

آپ کے خلفا اور مریدین بنگال وبہار میں مختلف مقامات پر علم کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ ایک خلیفہ حضرت شاہ دلاورؒ کا ذکر حدیقہ شہبازیہ میں ملتا ہے جو مرید شاہ نعمت الہ کے تھے۔ جو حضرت مولانا عابدؒ کے مرید ہیں۔

آپ کا مزار صحن مسجد کے دکھن جانب مزارات کی قطار میں پچھم سے ساتواں مزار ہے۔

صحیفۂ شہبازیہ دراصل آپ کی ہی ایک فارسی تصنیف کا ترجمہ ہے۔ جس میں حضرت مولانا محترمؒ نے بھی کچھ قصہ قلمبند کیا ہے۔

﴿190﴾ مولانا مفتی عبداللہ جنونؔ بھاگلپوریؔ

مولانا مفتی عبداللہ جنونؔ مولانا سرفراز علیؒ کے صاحبزادے تھے جو حضرت مولانا قاضی فائق اولؒ

کی اہلیہ کے عم محترم تھے جیسا کہ مولانا ناطقؔ نے اپنی تصنیف ''سعید الکلام'' میں تحریر فرمایا ہے۔

''جنون تخلص مولوی عبداللہ مرحوم خلف سرفراز علی منصف جیسر (غالباً جیسور) باشندہ بھاگلپور شاگرد مرزا جان تپش۔ اولاد میں مولانا شہباز قدس سرہ کی۔ ان کا مولد و مسکن جڑ (جسر ہونا چاہئے) ڈھاکے ہیں۔ عہدۂ صدر امینی پر مامور تھے۔ سولہ سترہ برس ہوئے کہ انتقال کیا۔ بیشتر فارسی کہتے تھے۔

ادبی ماحول نمبر ماہنامہ سہیل گیا میں تحریر ہے۔

''عبداللہ جنون پسر سرفراز علی بھاگلپور مفتیٔ عدالت ایسٹ انڈیا کمپنی میں مفتی عدالت کے عہدہ پر فائز تھے۔ آپ کی وفات ڈھاکہ میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔ وفات کا سال معلوم نہیں۔

191 مولانا عبدالجبار بھاگلپوری

مولانا عبدالجبار کا تعلق حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوری کے خاندان سے ہے۔ آپ حضرت کے بھتیجا تھے۔ آپ جید عالم اور درویش صفت تھے۔ آپ کا اپنا مدرسہ تھا، جس میں درس و تدریس کا کام ہوتا تھا۔ آپ مشہور و معروف بزرگ تھے۔ آپ کے نام نامی پر محلّہ جبار چک بھاگلپور میں بسا ہوا ہے۔ وہاں آپ کا آستانہ موجود ہے، جس میں مع اہل و عیال مدفون ہیں، اسی کے نزدیک آپ کی مسجد کا ملبہ ابھی بھی موجود ہے۔ آپ کی خانقاہ کے چاروں برجیوں کے اندر چلہ گاہ ابھی بھی موجود ہے۔ جس سے آپ کی جلالت شان کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کی خانقاہ کے دو برج صحیح و سالم ہیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

192 مولانا میر سید علی بھاگلپوری

مولانا میر سید علی کی تعلیم و تربیت حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوری سے ہوئی۔ انہیں سے بیعت بھی ہوئے۔ پورنیہ جا کر اقامت دین اور ترویج سنت رسول امین کا فریضہ انجام دیا اور ہدایت و نور سے خطہ پورنیہ کو مالا مال کر دیا۔

آپ بڑے عالم و فاضل تھے اور اپنے وقت کے صاحب کمال بزرگ تھے۔ وفات کا سال معلوم نہیں۔ آپ کا مزار پورنیہ میں ہے۔

﴿193﴾ مولانا عبدالرؤف مہدانوی

مولانا عبدالرؤف بن اشرف حسین بن قاضی واحد علی اپنے وقت کے مشہور عالم اور محدث تھے۔ آپ نے حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے دہلی کا سفر کیا اور مولانا شیخ نذیر حسین (م ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) کی شاگردی اختیار کی اور خوب محنت کے ساتھ حدیث کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد وطن واپس ہوئے۔

مولانا عبدالرؤف کا سفر دہلی ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۷ء میں ہوا۔ اس سفر میں ان کے ساتھ حکیم محمد شریف فخر مہدانوی اور مولانا عبدالغفار نشتر مہدانوی بھی شریک تھے۔ حکیم محمد شریف فخر مہدانوی نے ایک قطعہ بھی کہا ہے جوان کے کلیات میں موجود ہے۔ جس سے سفر کا سال ۱۲۹۶ھ نکلتا ہے۔ مولانا جید عالم تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿194﴾ مولانا عبدالرشید عظیم آبادی

مولانا عبدالرشید عظیم آباد پٹنہ کے باشندہ تھے۔ مدرسہ منظر اسلام بریلی میں مولانا بشیر احمد علی گڑھی، مولانا ظہور فاروقی رام پوری اور مولانا شاہ احمد رضا بریلوی سے تکمیل درسیات کر کے فراغت حاصل کی۔ ۱۳۲۵ھ میں دستار بندی ہوئی۔ حضرت شاہ حیات احمد سجادہ نشیں مخدوم احمد عبدالحق رودولوی نے دستار باندھی اور سند فراغت مرحمت کی۔

آپ نے فراغت کے بعد مختلف مدارس میں تدریسی خدمات دیئے، بعد میں آخر تک مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی، پٹنہ میں فقہ، حدیث، تفسیر، منطق اور فلسفہ کا درس دیا۔ ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری کے ہم درس تھے۔

سال وفات معلوم نہیں۔

﴿195﴾ مولانا عاصم بھاگلپوری

مولانا عاصمؒ، حضرت مولانا صفی سیالکوٹیؒ بن حضرت سلطان العارفین مولانا شاہباز محمدؒ کے

صاحبزادے تھے۔

واقعہ میں آتا ہے کہ جب سجادہ نشینی کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے حضرت نے اپنا عمامہ شریف یکے بعد دیگرے تینوں صاحبزادگان کے سر مبارک پر رکھنے کے بعد چھوٹے صاحبزادہ حضرت صفی کے سر پر رکھا تو آپ بھاگنے لگے۔ اس پر حضرت مخدوم نے فرمایا ''تو گرفتی تو گرفتی تو گرفتی' اس سے پتہ چلا کہ انہوں نے عمامہ سجادگی کو پکڑا اور حقیقت ہے کہ سجادگی انہیں کی نسل سے جاری ہوئی۔ آپ کی شادی کے بعد ہی آپ کو سیالکوٹ کی ولایت تفویض ہوئی اور والد گرامی کے حکم سے آپ سیالکوٹ روانہ ہوئے۔ مگر حضرت مخدوم نے آپ کی اہلیہ کو روک لیا۔ بعد میں حضرت مولانا عاصمؒ تولد ہوئے تو کچھ عرصہ بعد جب ۱۱۰۲ھ/۱۶۹۰ء میں آپ کے عم محترم حضرت مولانا تقی قدس سرہ کا وصال ہوا، تو آپ نے ۱۱۰۲ھ/۱۶۹۰ء میں مسند سجادگی کو زینت بخشی اور ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰ء میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ نے تیس سال چھ ماہ امورات سجادگی انجام دیئے۔ آپ کے زمانہ میں طلباء کی تعداد ۸۰ر سے بڑھکر ۱۵۰ر ہوگئی۔

آپ کا مزار مبارک آستانہ شہبازیہ کے اندر دکھن جانب سے مزارات کی قطار میں پچھم جانب پہلا مزار ہے۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ مدرسہ ترقی کر کے جید علمائے دین کی ایک بستی میں تبدیل ہوگیا۔ مولانا شہباز محمد کے دست خاص کی تحریر کی تعمیل کرتے ہوئے آپ کی سجادگی عمل میں آئی۔ آپ کے والد محترم کے سلسلہ میں۔ حدیقۂ شہبازی۔ صحیفۂ شہبازی اور سعید الکلام مصنفہ مولانا محمد ناطق شہبازی سے تفصیلات ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مزار آستانہ سیالکوٹ میں مرجع خلائق ہے جہاں سے علمی وروحانی فیوض جاری ہے۔ پنجاب والہ آباد تک آپ کا فیض پہنچا۔

شہزادہ عظیم الشان ۱۱۱۲ھ/۱۷۰۰ء میں آئے۔ شہزادہ فرخ سیر ۱۱۲۴ھ/۱۷۱۰ء میں مقام راج محل سے آکر دہلی کی سلطنت کے خواستگار ہوئے اور حضرت مولانا عاصمؒ نے دعا فرمائی، نیز اپنے جد امجد کے خلیفہ مولانا شادمان بیگ کے پاس بھیجا۔ انکے عقیدت مندوں میں صوبہ داران امرا شامل ہوئے۔ اور ضلع بھاگلپور کی سند بھیجی۔ آپ نے قبول نہ فرمائی بلکہ اس میں سے کثیر حصہ خلفا کو دینے کا مشورہ دیا۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

‹196› مولانا میر عمر دیوروی

مولانا میر عمر سادات دیورہ کے مورث اعلیٰ میں ہیں۔ ۷۵۰ھ/۸۰۰ھ کے دور کے جید علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا میر ارزانیؒ اور جد امجد حضرت مولانا میر سراج الدین بن میر محمودؒ ہیں۔ حضرت میر عمرؒ دینی علوم کے علاوہ دنیاوی معاملات میں بھی ماہر تھے۔ اس لئے

آپ کے چھوٹے بھائی میر سالار نے گوشہ نشینی اختیار کرتے وقت اپنے سارے معاملات مع اہل وعیال آپ کے سپرد کردیئے۔ آپ کو اپنے وطن دیورہ سے بڑی محبت تھی۔ اس لئے حالم وقت کی درشتگی کے باوجود آپ نے سارے معاملات کو بحسن وخوبی سنبھالا اور ترک وطن نہ کیا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ عزیز اللہ دانشمندؒ نے سارے انتظامات کو بحسن وخوبی سنبھالا جو خود بھی وقت کے ایک جید عالم اور علوم ظاہری وباطنی میں اعلی مقام پر فائز تھے۔ آپ کے دیگر صاحبزادگان حضرت مولانا شاہ تیم اللہ اور حضرت مولانا شاہ محمودؒ ہیں۔

آپ دیورہ شریف میں آسودہ ہیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿197﴾ مولانا شاہ عزیز اللہ دانشمند دیوروی

مولانا شاہ عزیز اللہ دانشمند کا تعلق سادات دیورہ ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا میر عمرؒ اور جد امجد حضرت مولانا میر ارزانیؒ ہیں۔

آپ ۱۳۹۷ھ/۸۰۰ھ سے ۱۴۴۶ھ/۸۵۰ھ کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو تغلق اور سید حکومت کا دور ہے۔ آپ کو دریائے فضیلت ومعرفت کا موتی لکھا گیا ہے۔ آپ عالم باعمل تھے اور آخر عمر میں طریق آبائی کی پیروی کرتے ہوئے گوشہ نشینی اختیار کی اور اپنی ساری املاک اپنے چھوٹے بھائی اپنے چھوٹے بھائی حضرت شاہ تیم اللہ عرف تمنؒ کے حوالے کی، یہاں تک کہ اپنے فرزند کو بھی انہیں کے سپرد کردیا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالحیؒ (لاولد) اور حضرت شاہ عبدالرشید عرف ارشدؒ ہوئے۔ مؤخر الذکر انتظام کار املاک ومعاملات کے ہوئے۔ جید عالم تھے اور دونوں بھائیوں میں گہری محبت تھی۔ تمام اہل دیورہ آپ سے اور آپ کے اولادگان سے بہت خوش رہتے تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔ مزار اقدس دیورہ شریف میں ہے۔

﴿198﴾ مولانا شاہ عبدالحئی دیوروی

مولانا شاہ عبدالحئی کا تعلق سادات دیورہ سے ہے۔ آپ حضرت شاہ عزیز اللہ دانشمندؒ کے صاحبزادے اور حضرت میر عمرؒ کے پوتے ہیں۔ آپ نہ صرف ایک جید عالم تھے بلکہ ایک عمدہ استاذ بھی

تھے۔درس وتدریس کے سلسلے میں شہر جونپور تشریف لے گئے جو علم وفضل کا مرکز تھا۔

آپ کا دور ۸۵۰ھ/۱۴۴۶ء سے ۹۰۰ھ/۱۴۹۴ء تک کا ہے۔ جولودی حکومت کا زمانہ تھا۔

آپ کے والد گرمی حضرت مولانا عزیز اللہ دانشمندؒ کو دریائے فضیلت ومعرفت کا موتی لکھا گیا ہے۔آپ بلاشبہ اسی درنایاب کی درخشندہ کرن ہیں۔گہوارۂ علم ونور جونپور میں ہی آپ کا وصال ہوا۔اور وہیں مدفون ہیں۔آپ لاولد تھے۔

''درعلوم عربی کامل وعامل شدہ لاولد در جون پور فوت شدہ۔قبرستان ایشاں در آنجا است''
(سادات دیورہ قلمی)

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿199﴾ مولانا شاہ عبدالرشید دیوروی

مولانا شاہ عبدالرشید حضرت شاہ عزیز اللہ دانشمندؒ کے صاحبزادے اور حضرت شاہ میر عمرؒ کے پوتے ہیں۔آپ کا تعلق سادات دیورہ سے ہے۔آپ کی عرفیت ارشد ہے۔بچپن ہی سے آپ بڑے ذہین طالب علم رہے۔آپ مشائخ کے طریقے پر کاربند رہے۔ایک عالم باعمل اور ایک بہترین استاذ تھے۔آپ بڑے داناوخردمند تھے۔

''ایشاں طالب علم خوب مشائخ طور وخرمند بےنظیر صاحب تدبیر بودند'' (سادات دیورہ قلمی)

آپ کے تین صاحبزادگان شیخ خوند ملکؒ۔شاہ عبدالصمدؒ اور شیخ خوند شیخ محمدؒ تھے۔آپ دیورہ شریف میں آسودہ ہیں۔آپ کا دور ۸۰۰ھ سے ۸۵۰ھ/۱۴۴۶ء کا ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿200﴾ مولانا شاہ عبدالصمد دیوروی

مولانا شاہ عبدالصمد دیورہ شریف کے عالم جلیل ہیں۔آپ کا زمانہ ۹۰۰ھ/۱۴۹۴ء سے ۹۵۰ھ/۱۵۴۴ء کا ہے۔آپ شاہ عبدالرشید عرف ارشدؒ کے صاحبزادے اور شاہ عزیز اللہ دانشمندؒ کے پوتے ہیں۔دونوں حضرت عالم باعمل اور مشائخ طور تھے آپ مسلک آباء پر قائم رہے اور تاحیات علم مصطفویؐ کی شمع فروزاں بنکر رہروان علم ومعرفت کی رہنمائی کرتے رہے۔آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا

ملا میاں شاہ عبدالوہابؒ متجر عالم ہوئے اور دیگر دو صاحبزادگان حضرت شاہ عبدالرزاق اور شاہ عبدالسلامؒ بھی علم دین میں کامل تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿201﴾ مولانا شاہ عبدالعلی دیوروی

مولانا شاہ عبدالعلیؒ کا تعلق سادات دیورہ سے ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت علامہ مولانا شاہ محمدؒ اور جد امجد حضرت علامیہ شاہ تیم اللہؒ ہیں۔ آپ حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوریؒ کے خسر تھے۔ اپنے والد گرامی کی طرح آپ بھی ذہین متین و شریعت مصطفوی کی ترویج و اشاعت کے لئے اپنی زندگی وقف کردی۔ عربی و فارسی زبانوں میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور فصاحت و بلاغت میں ممتاز مانے جاتے تھے۔ آپ کے دو صاحبزادگان حضرت مولانا شاہ عبدالحمیدؒ اور حضرت مولانا شاہ ابو سعیدؒ ہیں۔

''درفضیلت عربی و فارسی کامل و در فصاحت و بلاغت شامل''

(سادات دیورہ قلمی)

آپ کا دور ۹۵۰ھ/۱۵۴۴ء سے ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۴ء کا ہے جو شیر شاہ اور مغلیہ سلطنت کا ملا جلا دور ہے۔

آپ کی آرام گاہ دیورہ شریف میں ہے۔ وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿202﴾ مولانا شاہ عبداللہ دیوروی

مولانا شاہ عبداللہ کا تعلق سادات دیورہ سے ہے۔ آپ کا والد محترم حضرت علامہ شاہ محمدؒ اور جد امجد حضرت مولانا شاہ تیم اللہؒ ہیں۔ آپ حضرت شاہ عبدالحئیؒ اور شاہ یحییٰؒ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ کا زمانہ ۹۵۰ھ/۱۵۴۳ء سے ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء کا ہے جو شیر شاہ سوری اور مغلیہ سلطنت کا دوسرا دور ہے۔ آپ تمام املاک کے منتظم اور سربراہ کار بھی تھے اور عالم باعمل بھی۔ عربی علوم اور منظومات میں فارغ التحصیل اور دنیاوی معلاملات میں ماہر سمجھے جاتے تھے۔ لوگ آپ سے مشورہ لیتے اور اس پر عمل کرتے تھے۔ آپ کے تین صاحبزادگان حضرت شاہ علامہ علاءالدین، حضرت شاہ ذکریاؒ اور حضرت شاہ محب اللہ عرف محبت رحمہم اللہ تھے۔

''سردار و سر براہ کار موضع دیورہ در و بست بودند۔ اگر چہ از طرف علم عربی و نظم تاریخ بودند و اما در فن فنون دنیوی صاحب رائے صاب نما چناں بودند کہ اکثر صاحب دنیا می پرسیدند''

(سادات دیورہ قلمی)

وفات کا سال تحقیق کے ساتھ معلوم نہیں۔

203 مولانا شاہ عبدالوہاب دیوروی

مولانا شاہ عبدالوہاب آپ سادات دیورہ کے پانچویں دور ۹۵۰ھ/۱۵۴۳ء - ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ متجر عالم تھے اور تمام آپ شہرت پہنچی۔ آپ کا لقب مولانائے ملامیاں آپ کی بزرگ ہستی اور علمی تفوق پر دال ہے۔ آپ وقت کے بلند پایہ فقیہ اور درویش کامل تھے۔ عمر کے آخری حصے میں طریق آبا کے مطابق گوشہ نشینی اختیار فرمائی۔ سات سو بیگھ زمین الگ کر کے چک بندی کرائی۔ اور اس موضع کا نام اسلیم پور خوند میاں رکھا۔ دیورہ شریف سے الگ سکونت اختیار کی۔ یہ علاقہ شاہ خوند ملکؒ اور شاہ عبدالصمدؒ کے تصرف میں رہا۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا شاہ عبدالصمدؒ عم محترم شاہ خوند ملکؒ اور جد امجد شاہ عبدالرشید عرف ارشدؒ تھے۔ آپ کے صاحبزادگان کا ذکر مل نہ سکا۔ آپ کا مزار اقدس دیورہ شریف میں ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

204 مولانا شاہ عبدالرزاق دیوروی

مولانا شاہ عبدالرزاقؒ حضرت مولانا ملا میاںؒ کے چھوٹے بھی، حضرت شاہ عبدالصمدؒ کے صاحبزادگان اور حضرت شاہ عبدالرشیدؒ کے پوتے ہیں۔

آپ کا دور ۹۵۰ھ/۱۵۴۳ء - ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء کا ہے۔ اپنے برادر گرامی کے زیر تربیت رہ کر عالم باعمل اور صوفی بے بدل بن گئے۔ آپ درویش صفت، نماز کوش اور ایک صالح ہستی کی حیثیت سے اہل دیورہ شریف میں جانے جاتے ہیں۔ آپ نے دنیاوی امور میں بھی اپنی خردمندی کا ثبوت دیا ہے۔ صاحبزادگان کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ دیورہ شریف میں آرام فرما ہیں۔

''مرد درویش صفت، نماز کوش و صالح بودند ولیکن در کاروبار زمینداری حصہ خود ہمراہ سریکاں

ہوشیار بودند" (سادات دیورہ قلمی)

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿205﴾ مولانا شاہ عبدالسلام دیوروی

مولانا شاہ عبدالسلام کا تعلق سادات دیورہ سے ہے۔ آپ حضرت مولانائے ملا میاںؒ کے چھوٹے بھائی اور حضرت شاہ عبدالصمدؒ کے صاحبزادے اور حضرت شاہ عبدالرشیدؒ کے پوتے ہیں۔ جو سبھی علم وفضل میں اعلیٰ مقامات پر فائز تھے۔ آپ خود بھی شخصیت اور فضیلت میں بلند ترین مقام پر فائز ہوئے اور فصاحت وبلاغت میں یکتا تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بدر خاں جاگیردار پرگنہ ارول نے آپ کی توصیف سنی تو آپ کو بصد آرزو بلا کر اپنے یہاں اعلیٰ عہدہ پر فائز کیا اور آپ کی صحبت اور ہم نشینی اختیار کی۔ نیز عالم دینی ودنیوی آپ سے حاصل کرتا رہا۔ جب اس نے قاضی ارول کو بے علم اور فقہ کی کتابوں سے بے بہرہ پایا تو اس نے انگشتریٔ قضا شاہ عبدالسلامؒ کو سونپی۔ آپ نے پہلے تامل کیا اور عہدۂ قضا سے بے رغبتی ظاہر کی مگر اس نے بصد اصرار آپ کو یہ عہدہ قبول کرنے پر آمادہ کیا۔ قاضیٔ ارول کو آپ سے عداوت ہوگئی۔ یہ واقعہ سادات دیورہ میں تحریر ہے۔

آپ کی اولاد کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ آپ کا مزار مبارک دیورہ شریف میں ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿206﴾ مولانا شاہ علیم اللہ دیوروی

مولانا شاہ علیم اللہ کا تعلق سادات دیورہ سے ہے۔ آپ کا دور ۱۰۰۰ھ سے ۱۰۵۰ھ کا ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت شاہ اکبرؒ اور جد امجد حضرت شاہ سیفؒ ہیں۔ مؤخر الذکر حضرت سالارؒ بن میر ارزانیؒ کے پرپوتے حافظؒ کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت شاہ علیم اللہؒ نے حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوریؒ سے تحصیل علم کیا جن کی شہرت اورنگزیب عالم گیر کے زمانے میں بہت پھیلی ہوئی تھی۔ اور مولانا رضی الدین وغلام محمد آپ کے شاگردان فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں شامل تھے۔ قاضی شاہ محمدؒ کی طرح قاضی علیم کو بھی حضرت مولانا شہباز محمدؒ کی نسبت خاص کی بنا پر عالمگیر نے پرگنہ کوہ اور پرگنہ چرکانوہ کے قاضی کا عہدہ دیا۔

''در بھاگلپور تحصیل کردہ از حضور پرنور عالمگیر قضائے دو پرگنہ آورد۔ یکے پرگنہ کوہ ودیگر پرگنہ
چرکانوہ۔ کہ ہنوز قاضی است'' (سادات دیورہ قلمی)

''سادات دیورہ ۳۷ جلوس عالمگیر بادشاہ کی تحریر ہے۔ اس وقت آپ قاضی کے عہدے پر فائز تھے۔
آپ کے اولاد کا تذکرہ نہ مل سکا۔ مزار اقدس کی نشاندہی بھی نہ ہوسکی۔
وفات کا سال معلوم نہیں۔

‹207› مولانا عبداللہ عباس ندوی پھلواروی

مولانا عبداللہ عباس ندوی کی ولادت ۱۹۲۵ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم دارالعلوم مجیبیہ میں اور اپنے خاندان کے بزرگوں سے حاصل کی۔ آپ کے والد مولانا مفتی عباسؒ امارت شرعیہ کے صدر مفتی تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ فرنگی محل لکھنؤ میں رہ کر مولانا محمد عتیق فرنگی محلیؒ سے تعلیم حاصل کی اور دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے تعلیم کی تکمیل کی۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن ندویؒ کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ندوۃ العلماء میں تفسیر کے استاذ مقرر ہوئے۔ ایک مدت تک وہیں خدمت انجام دیتے رہے۔ ندوۃ میں قیام کے دوران مولانا سید ابوالحسن ندوی کے بیرونی اسفار میں ساتھ رہے۔

مولانا ندوی نے برطانیہ کی مشہور لیڈ یونیورسیٹی سے فلسفۂ لسانیات میں پی.ایچ.ڈی. کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد ام القریٰ یونیورسیٹی میں عربی ادب کے پروفیسر مقرر ہوئے، اور رابطہ عالم اسلامی سے شائع ہونے والے انگریزی رسالہ ماہنامہ جنرل کے ایڈیٹر اور رابطہ کے مشیر خاص بھی رہے۔ عالم عرب کی بڑی بڑی یونیورسیٹیوں میں انہیں محاضرات اور لیکچر کے لئے مدعو کیا گیا۔ آپ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے معتمد تعلیمات بھی رہے۔ ام القریٰ یونیورسیٹی میں تدریسی خدمت کے دوران ہی آپ کو سعودی شہریت مل گئی، پھر وہ سعودی شہری کی حیثیت سے وہاں مقیم رہے۔ اس کے باوجود انہوں نے ہندوستان سے اپنا رابطہ برقرار رکھا۔

مولانا کا شمار عالم اسلام کے چند ماہرین تعلیم میں ہوتا تھا۔ آپ اردو، عربی اور فارسی کے علاوہ انگریزی اور فرنچ میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ مولانا کے مضامین مختلف علمی رسالوں میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ مکہ مکرمہ سے شائع ہونے والے ماہنامہ الحج میں ہندوستان کے مسلم شخصیات پر بھی لکھا کرتے تھے۔ جن سے عالم عرب کے کئی ممتاز مؤلفین بھی مستفید ہوئے، اور اپنی کتابوں میں ان سے اقتباسات لئے۔ خاص کر مشہور عرب مؤلف وشاعر خیر الدین زرکلی نے اپنی مشہور کتاب الاعلام میں

ہندوستانی علماء وفضلاء کے تذکر میں مولانا کے مضامین سے استفادہ کیا ہے۔

آپ کی مختلف زبانوں میں متعدد کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔ عربی میں تعلیم لغت القرآن، مذاہب المنحرفین فی التفسیر، ترجمہ معانی القرآن وتطور فہمہ عند العرب اور النکات فی اعجاز القرآن'' قابل ذکر ہیں۔ مولانا کی اردو کتابوں میں'' میر کارواں، پیغمبر اخلاق وانسانیت ارشادات نبوی کی روشنی میں، نظام معاشرت، عربی میں نعتیہ شاعری اور داعی رحمت قابل ذکر ہیں۔ انگریزی میں قاموس الفاظ القرآن الکریم مشہور ہے۔

مولانا عبداللہ عباس ندوی ایک اعلیٰ انشاء پرداز، منفرد نثر نگار، عربی زبان وادب کے رمز شناش، بہترین سیرت نگار اور علوم اسلامیہ پر گہری نگاہ کے حامل تھے۔

مولانا سے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں ملاقات ہوئی۔ نہایت ہی خلوص ومحبت سے ملے اور اپنے مؤلفات میں سے کئی کتابیں دیں۔

مولانا کا انتقال مورخہ یکم ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ مطابق یکم جنوری ۲۰۰۶ء اتوار کو ایک طویل علالت کے بعد جدہ، سعودی عرب میں دن میں ۱۲ر بجکر ۱۰ر منٹ پر اسی سال کی عمر میں ہوگیا۔

انتقال سے پہلے کوما میں رہے، لیکن وفات سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے اللہ اللہ کا وردان کی زبان پر تھا۔ مولانا کی نماز جنازہ عشاء بعد حرم مکی میں امام حرم کی اقتدا میں لاکھوں افراد نے ادا کی اور مکہ مکرمہ کے بلند مرتبت قبرستان جنت المعلی میں تدفین عمل میں آئی۔

◄208► مولانا محمد عارف دربھنگوی

مولانا محمد عارف صاحب اپنے آبائی وطن کنہی ضلع دربھنگہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ رحمانیہ سوپول میں حضرت مولانا محمد عثمان اور مولانا محمد قاسم وغیرہ کے زیر سایہ عربی متوسطات تک پڑھی، پھر مولانا عثمان نے انہیں دارالعلوم دیوبند بھیج دیا وہاں سے فراغت کے بعد سہرسہ ضلع میں ایک مدرسہ میں تدریسی خدمت انجام دے رہے تھے کہ حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی نے جامعہ رحمانی مونگیر بلا لیا۔ مولانا نے اپنی جوانی کی قیمتی ایام جامعہ کے لئے وقف کردی۔ حضرت مولانا منت اللہ رحمانی کے تعلیمی وتعمیری منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے دن رات محنت کی۔ وہ ایک کامیاب مدرس، شعلہ بیاں اور باوقار مقرر اور بہترین منتظم تھے۔ مولانا پر فالج کا حملہ ہوا اور ایسے فراش ہوئے کہ صحت یاب نہ ہوسکے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

باب (غ)

209 مولانا غلام شرف الدین قادری مہدانوی

مولانا شاہ غلام شرف الدین ایک بڑے عالم اور بزرگ تھے۔ آپ کا وطن مہدانواں ضلع پٹنہ (حال ضلع جہان آباد) تھا۔ آپ خانقاہ رشیدیہ جونپور کے تیسرے سجادہ نشیں حضرت مولانا قمرالدین ابوالفیاض رشید ارشد (تولد ۱۰۹۶) کے شاگرد رشید اور مرید خاص تھے۔ آپ نے ۱۱۴۷ھ میں گنج فیاضی مرتب کیا تھا۔ گنج فیاضی خانوادہ رشیدیہ کے ایک مشہور بزرگ کا ملفوظ ہے۔ جس میں سفرنامہ بھی ہے۔ مکتوبات بھی ہیں اور ایک بزرگ صاحب طریقت کی روزانہ زندگی کے معمولات کی تفصیلات بھی ہیں۔ خانقاہ رشیدیہ کے یہ تیسرے اہم رکن تھے۔ ان کی وقیع شخصیت، اقوال وافعال ایک دوسال کے معمولات اور پٹنہ، سارن اور پورنیہ میں سیاحت کے تذکرے جس کو ان کے ایک عقیدت مند مخلص مرید شاہ غلام شرف قادری نے مرتب کیا ہے۔

گنج فیاضی پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں باب پنجم خاص اہمیت کا حامل ہے۔ سرخ روشنائی میں گیارہ محرم بروز دوشنبہ ۱۱۴۷ھ ملا محمد وحید پٹنوی کے گھر سے بعد نماز عصر اپنا سفر شروع کرتے ہیں۔ روزانہ کے معمولات جو کچھ لکھتے ہیں، سنتے ہیں قلمبند کرتے ہیں۔ دراصل گنج فیاضی کا یہی اصل اور خاص حصہ ہے۔

پروفیسر سید حسن عسکری نے گنج فیاضی پر ایک طویل مضمون لکھا ہے، جس میں ان کا نسب نامہ بھی درج ہے۔

شاہ غلام شرف الدین مہدانوی کا دوسرا رسالہ برہان اسرار ہے۔ یہ عربی میں ہے۔ جس میں صوفیانہ مسلک اور رشد وہدایت کی باتیں درج ہے۔

۱۰ رمحرم ۱۱۵۰ھ/ ۱۷۳۷ء میں وفات پائی اور مہدانواں میں احاطہ قبرستان قطب سالار میں مدفون ہیں۔

﴿210﴾ مولانا شیخ غلام یحییٰ حضور پٹنوی

شیخ غلام یحییٰ حضورؔ اپنے دور کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔آپ کے والد کا نام شاہ محمد مظہر بن شاہ محمد اطہر تھا، یہ بھی ایک صاحب دل بزرگ تھے۔

حضرت شیخ یحییٰ حضورؔ ایک عالم دین ہونے کے ساتھ ایک اچھے طبیب بھی تھے۔ذریعہ معاش کے لئے انہوں نے تجارت کو پسند کیا تھا، اور اسی سے اپنی روٹی حاصل کر لیتے۔ تھے رشد و ہدایت، عوام کی خدمت، تبلیغ اسلام آپ کا مشغلہ تھا، اور اس پر زیادہ وقت صرف کرتے تھے۔ صاحب سلسلہ بزرگ ہونے کی وجہ سے آپ کے مریدوں اور معتقدین کا حلقہ بہت وسیع تھا۔

آپ اردو کے قادر الکلام شاعر تھے۔غزل کے علاوہ آپ کی کئی مثنویوں کا پتہ چلا ہے۔ یہ سب خانقاہ عمادیہ منگل تالاب پٹنہ سیٹی میں محفوظ ہیں۔ درگاہ شاہ ارزاں سے آپ کو خاص عقیدت تھی۔

آپ کا وصال ۸؍ جمادی الثانی ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۱ء جمعہ کے دن ہوا۔

﴿211﴾ مولانا شیخ سید شاہ غلام حسن گیاوی

شیخ شاہ غلام حسن کے والد کا نام سید شاہ امیر اللہ اور دادا کا نام سید شاہ خیر اللہ تھا۔ حضرت سید شاہ اشرف جہانگیر سمنانیؒ آپ کے اسلاف میں سے تھے۔جن کا مزار کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔آپ کا خاندانی سلسلہ حضرت علی بن ابی طالبؓ تک پہنچتا ہے۔آپ قصبہ پیتھو ضلع گیا کے رہنے والے تھے۔

حضرت حسن پیتھوی بہت بڑے عالم، فاضل اور اپنے وقت کے درویش کامل گذرے ہیں، کم عمری ہی میں آپ نے علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی۔اور علم معرفت کی طرف متوجہ ہوئے۔اپنے نانا حضرت سید شاہ بدیع الزماں بن سید شاہ ضیاء الدین سے تعلیم و تلقین حاصل کی اور انہیں کے ارشاد سے سلسلہ ابوالعلائیہ میں حضرت شاہ روشن علیؒ خلیفہ حضرت صوفی شاہ محمد دائمؒ سے بیعت ہوئے۔اور خرقۂ خلافت پایا۔

آپ حضرت شاہ محمد منعم سے بھی بیعت تھے۔ شعروشاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ فارسی زبان کے بڑے اچھے شاعر، ادیب اور انشاء پرداز تھے تیرھویں صدی ہجری میں شاعروانشاء پرداز کی حیثیت سے آپ کا بڑا شہرہ تھا۔

آپ کا فارسی دیوان ''دیوان حسن''، مطبع نظامی کانپور سے ۱۲۸۴ھ میں شائع ہوا۔ اور ایک مثنوی قصۂ عجیب شاہ دلبر حسن بھی ۱۲۸۴ھ میں شائع ہوئی۔

مختلف تذکرہ نویسوں کے مطابق مذکورہ تصانیف کے علاوہ ایک ضخیم کتاب ۱۲؍ہزار اشعار پر مشتمل آپ کی یاگار ہے۔

آپ کی وفات ۱۶؍رجب ۱۲۵۸ھ/۱۸۴۲ء میں ہوئی۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ۷۰؍سال کی تھی۔

﴿212﴾ مولانا شاہ غلام حسین پھلواروی

مولانا شاہ غلام حسین بن مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواروی کی ولادت ۶؍جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء میں ہوئی۔ انگریزی میں بی اے تک پڑھی پھر تحریک ترک موالات کے زمانہ میں انگریزی تعلیم ترک کرکے عربی کی طرف متوجہ ہوئے اور ندوۃ العلماء میں تعلیم حاصل کی ۱۹۲۵ء میں سند فراغت حاصل کی۔ آپ نے اخبار غریب نواز جاری کیا، جس میں مدیر خود تھے۔ اپنے والد کی مکمل سوانح حیات ''خاتم سلیمانی'' کے نام سے لکھی جس میں اپنے دادا کے ملفوظات بھی جمع کئے ہیں۔ بیعت ،اجازت وخلافت اپنے والد ہی سے حاصل کی ہے۔ پھلواری اسکول میں ہیڈ ماسٹر تھے۔

۲۰؍مئی ۱۹۳۵ء کو جناب مولانا شاہ رشید الحق بن مولانا شاہ وحید الحقؒ نے وثیقۂ تولیت سنگی مسجد رجسٹری کراکے آپ کے حوالہ کیا۔ اس وقت آپ سنگی مسجد کے متولی ہوئے۔

اعیان وطن کی اشاعت کے وقت باحیات تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں

﴿213﴾ مولانا غلام محمد بھاگلپوری

آپ کے والد گرامی کا نام شیخ ابو سعید اور جد امجد کا نام نامی شیخ عبد العلیؒ ہے۔ آپ نے اپنے عم محترم مولانا عبد الحمیدؒ سے تعلیم وتربیت حاصل کیا جو مولانا باز علیؒ کے والد تھے۔ یہاں سے تعلیم حاصل کر کے جونپور کا سفر کیا اور ملا عبد الباقی کے مدرسہ میں داخلہ لیا۔ ان کی تعلیم وتربیت سے پورا فیض حاصل کیا اور وہیں سے تعلیم کی تکمیل کی۔

وہاں سے فارغ ہو کر آپ دار الخلافت دہلی پہنچے جہاں صدارت پناہ دانشمند خاں سے ملاقات ہوئی اور وہ آپ کے علم وفضل سے اتنا متاثر ہوئے کہ شہنشاہ اورنگزیب عالمگیرؒ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ کی فصاحت وبلاغت کا ذکر کیا۔ سلطان نے فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں تین روپیہ روز اور دوسو روپیہ سالانہ انعام پر مقرر کیا۔ اس کی تکمیل کے بعد پانچ روپیہ روزینہ پر ملتان گئے اور پانچ سال وہاں رہکر پھر پانچ سال شہر لاہور کے قاضی رہے۔ لاہور سے دکن اور بیجاپور تک آپ کی علمیت، صلاحیت اور ایمانداری کی شہرت پھیلی۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

باب (ف)

﴿214﴾ مولانا فالق بھاگلپوری

مولانا فالق بھاگلپوری، آپ قاضی فائق قدس سرہ کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ کا تعلق خاندان شہبازیہ سے ہے۔ آپ کی ولادت ۱۱۹۰ھ/ ۱۷۷۶ء کو ہوئی۔

آپ وکیل عدالت اور مولوی عدالت کے منصب پر فائز رہے۔ بھاگلپور کے موجودہ ادبی ماحول نمبر۔ سہیل گیا ۱۹۶۹ء میں آپکی ایک تحریر شائع ہوئی جسمیں فارسی اور اردو کے امتزاج کو دکھایا گیا ہے۔ یہ ۳/ اکتوبر ۱۸۳۹ء کو سرشتہ بھاگلپور میں نقل ہو کر نافذ ہوئی۔

"منکہ محمد فالق قابضدار اراضی جمالف بیگھ موضع اسلام پور کچہری دہوی کلکٹری معرفت جس بیلہ اسدار گردیدہ مضمونش یدریافت کی اور کرعرصہ دوچہارروز کچہری مذکور میں اصالتاً یا مختارتاً واسطے سوال و جواب مقدمہ مذکور کے حاضر ہو سکے۔ (بتاریخ ۱۷ کارتک ۱۲۴۷ فصلی) العبد محمد فائق قابضدار اراضی مذکور تعلیم محب علی مختار۔ آپ کی وفات ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء کو ہوئی اور آپ کا مزار احاطہ قدم رسول پاک میں ہے۔

﴿215﴾ مولانا قاضی فائق بھاگلپوری

مولانا قاضی فائق کی ولادت ۱۱۷۰ھ/ ۱۷۵۶ء میں ہوئی۔ آپ قاضی لائقؒ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی قاضی شائقؒ منصف تھے۔ آپ صدر اعلیٰ (جج) اور صدر امین اعلیٰ کے عہدوں پر بھی فائز رہے۔ بیربھوم میں آپکا قیام رہا۔ آپ نہایت ہی خوش اخلاق۔ مہمان نواز اور جید عالم دین نیز زہد وتقویٰ میں بلند مقام رکھتے تھے۔ اس کا اعتراف اپنوں کو ہی نہیں غیروں کو بھی رہا۔ آپکی تعریف وتوصیف میں سیاحان، مورخین اور اعلیٰ افسران نے اپنی رپورٹوں جرنلوں اور مسند کتابوں میں جگہ جگہ اپنے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ اہل علم وادب نے فارسی اور عربی کی آمیزش سے حسین نثر منظوم لکھی اور خطاطوں نے اسپر اپنے غیر منقوطہ طرز تحریر کے کمالات دکھائے ہیں۔ انگریزی افسر کی بیوی نے آپکی شخصیت سے متاثر ہو کر اسے اپنی قلمی تصویر میں اتار کر رنگ آمیزی کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ یہ شواہد بفضلہ تعالیٰ محفوظ ہیں۔

ترجمہ ملاحظہ ہو۔

''بھاگلپور کے (حضرت مولانا) محمد فائق (قدس سرہ) ایک نہایت باعزت خاندان کے سربراہ ہیں جسمیں بیس افراد ہیں۔ سبھوں کو ''مولوی'' کہا جاتا ہے۔ سب کے سب طلبا کو عربی میں تعلیم دیتے ہیں۔ انکے مکانوں کو مدرسہ کہا جاتا ہے۔ اس خاندان کو کافی جائداد ہے اور ''مولوی'' (حضرات) طلبا سے تعلیم کا کوئی معاوضہ نہیں لیتے۔ (مولانا) محمد فائق ایک ایسی ہستی ہیں جنکے علاقے کے لوگ بے انتہا اور بجاطور پر انکا احترام کرتے ہیں۔ وہ بہت ہی خوش اخلاق اور صاف گو ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ عربی کے علم میں مہارت تامہ رکھتے ہیں'' (مارٹن اور بکانن)

''محمد فائق نے کہا کہ بدیع الدین جنہوں نے یہ سلسلہ قائم کیا وہ مدینہ میں نہیں رہتے تھے بلکہ لکھنؤ کے نزدیک مکن پور میں رہتے تھے۔'' (مارٹن۔ص ۱۰۹)

''دونوں حضرات (قاضی فائق ؒ اور قاضی شائق ؒ) نہایت ہی باعزت خاندان کے ہیں جسکے سبھی افراد مولوی ہیں'' (اولڈھام۔ص ۶)

''محمد فائق اور محمد حیات دونوں قاضی تھے مگر انہیں تعلیم دینے سے اتنی محبت تھی کہ ہر ایک نے اپنے نائب بحال کر لئے تھے تا کہ انہیں نوجوانوں کو تربیت دینے کا موقع مل سکے''

(جے.ایس.جھا۔ص ۲۰)

سعید الکلام مصنفہ مولانا محمد ناطق ابن قاضی فائق قدس سرہ میں مصنف نے اپنے والد گرامی کی تالیف ''مفید الانام'' کا ذکر کیا ہے۔

شری جھارکھنڈی جھا نے لکھا ہے۔

''پاٹھیہ پستکوں کے ساتھ ارٹن صاحب نے محمد فائق کے مدرسہ کی چرچا کی ہے۔ فائق صاحب عربی کے زبردست عالم تھے اور اس سمے انکے گھرانے میں بیس ۲۰ مولوی تھے۔ انکے نسب نامہ کی چرچا نہیں ہے پر مجھے کھوج سے پتہ لگا ہے کہ آپ اول الذکر مولانا شہباز کے اولاد تھے۔ ملاّ چک اور خنجر پور کی تعل دور کی مسجد تعلیم کی اشاعت کا مرکز تھا (ترجمہ)

حلقۂ شہبازی'' میں شاہ شہرت عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ ''یہ بزرگ بدرجہ لائق و منتظم تھے۔ اپنے حسن انتظام سے دونوں سرکاروں (مفتی عدالت اور قاضی) کو رکھا۔ بڑے عاقل و فرزانہ و سراپا اخلاق تھے۔ انکی ذات باصفات سے رونق خاندان کو زیادہ تر فروغ ہوا۔ و بعدہ انکے دبدبہ حکومت و حشمت کو جلوۂ بے پایاں حاصل ہوا۔ اگر حکام جلیل القدر چہ ہندوستان و چہ اہل فرنگ جو آستانہ مبارک میں آئے باادب پاپوش اتار کر مرقد پاک پر جاتے۔ مقام بیر بھوم (بنگال) میں وہ یہ عہدۂ صدر اعلائی درجہ اول

لمور ہوکر تشریف فرما ہوئے۔اس مقام میں بھی چشمۂ فیض عالم آپکا جاری رہا۔ چنانچہ اسی مقام میں آپنے انتقال فرمایا۔ آپ کی وفات ۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء میں ہوئی مزار مبارک آپکا آستانہ عالیہ (شہبازیہ) کے مغربی جانب پشت آستانہ عالیہ احاطۂ قدم رسول میں ہے"۔

216 مولانا فقیر حسن سیوانی

مولانا فقیر حسین بن حکیم تغفل حسین صدیقی کا مولد حسین گنج مسکن کھجوہ ضلع سیوان ہے۔آپ کی ولادت جمادی الآخر ۱۲۲۳ھ مطابق جنوری ۱۸۲۸ میں ان کی نانیہال کھجوہ میں ہوئی۔

آپ نے لکھنو میں جملہ علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی۔ وہیں طبابت کی تعلیم حاصل کی اور طب کی تعلیم بھی حاصل کی۔ شعر گوئی کا شوق ابھرا تو مرزا دبیر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اوران کی شاگردی اختیار کی۔ وطن واپس ہوئے تو مطب شروع کیا۔شہرت ہوئی تو دور دور سے مریض آنے لگے۔ جو آتا شفا یاب ہو کر جاتا۔ ۱۲۹۶ھ میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ دومرتبہ کربلائے معلیٰ کی بھی زیارت کی۔ حج سے واپسی پر ممبئی میں مطب شروع کیا۔عوام کا مرجوعہ ہونے لگا۔

مولانا غریب پروری اوراقربا نوازی میں مشہور تھے۔مہمان نوازی ایسی تھی کہ جب تک مہمان دسترخوان پر نہ ہوں کھانا نہیں کھاتے تھے۔اگر کوئی غریب مجلس ترتیب دیتا تواس کے یہاں پہلے جاتے اور مجلس پڑھ دیتے۔

فن جراحت میں انہیں کمال حاصل تھا۔خوشنویسی میں بھی ماہر تھے۔ پاکیزہ نفس اور دلکش خط میں لکھتے تھے۔پاکیزہ خط میں ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک مرثیہ دبستان دبیر کے پاس موجود ہے۔

مولانا عالم باعمل تھے۔سردیوں میں بھی رات کی نماز نہیں چھوڑتے تھے۔

شعروسخن کا مذاق رکھتے تھے اور عظیم تخلص کرتے تھے۔انہوں نے اکثر اضاف شاعری میں طبع آزمائی کی لیکن مرثیہ نگاری آپ کا اصل میدان تھا۔مرزا دبیر کی مرثیہ نگاری کی خصوصیات ان کی شاعری میں بدرجہ اتم موجود ہے۔

۹رربیع الثانی ۱۳۱۶ھ مطابق ۲۶ردسمبر ۱۸۹۸ء کووفات پائی۔

﴿217﴾ مولانا فرزند علی فردوسی منیری

مولانا فرزند علی بن حضرت شاہ محمد علی کی پیدائش ۹؍شوال المکرم ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء کو ہوئی۔ ابتدائی درسی کتابیں منیر میں پڑھیں۔ بڑے ذہین اور خوش طبع تھے۔ عربی کی تعلیم جناب مولوی حسام الدین اور جناب مولوی فیض اللہ پشاوری سے اسلام پور میں پڑھیں۔

آپ نے اذکار کی تعلیم اپنے ماموں حضرت ابوالعلام اعظم علی سے حاصل کی۔ ان کے انتقال کے بعد اپنے بڑے بھائی شاہ ابوالبرکات امیر الدین حسین سے سلسلہ زاہدیہ میں مرید ہوئے اور انہیں سے تعلیم پائی پھر اپنے خسر حضرت شاہ ولایت علی اسلام پوری کے حلقہ میں بیٹھے اور ان سے اجازت و خلافت حاصل کی۔

مولانا صاحب تصانیف بزرگ تھے۔ ان کے تصانیف میں راحت روح، وسیلہ شرف، ذریعہ دولت، عروۃ الوثقی، لواء محمد، سرودستاں، اصول تفسیر، مثنوی کشش عشق، دروس عشق، ارمغان، خط راست، قابل ذکر ہیں۔

آپ کی ایک اہم تصنیف مصلحات المتصوفین ہے۔ یہ کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اس میں تصوف کے اصطلات کی تشریح ہے۔ مولانا اردو فارسی کے بڑے ادیب، قادرالکلام اور باکمال شاعر تھے۔ صوفیؔ تخلص کرتے تھے۔ غالب دہلوی سے آپ کو تلمذ حاصل تھا۔

آپ کا دیوان فارسی اور اردو میں موجود ہے، جو ہنوز قلمی ہے۔

۶؍ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء کو اسلام پور ضلع پٹنہ میں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں حضرت شاہ ولایت علی کے مقبرہ ملحقہ خانقاہ میں آپ کا مزار ہے۔

﴿218﴾ مولانا فائق بھاگلپوری

مولانا فائق کی ولادت ۱۲۷۵ھ/ ۱۸۵۸ء میں ہوئی۔ آپ حضرت مولانا حاذقؔ (وکیل عدالت) کے اکلوتے صاحبزادہ ہیں۔ آپ کی تعلیم وتربیت بزرگان خانوادہ کی آغوش تربیت میں ہوئی۔ نہایت ذی علم اور مطالعہ کے شوقین تھے۔ اپنا ذاتی کتب خانہ رکھتے تھے۔ علمائے کرام سے محاسن آراستہ

کرتے۔نہایت سادہ مزاج سخی اور مردم شناس تھے۔ماہ رمضان المبارک میں آبائی مکان سے ملحق چھوٹی مسجد تعمیر کردہ حضرت مولانا ناطقؒ میں نہ صرف اذان خوش الحانی کے ساتھ پکارتے بلکہ امامت بھی فرماتے اور تراویح وغیرہ کا اہتمام اعلیٰ پیمانے پر کرتے تھے۔

آپکو فنون لطیفہ سے بھی لگاؤ تھا۔فن کاروں کی قدر کرتے اور انہیں انعامات سے نوازتے۔سعید الکلام میں ایک مکتوب میں آپکا ذکر ہے جسمیں آپکے خسر حضرت حاجی الحرمین مولانا عاسل ثانی کو آپکا منسوب طے ہونے کی مبارکباد دی گئی ہے۔

آپ ذہین ونادار طلبہ کی کفالت کرتے اور ان کی تعلیم کے لئے اساتذہ مقرر کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء میں ہوئی اور وصیت کے مطابق آستانہ قدم رسول کے داخلی دروازہ پر بیرونی جانب دفن کئے گئے۔

◀219▶ مولانا سید فرمان علی دربھنگوی

مولانا حکیم سید فرمان علی بن سید لال محمد کا وطن چندن پٹی ضلع دربھنگہ تھا، آپ نے ناظمیہ کالج لکھنؤ سے ممتاز الافاضل کی سب سے پہلے ۱۳۱۴ھ میں سند حاصل کی۔فراغت کے بعد مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ میں سب سے پہلے مدرس اعلی ہوئے۔اور تدریسی خدمات انجام دیئے۔

شیعہ مسلک کے جید عالم تھے، ساتھ ہی اچھے حکیم بھی تھے۔مظفر پور میں مطب بھی کیا۔اور عوام وخواص کو فائدہ پہنچایا۔

مولانا صاحب تصانیف عالم تھے، آپ کی تصانیف میں ترجمہ وتفسیر قرآن مجید اردو، سوانح حضرت صدیقہ طاہرہ، کتاب علم فرائض، رسالہ علم الصرف، رسالہ علم النحو، دینیات تین جلدیں اور الولی قابل ذکر ہیں۔آپ کے مضامین ومقالات معاصر رسائل میں چھپے تھے۔بعض تصانیف نامکمل یا غیر مطبوعہ ہے۔

۴ر رجب ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء میں وفات پائی۔

﴾220﴿ مولانا فائق ثانی بھاگلپوری

مولانا فائق بھاگلپوری حضرت مولانا فالق کے اکلوتے فرزند تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۳۰۱ھ /۱۸۸۳ء میں ہوئی۔ تعلیم وتربیت کا فریضہ آپ کے نانا جان حضرت حاجی الحرمین مولانا عاسلؒ نے بحسن خوبی انجام دیا جو ایک عالم باعمل اور پیکر تقویٰ وطہارت تھے۔ آپ نے علوم دینی وروحانی سے سرفراز فرما کر اپنا خلیفہ وجانشین بنایا، نیز حضرت مولانا فالقؒ نے بھی بیعت کر کے اپنے سلسلہ کی اجازت وخلافت عطا کی۔ حضرت فائقؒ نہایت ہی ذہین اور مطالعہ کے شوقین تھے نیز قوت حافظہ وقوت گویائی بے مثل تھے۔ آپ نہایت خوش خط اور فارسی میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ تمام ہو عصر علما وفضلا آپکی صلاحیت کے قائل تھے۔ آپ رجسٹرار اور ڈسٹرکٹ سب رجسٹرار کے عہدے پر فائز رہے اور ملازمت کے سلسلہ میں مظفر پور، چھپرا، نرہیا، گوپال گنج، سیوان، مونگیر وغیرہ مقامات پر منبع علم وفضل رہے۔

آپ نہایت ہی اعلی شاعرانہ صلاحیت رکھتے تھے اور اساتذہ فن میں شمار تھا۔ آپ نے کتب خانہ شہباز یہ کی ترتیب وتزئین فرمائی۔ متعدد مخطوطات کو نقل کر کے محفوظ کیا۔ مختلف علمی سرمائے کو جمع کروایا جس سے آئندہ نسل اکتساب علم وفیض کرے۔ آپ کا نعتیہ مجموعہ ''ارمغان فائق'' زیر طبع ہے۔ جس میں غیر مطبوعہ کلام آپ کی مہارت کا بے مثل نمونہ ہے۔

آپ کا وصال ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء میں ہوا اور اپنے نانا کی وصیت کے مطابق ان کی پائتنی میں مدفون ہوئے۔

﴾221﴿ مولانا سید شاہ فرید الحق عمادی پٹنوی

مولانا فرید الحق عمادی بن مولانا سید شاہ صبیح الحق عمادی کا تاریخی نام محمد نظام الحق عمادی ہے۔ یکم جمادی الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۶/۱۷ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو خانقاہ عمادیہ پٹنہ سیٹی میں پیدا ہوئے۔ بسم اللہ کی رسم آپ کے دادا حضرت مولانا سید شاہ حبیب الحق نے انجام دیا۔ مولانا شاہ عبد المنان گیاوی سے فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، متوسطات تک اپنے والد اور ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری سے

پڑھ کر مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف کا سفر کیا ۱۹۵۴ء میں وہاں سے فراغت حاصل کی۔ قیام مدرسہ کے دوران قاری سردار محمد خاں سے تجوید کی تعلیم حاصل کی۔ فلکیات سے متعلق علوم حکیم محمد رضا عظیم آبادی سے حاصل کی۔ مدرسہ سے فراغت کے بعد والد سے بیعت ہوئے۔ انہوں نے تعلیم باطنی کی تکمیل کرائی ۱۹۵۷ء میں محمڈن انگلو عربی ہائی اسکول پٹنہ سیٹی میں عربی مدرس اور ہیڈ مولوی کی جگہ پر تقرری ہوئی۔ والد کے انتقال کے بعد ۱۹۷۵ء میں خانقاہ عمادیہ کے سجادہ نشیں بنائے گئے۔ رشد وہدایت کے کام میں منسلک ہونے کی وجہ سے قبل از وقت اسکول سے سبکدوشی حاصل کرلی۔

مولانا اپنے وقت کے مشہور جید عالم تھے۔ رشد وہدایت میں بہت بڑھ کر حصہ لیتے رہے۔

مولانا اتحاد واتفاق پر زیادہ زور دیتے رہے۔ اور اپنے کاموں میں خوب دلچسپی رکھتے تھے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے بھی ممبر رہے۔ چار مرتبہ حج وزیارت سے مشرف ہوئے۔

آپ کے مطبوعہ تصانیف میں سے مثنوی گوہر کمال، حالات فخر زماں شہاب الدین پیر جگجوت، مخدوم آدم صوفی، حزب البحر، میلاد رسول پر اعتراض اور اسکا جواب، کب کھڑے ہوں نماز میں قابل ذکر ہیں، غیر مطبوعہ میں کلیات غزل، مثنویات، مجموعہ قطعات ومنقبت اور تنویر ہیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں

◄222► مولانا قاضی شاہ فرخ حسین مہدانوی

مولانا قاضی فرخ حسین، حضرت قاضی واحد علی کے صاحبزادہ اور شاہ رمضان علی کے پوتے تھے۔ ان کی پیدائش ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء میں مہدانواں میں ہوئی۔ بڑے ذی علم تھے۔ عربی، فارسی اور اردو کی بے پناہ صلاحیت رکھتے تھے۔ انہوں نے شہدائے کربلا سے متعلق ایک کتاب ''مجلس الشہداء'' ۱۲۷۶ھ میں لکھی۔ یہ کتاب آج بھی موجود ہے۔ اور مہدانواں میں محرم کے زمانے میں پڑھی جاتی ہے۔ اس میں ان کے خود کہے ہوئے اشعار بھی ہیں جس میں والہانہ عقیدت اور جذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

باب ک
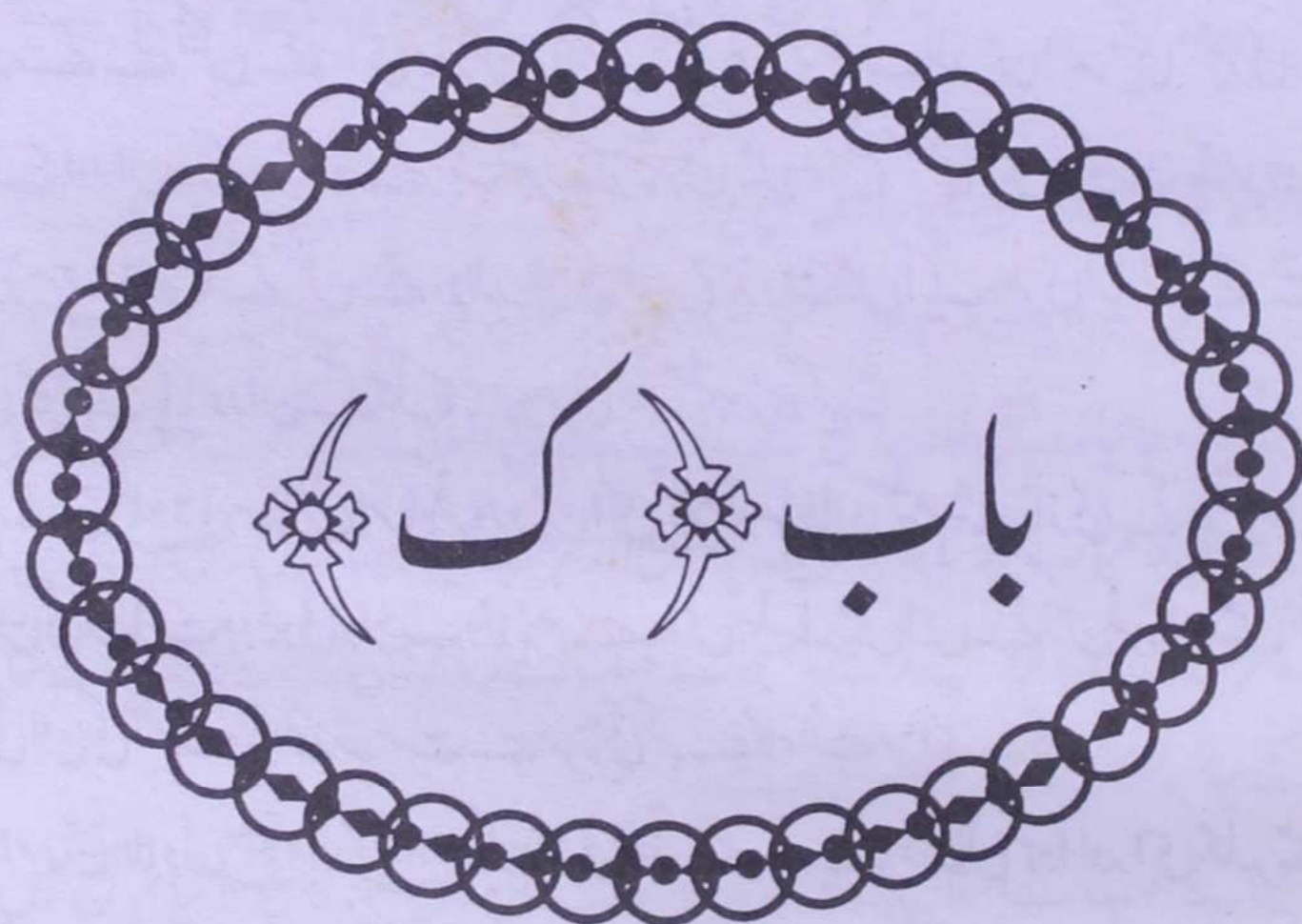
223 مولانا کمال الدین میر سید محمد زین العابدین حاجی پوری

مولانا کمال الدین میر سید محمد بن سید احمد پیر دمریا کے صاحبزادہ تھے۔ آپ پیر دمریا ثانی کے لقب سے مشہور تھے۔ سلطان سلیم شاہ غازی نے جاگیریں عطا کی تھیں ان کے فرمان میں سیادت پناہ، نقابت دستگاہ، زبدۃ المحققین، قدوۃ المتورعین، حقائق پناہ، معارف آگاہ، جامع المنقول والمعقول کمال الدین میر سید محمد پیر دمریا ثانی درج ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بڑے عالم اور بزرگ تھے، مینا پور، حاجی پور میں پیدا ہوئے، علوم دینیہ اور طریقت کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کیا۔ والد کی زندگی ہی میں سیر وسیاحت کے لئے نکل گئے، اسی دوران راجگیر پہنچ کر شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کے حجرہ میں مراقب ہوئے اور ان کے اشارہ سے پٹنہ شہر کے مشرق میں واقع سملی میں سکونت پذیر ہو گئے۔ اپنے والد سید احمد (م۹۷۲ھ) کے مثل تھے، والد ہی کی طرح نذرانہ میں ایک دمری لیا کرتے تھے۔ اس لئے پیر دمریا ثانی کا لقب پایا اور ان کے محلّہ کا نام دمری محلّہ مشہور ہو گیا۔

۱۱؍مارچ ۱۶۰۳ء مطابق ا؍ماہ فروردین الٰہی ۴۸ کو سلطان سلیم شاہ غازی نے جاگیر دیتے ہوئے لکھا تھا کہ ان کی رعایت ودلجوئی واجب ولازم ہے۔ اس سلسلہ میں اس نے اس فرمان میں سخت تاکید کی تھی کہ جو کوئی ان کی حکم عدولی اور خدمت سے سرتابی کرے گا، سخت سزا پائے گا۔

۲۵؍ربیع الاول ۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء کو دمڑی محلّہ میں آپ کا انتقال ہوا اور اسی محلّہ میں دریا کے کنارے مدفون ہوئے "نور اللہ مرقدہ بانوار جمالہ" سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔

224 مولانا سید کریم رضا چشتی نظامی بیتھوی

مولانا سید کریم رضا چشتی نظامی موضع بیتھو ضلع گیا کے رہنے والے تھے۔ آپ جید عالم وفاضل ہونے کے باوجود صوفی ودرویش کامل تھے۔ عربی کی تعلیم میں آپ کو شرف تلمذ مولانا عبدالحئی فرنگی اور مولانا رشید احمد گنگوہی سے حاصل تھا۔ جب آپ نے وطن سے تعلقات ترک کئے تو پہلے سات سال تک اجمیر شریف میں قیام فرمایا اور آخر سال تک دہلی میں قیام پذیر رہے۔

آپ بزرگوں کے مراتب اور آداب ولحاظ کے اتنے قائل تھے کہ دہلی میں آپ کبھی بیعت نہیں

لئے، فرماتے کہ دہلی بزرگوں کی جگہ ہے۔ اور صوفیائے کرام کا پایہ تخت ہے۔ یہاں میری مجال نہیں کہ میں ان کی موجودگی میں بیعت لوں۔

جب آپ اپنے وطن بیتھو آئے تو وہاں لوگوں کو مرید کرتے، آپ نے اپنے چھوٹے بھائی مولوی سید محمد اسمٰعیل صاحب کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔

۱۳۵۱ھ/۱۹۳۳ء میں آپ کا انتقال دہلی میں ہوا اور روضۂ سلطان المشائخ کے قریب دفن کئے گئے۔

225 مولانا حکیم کبیر الدین مونگیری

مولانا حکیم کبیر الدین شیخپورہ محلہ کئی پور ضلع مونگیر کے باشندہ تھے، آپ مسیحائے طب کی تحریک، احیائے طب کی روح رواں اور سربراہ اعظم تھے، علامہ حکیم کبیر الدین مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں کے عزیز ترین شاگرد، جانباز رفیق اور ساتھی تھے۔ آپ نے مسیح الملک کے حکم سے طب کو عربی و فارسی سے اردو میں نہایت ہی کامیاب اور شاندار طریقہ پر منتقل اور مرتب کیا، ماہنامہ مسیح دہلی کے ذریعہ احیائے طب کا درس ایک عرصہ تک اطبا کو دیتے رہے، مسیحائے طب کے زمانہ میں ترجمہ و تالیف کے ساتھ ساتھ طبیہ کالج دہلی کے سالہا سال تک پروفیسر بھی رہے۔

مسیحائے طب کے انتقال کے بعد ۱۹۳۵ء میں دہلی میں طبیہ کالج کا قیام عمل میں آیا، اس کے بانیوں میں آپ بھی شامل ہیں ۱۹۳۹ء میں خسروئے دکن میر عثمان علی خاں نے نظامیہ طبیہ کالج حیدرآباد میں بنایا تو آپ کو وائس پرنسپل منتخب کیا۔ وہاں خدمت انجام دیتے رہے۔ وہاں سے سبکدوشی کے بعد مولانا ابوالکلام آزاد نے آیورویدک اینڈ یونانی طبی کالج دہلی کا پرنسپل نامزد کیا۔ یہاں کے بعد اجمل طبیہ کالج علی گڑھ تشریف لے گئے۔ اور ایک عرصہ تک وہاں تشنگان طب کو سیراب کرتے رہے۔ آخر میں آپ دہلی تشریف لے آئے۔ اور الحاج عبدالحمید دہلوی کے ایماء پر قانون شیخ الرئیس کا انگریزی ترجمہ کرنے میں مصروف ہو گئے۔

آپ کی تالیف و تصنیف اور ترجمہ میں کلیات قانون، ترجمہ مکمل نفیسی، قانوجہ، میزان طب، تشریح کبیر، تشریح صغیر، منافع الاعضاء، کتاب التشخیص، کتاب الادویہ، بیاض کبیر مکمل، القابادین، برہان وغیرہ مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ موجز القانون کو صاف اور سلیس اردو میں ترجمہ کیا۔

حکیم محمد کبیر الدین نے دھلی کو اپنا وطن ثانی بنالیا۔ آپ کی رحلت ۵رجنوری ۱۹۷۶ء کو ہوئی۔

226 مولانا کمال الدین احسن بھاگلپوری

مولانا کمال الدین احسن، حضرت ملاّ احسن اللہ کے رفقائے کرام میں تھے۔ ملاّ احسن اللہ نے مولانا شہباز محمد قدس سرہ کی جمع کردہ ساٹھ حدیث پاک کے مجموعہ ستین شریف کی شرح میں آپ کا ذکر نہایت عمدہ القاب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ بلند رتبہ عالم اور نیک سیرت بزرگ تھے۔ آپ نے حضرت مولانا شہباز محمدؒ کے مقدس حالات پر مشتمل ایک کتاب ''فیض اکبر'' لکھی ہے جو دستیاب نہیں ہے۔ بقول ملاّ احسن اللہؒ قدس سرہ آپ نہایت ذہین، پاکباز، نیک سیرت، شریف الطبع اور صاف ذہن رکھنے والے پارسا تھے۔ اسلئے آپکو مقبول الکونین کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے اور آپ کے لئے دعا کی گئی ہے کہ خدائے پاک آپکے علم وعرفان کو زیادہ کرے۔

آپ کا مزار مبارک محلہ ملاّ چک کے اس حصہ میں واقع ہے جسکے نزدیک محلہ غنی چک جانے کا راستہ ہے۔ اس کے اردگرد کا علاقہ کمندی کا باڑا کہلاتا ہے جو ممکن ہے کمال الدین کا باڑا رہا ہو۔ مزار مبارک اونچے چبوترے پر ہے اور اہل خاندان بھی اسی مقام پر مدفون ہیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

☆☆☆

باب ق

227 مولانا مخدوم سید قاسم حاجی پوری

مخدوم سید قاسم بن سید احمد پیر دمریا بن مخدوم سید شاہ ارشد الدین عالم باعمل اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کا لقب صدرالدین جمال الدین، زبدۃ النقیاء، محمود العقبی، مقتدا اعظم اور قاسم تخلص تھا۔ ۱۵رمحرم الحرام ۹۴۰ھ مطابق ۱۵۳۳ء کو حاجی پور میں پیدا ہوئے۔ قیاس یہ ہے کہ مروجہ علوم اپنے والد سے حاصل کیا ہوگا۔ غزلوں میں آیات قرآن اور احادیث جس خوبصورتی سے استعمال کیا ہے، اس سے ان کی عربی وفارسی میں کامل دستگاہ کا پتہ چلتا ہے۔ تصوف کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور خلافت بھی پائی۔ سید احمد عرف پیر دمریا کے انتقال کے بعد مینا پور حاجی پور میں ان کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ سکونت مینا پور کے قریب محلہ سید پور ادریس میں تھی۔

سید قاسم حاجی پوری عالم باعمل اور روحانی بزرگ تھے۔ دین کی تبلیغ انکا مقصود حیات تھا۔ آپ کا شماران بزرگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے دین اسلام کو گاؤں، گاؤں جا کر پھیلایا۔

مخدوم سید قاسم فارسی کے صاحب دیوان شاعر تھے۔ ان کے کلام میں تصوف کا رنگ غالب ہے۔ ان کے کلام میں حکیم سنائی، فریدالدین عطار اور مولانا روم کی شاعری کا فلسفہ عشق ملتا ہے۔ آپ کے دیوان کا قلمی نسخہ کتب خانہ پیر دمریا باغ بھاگلپور میں موجود ہے۔ اس کی کتابت سید مظہر علی ولد محمد میر نے شاہ عالم کے زمانہ ۱۲۰۷ھ میں کی ہے۔ صاف اور خوبصورت نستعلیق ہے۔ کاغذ رزدی مائل سفید 9x6 سایز پر لکھا ہوا ہے۔ جابجا کرم خوردہ ہے۔ کہیں کہیں کشیدہ بھی ہے۔ ڈاکٹر غلام مجتبیٰ انصاری نے اسے باضابطہ ایڈٹ کر کے شائع کر دیا ہے۔

آپ کا انتقال ۴رذی الحجہ ۱۰۱۳ھ/۱۶۰۴ء کو ہوا۔ مینا پور کے قریب محلہ سید پور ادریس میں تدفین عمل میں آئی۔ مفخر آل نبی سے سال وفات نکلتا ہے۔

228 مولانا قاضی قمر علی مہدانوی

قاضی قمر علی، شاہ رمضان علی کے چھوٹے صاحبزادہ تھے۔ آپ اپنے وقت کے مشہور بزرگ تھے۔

قاضی قمر علی، اردو فارسی میں عمدہ شعر کہتے تھے۔ مادہ تاریخ نکالنے میں آپ کو مہارت تھی، مولانا عبدالرحیم صادقپوری کا بیان ہے کہ انہوں نے خود اس گلستان کو دیکھا ہے جو قاضی قمر علی نے ایک شب میں لکھی تھی۔ آپ بڑے ذی مروت اور بہت خلیق تھے۔ آپ نہایت کشیدہ قامت اور جسیم تھے۔ ایسا کہ اگر ہزار بارہ سو آدمی میں کھڑے ہوتے تو آپ کا سر اونچا ہوتا۔

قاضی قمر علی کا انتقال ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء میں ہوا اور مہدانواں میں مدفون ہوئے۔

229 مولانا سید قمر الہدیٰ مونگیری

مولانا سید قمر الہدی بن سید تاج الدین سا کر ربیع الاخر ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء میں گیا ضلع کے موضع بینڈ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت والد سے حاصل کی، آٹھ برس کی عمر میں حصول علم کے لئے پٹنہ پہنچے، تکمیل دہلی میں کی، فراغت کے وقت آپ کی عمر بیس برس کی تھی۔ والد سے مرید ہو کر تکمیل سلوک کر کے خلافت پائی۔

آپ کی زبان میں قدرت نے خاص اثر ودیعت کیا تھا۔ بکثرت افراد آپ سے بیعت کا تعلق رکھتے تھے، ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین قادری سے انہوں نے تعلیم کی تکمیل کی تھی۔

۲۹ ر رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء کو آپ کا وصال ہوا۔

230 مولانا قمر الہدیٰ قمرؔ داناپوری

مولانا قمر الہدی کی ولادت ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں ہوئی، سرکی چک داناپور کے رہنے والے تھے۔ ملکی محلہ آرہ میں نانیہال تھی۔ مولوی محمد جان مدرسہ حنفیہ سے فارسی، عربی وحدیث کی تعلیم حاصل کی، نہایت روشن دماغ، عربی کے فارغ التحصیل اور شہر کے ذی اثر مولویوں میں تھے۔

آرا میونسپلٹی میں انسپکٹر مولوی کے عہدہ پر فائز تھے، اور میونسپلٹی کے مکاتب کی نگرانی کیا کرتے تھے۔ کھتاری محلہ میں امیرؔ آروی کے مکان کے دکھن آپ کا مکان ہے۔

شعروشاعری کا ذوق رکھتے تھے، اور قمؔر تخلص کرتے تھے، بدؔر آروی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔

مولانا آرا شہر میں بڑی مقبولیت رکھتے تھے۔ آپ آرا عیدگاہ کے تاحیات امام رہے۔

آپ کی وفات ۶؍دسمبر ۱۹۷۶ء کو ہوئی۔

231 مولانا سید محمد قریش باروی

مولانا سید محمد قریش کے والد کا نام سید تجمل حسین تھا، جو بیگوسرائے میں پیشکار تھے۔ اور بارو کے شرفاء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کا وطن قصبہ بارو تھا، جو شمالی بہار میں شمال مشرقی ریلوے کے مشہور اسٹیشن برونی جنکشن سے جنوب کی جانب دو کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ کے سال پیدائش کا مستند ریکارڈ دستیاب نہیں۔

بچپن کی تعلیم بارو میں والد کی نگرانی میں ہوئی، دینی تعلیم کے لئے مدرسہ امدادیہ دربھنگہ بھیجا گیا۔ یہاں سے مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ تشریف لے گئے، اور دینی علوم سے سیراب ہوئے۔ اور یہیں سے فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد کلکتہ کا رخ کیا۔ اور کلکتہ ہی کے ہو کر رہ گئے۔ جنگ آزادی میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ مسلم لیگ کے سرگرم رکن رہے۔ مجاہد آزادی کی حیثیت سے حکومت کے عتاب کے شکار ہوئے اور جیل بھی گئے۔ کلکتہ میں چند مخلص احباب کے ساتھ پریسیڈنسی مسلم اسکول قائم کیا، جو بعد میں حکومت سے منظور ہو کر ہائی اسکول تک پہنچا، مولانا اسی اسکول میں درس وتدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔ ساتھ ہی دھرم تلہ ٹیپو سلطان کی مسجد میں بیس سال سے زیادہ عرصہ تک درس قرآن جاری رکھا، جس میں ہر کلکتہ کے لوگ شریک رہا کرتے تھے۔

مولانا ایک کامیاب منتظم بھی تھے۔ روئنڈ اسٹریٹ کی جامع مسجد کے قائم مقام متولی کی حیثیت سے مسجد کا نظم کیا۔ اور مسجد کی تعمیر نو میں حصہ لیا۔ اس کے علاوہ مدرسہ رحمانیہ سوپول ضلع دربھنگہ کی تاحیات راہنمائی کرتے رہے۔

مولانا زندہ اور دردمند دل رکھتے تھے۔ مسلمانوں کی زبوں حالی پر خون کے آنسوں روتے تھے۔ تبلیغ دین سے آپ کو انتہائی شغف تھا۔ کلکتہ کے تبلیغی مرکز کے اہم ستون تھے۔ آپ عیدین کے امام

بھی تھے۔ آپ کا خطبہ سننے کے لئے ازدھام ہوا کرتا تھا۔ آپ کے خطبات اردو زبان وادب کے شاہکار بھی تھے۔ لیکن افسوس کے ان کے جمع کرنے کا اہتمام نہیں کیا گیا۔

مولانا کی تصنیفات میں عورتوں کی نماز اور سیرت وتفسیر کے موضوع پر چند اور کتابیں ہیں۔

۱۹۷۹ء یکم مارچ میں جمعرات کے دن کلکتہ کولوٹولہ مسجد میں فجر کی سنت ادا کرکے آپ پر دل کا دورہ پڑا۔ اور اسی میں وصال ہوگیا۔ جنازہ کو کلکتہ سے بارولایا گیا، اور اپنے آبائی قبرستان میں اپنی اہلیہ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

232 مولانا محمد قسیم الدین دربھنگوی

مولانا محمد قسیم الدین ضلع دربھنگہ کے موضع ناڑی کومئی علاقہ گھنشیام پور کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم وتربیت مقامی مکتب میں حاصل کی، پھر مدرسہ رحمانیہ سوپول میں داخل ہوئے۔ جہاں انہوں نے حفظ مکمل کرکے عربی وفارسی کی متوسطات تک کی کتابیں پڑھی، مولانا محمد قاسم سوپولوی، مولانا محمد عثمان گرولوی اور مولانا شمس الہدیٰ کے زیر سایہ اپنا علمی سفر جاری رکھا۔ پھر اعلی تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور وہاں کے اساتذہ کرام علامہ ابراہیم بلیاوی، حضرت شیخ الادب مولانا اعزاز علی ،مولانا محمد حسین بہاری وغیرہ اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔

فراغت کے بعد درس وتدریس سے منسلک ہوئے۔ مدرسہ فضل رحمانی بھلاہی میں تدریسی خدمت انجام دینے لگے۔ آخر وقت تک اسی مدرسہ میں صدر مدرس کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ یہاں آپ نے ابتدائی کتابوں سے لے کر مشکوۃ شریف تک کی کتابیں بڑی حسن وخوبی کے ساتھ پڑھائی۔

مولانا درس وتدریس میں ماہر اور ایک کامل استاد تھے۔ مولانا جید عالم اور متورع بزرگ تھے۔ تقریر وخطابت اور وعظ وتلقین کے ذریعہ ملت کیلئے قابل قدر خدمات انجام دیئے ہیں۔ علاقہ کے اکثر دینی اجتماعات میں ہزاروں عوام ہزاروں کی تعداد میں آپ کے مواعظ سے مستفید ہوتے رہے۔ دینی وعلمی مصروفیات کے باوجود ملکی ومعاشرتی سرگرمیوں اور تحریکوں میں آپ خوب حصہ لیتے رہے۔ مسلم پرسنل لا بورڈ کی تحفظ شریعت ہفتہ تحریک کو فعال بنانے کا بے حد جذبہ رکھتے تھے۔

۱۰ر نومبر ۱۹۹۵ء بروز جمعہ حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے خانقاہ رحمانی مونگیر میں انتقال ہوا۔ جنازہ آبائی وطن لایا گیا اور وہیں مدفون ہوئے۔

‹233› مولانا سید محمد قاسم دیسنوی

مولانا سید محمد قاسم بن مولانا سید شاہ تجمل حسین رحمانی قریہ دسنہ مضامات شریف حال ضلع نالندہ کے مشہور سادات خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے علوم عربیہ کی تعلیم ندوہ اور دیوبند میں حاصل کی۔ آپ کو ہندوستاں کے مشہور اساتذہ سے تلمذ کا فخر حاصل تھا۔

آپ کو بچپن ہی سے خدا طلبی اور روحانی استفادہ کا شوق تھا۔ اپنے والد کی محبت میں حضرت شیخ فضل رحمٰن گنج مرادآباد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بیعت کا شوق ظاہر فرمایا۔ حضرت نے دست شفقت پھیر کر زہد وتقوی اور اصلاح کی خاص طور پر دعاء فرمائی۔ باضابطہ بیعت حضرت مولانا محمد علی مونگیری سے ہوئے۔ آپ کے والد حضرت مولانا سید شاہ تجمل حسین رحمانی صوبہء بہار کے ممتاز مشائخ میں سے تھے۔ اور ریاضت ومجاہد تھے۔ حضرت مولانا گنج مرادآبادیؒ کے خلیفہ تھے۔

مولانا مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی، پٹنہ میں استاذ کی حیثیت سے درس وتدریس میں مصروف رہے اپنے وقت کے بڑے عالم تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

باب ل

﴿234﴾ مولانا قاضی لائق رح بھاگلپوری

حضرت مولانا قاضی لائق رح، حضرت مولانا آصل کے صاحبزادہ تھے۔ آپ کو عہدۂ قضا ملنے کی تفصیلات سرکاری کاغذات سے منتقل ہو کر ''بھاگلپور ڈسٹرکٹ گزیٹیر'' مصنفہ پی۔ سی۔ رائے چودھری ۱۹۶۳ء میں اس طرح درج ہے۔

بھاگلپور کے کلکٹر کے آرکائیوز (نوادرات) میں پرانے خطوط مورخہ ۵؍جولائی ۱۷۹۲ء منجانب کلکٹر بھاگلپور بڑائے صدر کاؤنسل آف ریوینو۔ فورٹ ولیم، بنگال تحریر کردہ ہیں۔ جس سے ان لوگوں کی رپورٹ حاصل ہوتی ہے جو بھاگلپور کے ضلع قاضی (ڈسٹرکٹ جج) رہے۔ نیز ان کے اختیارات، فرائض منصبی، تنخواہ وغیرہ کی معلومات فراہم ہوتی ہیں

(ترجمہ ڈسٹرکٹ گزیٹیر ہیں ۴۲۵)

مراسلہ کی تفصیلات کچھ اسطرح ہیں:

قاضی محمد لائق ضلع قاضی کے دفتر کی ذمہ داری مندرجہ ذیل اسناد کے تحت انجام دیتے تھے جو انہیں غلام علی خاں، سید احمد علی خاں اور محمد نجم الدین خاں قاضی القضاۃ صوبہء بہار سے مورخہ ۱۹؍محرم ۱۱۹۵ھ ذیقعدہ ۱۱۹۸ھ اور ۱۲۰۶ھ کو بالترتیب حاصل ہوئے تھے۔ ضلع قاضی بھاگلپور کے دو فرائض تھے۔ فوجداری مقدمات کی سماعت کے علاوہ، دستاویزات پر اپنی گواہی ثبت کرنا اور اپنے ضلع کے کچھ حصوں میں شادیات اور جنازے کی رسوم کی انجام دہی۔ مگر یہ ذمہ داریاں عموماً انکے نائبین انجام دیتے تھے یعنی محمد احمد رح ساکن بھاگلپور، محمد عظیم رح ساکن کہلگاؤں محمد نسیم اللہ رح ساکن بیہ پور اور محمد افضل رح ساکن گوگری۔

(ماخوذ و ترجمہ ڈسٹرکٹ گزیٹیر)

آپکے بچپن میں جو کلام پاک آپکے والد گرامی نے ایک خوشخط کاتب مولانا فضل علی رح سے لکھوایا وہ فارسی ترجمہ کے ساتھ ہے اور کسی دوسرے کاتب مولانا مصطفٰے مرحوم کے نسخہ سے نقل کیا گیا ہے جو ۱۱۰۱ھ کا تحریر کردہ نسخہ ہے۔ اسکی تکمیل پر مولانا فضل علی رح نے عربی میں تتمہ لکھا ہے۔

والد محترم کے وصال کے چھ ماہ بعد ہی ۸۵ سال کی عمر میں وصال فرمایا اور قدم رسول پاک کے احاطہ میں حضرت مولانا عاسل رح قدسرہ کی پائنتی میں آرام فرما ہیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

باب (۴)

235 مولانا سید شاہ مسیح الدین بخاری

مولانا سید شاہ مسیح الدین کی ولادت ۱۱۱۲ھ/۱۷۰۰ء میں ہوئی۔ سلسلہ نسب حضرت سید شاہ علاء الدین شطاری ساکن بڑی بلیا سے ہوتا ہوا حضور ﷺ تک پہنچتا ہے۔ آپ بڑے ہی محترم خانوادے کے چشم و چراغ تھے، اپنے عہد کے راسخ العقیدہ حنفی تھے۔ سلسلہ رشد و ہدایت ہمیشہ جاری رکھا۔ خانقاہ کے اخراجات کے لئے شاہان دہلی کی جانب سے بڑی بڑی جائیدادیں ان کے اجداد کو ملی ہوئی تھیں۔ ان کی طرح انہیں بھی جائیدادیں حاصل تھیں۔ مولوی سید شاہ ضیاء الحق بخاری معروف بہ شاہ مکی خانقاہ کے سجادہ نشیں تھے۔

اردو فارسی دونوں ہی زبانوں میں شعر کہتے تھے اور حسن تخلص کرتے تھے فارسی غزلوں کا مجموعہ اور اردو اشعار کا گلدستہ بہ شکل مخطوطہ ان کی خانقاہ میں محفوظ ہے۔

۱۱۹۳ھ/۱۷۷۹ء میں وصال فرمایا۔ مزار بڑی بلیا نزد لکھمنیاں ریلوے اسٹیشن ضلع بیگوسرائے میں مرجع خلائق ہے۔

236 مولانا موحد بھاگلپوری

آپ حضرت مولانا عابد قدس سرہ کے صاحبزادہ اور خانقاہ شہبازیہ آٹھویں سجادہ نشیں ہیں۔ آپ ۱۱۸۰ھ/۱۷۶۶ء میں مسند سجادگی پر جلوہ فرما ہوئے۔ اور چونتیس سال دس ماہ تک اس عظیم منصب کو بحسن و خوبی انجام دے کر ۱۲۱۵ھ/۱۸۰۰ء میں ۱۱ر ذیقعدہ کو وصال فرما ہوئے۔

آپ کا مزار مبارک آستانہ شہبازیہ میں دکھن جانب واقع مزارات کی قطار میں پچھم سے تیسرا مزار ہے۔

237 مولانا شاہ مصطفیٰ ابوالقاسم پھلواروی

مولانا شاہ مصطفیٰ ابوالقاسم بن مولانا شاہ شمس الدین ابوالفرح مجیبی کی ولادت ۱۹ر صفر

۱۱۹۹ھ/۸۴-۱۷۸۴ء میں ہوئی۔ درسیات کی تکمیل مولانا احمدیؒ سے کی۔ بیعت، اجازت وخلافت کل اپنے والد مولانا شاہ شمس الدین سے تھی۔ والد کے انتقال کے بعد جانشیں بنائے گئے۔ اس لئے آپ کا قیام ہمیشہ کلکتہ میں رہا۔ وہاں رشد وہدایت میں مصروف رہے۔ کلکتہ میں قیام کے دوران ۱۲۴۳ھ میں آپ کی ملاقات حضرت علامہ شیخ یوسف بن محمد بن علی البطاح الاہدل مکیؒ سے ہوگئی۔ آپ نے ان سے حدیث کی سند حاصل کی۔

پھلواری شریف اور کلکتہ کے قیام کے دوران آپ اکثر طلبہ کو بھی تعلیم دیتے تھے۔ ان میں آپ کے چھوٹے بھائی مولانا محمد مجتبیٰ، مولانا طالب حسین، مولانا مصباح الدین بنگال، ملک شاہد علی، مولانا محمد امین داغستانی قابل ذکر ہیں۔ ان میں موخر الذکر نے آپ کے کلکتہ کے قیام کے زمانہ میں پڑھا تھا۔ اور عربی میں آپ سے خط وکتابت کئے تھے ان میں سے بعض خطوط موجود ہیں، جس سے آپ کو عربی زبان پر مہارت کا پتہ چلتا ہے۔

کلکتہ سے حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ جہاز مدراس پہنچا کہ آپ کی طبیعت خراب ہوئی اور سفر کی صلاحیت نہ رہی۔ علاج کی غرض سے آپ کو اتار لیا گیا۔ علاج کے باوجود صحت یاب نہیں ہوسکے اور وہیں ۱۰/ذیقعدہ ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء میں رحلت فرمائی۔

238 مولانا محمد قادری پھلواروی

مولانا محمد قادری، حضرت شیخ العالمین مولانا مخدوم شاہ محمد نعمت اللہ پھلواروی کے پانچویں فرزند تھے۔ ۱۱۹۸ھ/۸۳-۱۷۸۳ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ مولانا احمدی پھلواروی سے تحصیل علم کیا اور انہیں سے تعلیم حاصل کر کے فراغت حاصل کی۔ شروع میں ۱۱۴۸ھ میں چھپرہ میں مفتی عدالت کے عہدہ پر فائز ہوئے لیکن دس ماہ کے بعد کسی وجہ سے الگ ہوگئے۔ پھر ۱۱۵۳ھ میں دوبارہ حکومت نے آپ کو اسی عہدہ پر مامور کیا۔ صاحب احوال بزرگ تھے۔ کشف قبور اور کشف قلوب میں کمال رکھتے تھے۔

۱۰/ربیع الاول ۱۲۱۷ھ میں اپنے والد سے مرید ہوئے اور اجازت وخلافت بھی والد سے تھی۔

۳/ذی الحجہ ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۵ء میں رحلت فرمائی اور مقبرہ مجیبیہ میں مدفون ہوئے۔

﴿239﴾ مولانا میر محمد حسن سارنی

مولانا میر محمد حسن کی ولادت ۳؍ذی قعدہ ۱۲۲۳ھ مطابق ۱۵؍دسمبر ۱۸۱۸ء موضع کھجوہ ضلع سارن میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مکان پر حاصل کر کے اعلیٰ تعلیم کے لئے لکھنؤ تشریف لے گئے۔ وہاں انہوں نے سلطان العلماء اور دوسرے مجتہدین سے تعلیم کے بعد فراغت حاصل کی۔

ان کی ذہنی نشو و نما دینی ماحول میں ہوئی تھی، اس لئے وہ فطری طور پر عبادت گذار اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ عزاداری میں بڑا غلو تھا۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ کھجوہ میں عزاداری کی بنیاد انہوں نے ہی رکھی تھی۔

آپ شعر و سخن کا ذوق بھی رکھتے تھے اور حسن تخلص کرتے تھے۔ مرزا دبیر کے شاگرد تھے ان کو اپنے استاد مرزا دبیر سے والہانہ عقیدت تھا جس کا اظہار اکثر کیا کرتے تھے۔

ان کی وفات ۱۵؍صفر ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸؍فروری ۱۸۷۸ء کو ہوئی اور کھجوہ میں مدفون ہوئے۔

﴿240﴾ مولانا سید مظہر حسن عظیم آبادی

مولانا سید مظہر حسن، مولوی ریاض الحسن غازی پوری کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ کئی واسطوں سے ان کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظم تک پہنچتا ہے۔ اسی نسبت سے وہ نام کے ساتھ کاظمی لکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے والد سے علم و فضل حاصل کیا۔ مطالعہ کا ذوق اس قدر تھا کہ ۳۲؍سال کی عمر میں پڑھتے پڑھتے بصارت کھو دی۔ آپ کی بصارت تو ختم ہو گئی لیکن قدرت نے دل بینا عطا کیا تھا۔ علم و فضل میں کمال رکھتے تھے۔

نواب علی خاں، رئیس حسین آباد مونگیر نے ان کے علم و فضل کا شہرہ سنا تو انہیں اپنے یہاں بلا لیا۔ اور اسٹیٹ کا منیجر مقرر کیا۔ اور اپنے صاحبزادے کو تحصیل علم کے لئے ان کے سامنے بیٹھایا۔ ان کا یہی جلال علم و فضل تھا جو ہر کس و ناکس کو تعظیم و تکریم پر مجبور کر دیتا، حد تو یہ ہے کہ خود نواب صاحب ممدوح بھی انہیں آتے دیکھ لیتے تو تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے، جملہ علوم و فنون پر انہیں قدرت کاملہ حاصل تھی۔ فن شہسواری میں بھی طاق تھے۔

درس و تدریس میں بھی یگانہ روزگار تھے۔ عربی، فارسی اور اردو ادب فلسفہ کی ادق سے ادق کتابیں

بے تکلف پڑھاتے تھے۔ بصارت نہ ہونے کے باوجود حافظہ ایسا پایا کہ بڑی سے بڑی کتابوں پر لکھے ہوئے حاشیہ کی عبارت زبانی یاد تھی، کوئی شاگرد پڑھنے بیٹھتا تو اس کی رہنمائی فرماتے تھے۔ اور اس کے ساتھ خود بھی پڑھتے جاتے تھے۔

ابتداء سے ان کی طبیعت شعر گوئی کی جانب مائل تھی۔ تمام اصناف سخن پر طبع آزمائی کرتے تھے۔ مظہرؔ تخلص کرتے تھے۔ غزل گوئی کا شوق ہوا تو نواب جعفر حسن خاں، فیضؔ عظیم آبادی شاگرد خواجہ آتشؔ لکھنوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور انہیں سے اپنی غزلیں دکھائیں۔ مرثیہ نگاری میں مرزا دبیر لکھنوی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

آپ کے شاگردوں کی بڑی تعداد ہے۔ نواب محمد عباس عرف ابو صاحب عظیم آبادی صف اول کے تلامذہ تھے، شاہ محمد ہاشم بہادر رئیس شیخ پورہ مونگیر، انکے دوسرے شاگرد تھے۔ نواب زادہ علی خاں خلف نواب علی خاں رئیس حسین آباد بھی ان کے تلامذہ میں رہ چکے ہیں۔

ان کی غزلوں کا مجموعہ دفتر مظہری قلمی ہے۔ فارسی زبان میں ایک مثنوی ''نان خشک'' بھی تھی یہ طبع ہوئی لیکن اب نایاب ہے۔

۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں حسن پور میں انتقال ہوا اور وہیں مدفون کئے گئے۔

241 مولانا سید معین الدین احمد پھلواروی

مولانا سید معین الدین احمد کی ولادت ۱۲/ربیع الاول ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء کو ہوئی۔ ابتدائی کتابیں اپنے والد اور مولانا وحید الحق منعمی حسنی اور مولانا صفت اللہ سے پڑھیں۔ پھر آرہ مدرسہ حنفیہ میں تعلیم کی تکمیل کے لئے تشریف لے گئے۔ اور وہاں مولانا عبدالوہاب الہ آبادی سے متوسطات پڑھتے رہے۔ اسی دوران مولانا عبداللہ رامپوری خانقاہ مجیبیہ میں مولانا محمد محی الدینؒ کی تعلیم کیلئے بلائے گئے تو آپ بھی آرہ سے واپس آکر مولانا شاہ محی الدینؒ کے ہم درس ہو گئے۔ کچھ دنوں کے بعد مولانا عبداللہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور ان کی جگہ مولانا عبدالرحمٰن ناصری گنجیؒ مدرس مقرر ہوئے۔ جن سے دونوں بزرگوں نے تکمیل کی اور ساتھ ہی ساتھ دستار بندی ہوئی۔ آپ بالغ الاستعداد تھے۔ اور بہت متورع طبیعت پائی تھی۔ پیرو مرشد سے بیعت تھی، حضرت نے اذکار واشغال بھی تعلیم فرمائے تھے۔ ادعیہ ماثورہ کی ایک فہرست جس میں تہجد کے وقت سے عشاء بلکہ بستر پر جانے کے وقت تک کی تمام ماثورہ دعائیں

مرقوم ہیں حضرت پیرو مرشد نے دست خاص سے لکھ کر بطور دستور العمل آپ کو عنایت فرمائی تھی۔

تحصیل علم کے بعد کچھ دن مدرس رہے۔ عالم شباب میں ہی چوبیس سال کی عمر میں ۱۱رذی الحجہ ۱۳۲۶ھ میں انتقال کیا اور خانقاہ مجیبیہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

242 مولانا حکیم محمد ایوب پھلواروی

مولانا حکیم محمد ایوب بن محمد داؤد کی ولادت ۲۴ر محرم ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء میں ہوئی۔ آپ مولانا شاہ محمد سلیمان کے چھوٹے بھائی تھے۔ ابتدائی کتابیں دونوں ماموں مولانا شاہ نعمت مجیب اور مولانا شاہ نعمت اللہ سے پڑھی تھیں۔ پھر لکھنؤ تشریف لے گئے اور مولانا محمد نعیم فرنگی محلی سے بقیہ کتابیں پڑھیں۔

۱۳۰۸ھ میں مولانا شاہ محمد عین الحق کی معیت میں حج وزیارت کے لئے تشریف لے گئے پھر دوسری مرتبہ ۱۳۴۴ھ میں مولانا شاہ محمد محی الدین قادری کے ساتھ حج وزیارت میں شریک رہے۔

بیعت، اجازت وخلافت پیرو مرشد حضرت مولانا شاہ محمد بدر الدینؒ سے تھی۔ سلسلہ نسب حشتیہ صابریہ اور حزب البحر کی اجازت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے حاصل کی۔ حضرت شاہ بدر الدینؒ اپنی نیابت میں متوسلین کے یہاں بیعت لینے اکثر بھیجتے تھے۔ مغتنم روزگار اور قابل قدر ذات تھی، اسلاف کی سچی تصویر تھے، زہد وتقوی، عبادت واعمال میں اوقات بسر کرتے تھے۔ خصوصاً درود خوانی میں خاص شغف تھا۔ ایک ساعت بھی زبان ورد سے ساکن نہیں رہتی تھی۔ دن میں لاکھوں مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے۔

۲۳ر جمادی الاول ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء میں وفات پائی اور مقبرہ مجیبیہ میں مدفون ہوئے۔

243 مولانا سید شاہ محمد محسن داناپوری

مولانا سید شاہ محمد محسن ولد سید شاہ محمد اکبر داناپوری (م ۱۳۲۷ھ) کی ولادت ۱۰ر جمادی الثانی ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء میں ہوئی۔ آپ کے دادا نے آپ کا نام محمد محسن رکھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے دادا اور اپنے والد

سے حاصل کی۔اور مدرسہ احیاء العلوم الہ آباد میں تعلیم کی تکمیل کی۔طریقت کی تعلیم اپنے پیرومرشد اکبر دانا پوری سے حاصل کی۔ والد کے انتقال کے بعد ۱۶/شعبان ۱۳۲۷ھ کو خانقاہ ابو العلائیہ سجادیہ دانا پور کے سجادہ نشیں ہوئے۔آپ شریعت وطریقت کی اچھی استعداد کے ساتھ ساتھ سیاسی شعور بھی رکھتے تھے۔
۱۹۲۵ء میں سر علی امام اور مولانا شوکت علی کی قیادت میں جب انجمن حفاظت المسلمین کا سہ روزہ جلسہ ہوا جس میں ہندستان کے اکثر سیاسی رہنما شریک تھے۔اس میں پہلے جلسہ کی صدارت آپ نے کی۔

شاہ محسن صوفی کے ساتھ شاعر بھی تھے، محسن تخلص کرتے تھے۔اپنے والد حضرت اکبر داناپوری سے اصلاح سخن لیتے تھے۔بیسویں صدی کی دوسری اور تیسری دہائی کے اکثر اخبارات ورسائل میں آپ کا کلام ملتا ہے۔ڈاکٹر شمیم گوہر نے شاہ محسن پر تحقیقی مقالہ لکھا ہے جس پر مگدھ یونیورسیٹی نے انہیں پی ایچ ڈی کی ڈگری سے نوازا ہے۔

آپ کا وصال ۲۴/محرم ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۴ء کو ہوا اور دوسرے دن اپنے والد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

◄244► مولانا محمد لاڈلے عظیم آبادی

مولانا محمد لاڈلے شہر عظیم آباد پٹنہ میں ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔آپ عالم باعمل تھے۔وہ منگل تالاب میدان میں عیدین کی نماز پڑھاتے تھے۔وہ بے حد ہردلعزیز تھے،لوگوں کو ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں بڑا لطف آتا تھا۔اس لئے کثیر تعداد میں لوگ نماز میں شرکت کرتے تھے۔

مولانا صرف عالم ہی نہیں بلکہ مسلم معاشرہ میں ان کی شخصیت ایک رہبر کی تھی۔وہ کنگھیا ٹولہ کی ایک مسجد کے حجرے میں رہا کرتے تھے۔ان کی ذاتی لائبریری میں عربی کی دینی کتابیں بڑی تعداد میں موجود تھیں۔یہ کتابیں حدیث،فقہ،تاریخ اور دیگر اسلامی مضامین پر مشتمل تھی۔

۱۹۴۶ء میں پٹنہ میں زبردست فرقہ وارانہ تناؤ تھا۔اس موقع پر مولانا نے مسلمانوں کو بہت ہمت دلائی اور جم کر رہنے کی تلقین کی۔

۱۹/اکتوبر ۱۹۴۶ء میں مولانا کا انتقال ہوا اور پٹنہ میں مدفون ہیں۔

245 مولانا محی الدین سمستی پوری

مولانا محی الدین کا آبائی وطن ساتن پور ضلع سمستی پور تھا۔ ۲/ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو پیدا ہوئے۔ علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد مدرسہ اسلامیہ شاہ پور بگھونی ضلع دربھنگہ حال ضلع سمستی پور میں درس وتدریس میں لگ گئے۔ حاجی پور میں شادی کے بعد یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ نون گولہ محلّہ میں ابتدائی تعلیم کا ادارہ قائم کیا۔ ۱۹۴۷ء میں اس کا نام بی ایم پی مکتب ہوگیا۔ مولانا نے پوری زندگی اسی مکتب میں مدرس اور صدر مدرس کی حیثیت سے خدمت کیا۔

مولانا باصلاحیت عالم دین، شعلہ بیاں مقرر اور جنگ آزادی کے مجاہد تھے۔ جمعیۃ علماء، مومن کانفرنس، امارت شرعیہ اور خانقاہ مجیبیہ سے خاص تعلق رکھتے تھے۔ اخیر عمر میں جامع مسجد پوکھرا میں جمعہ کی امامت کیا کرتے تھے۔

۲/ دسمبر ۱۹۶۵ء کو حرکت قلب بند ہوجانے سے آپ کا انتقال ہوگیا۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

246 مولانا قاری شاہ محمد جعفر پھلواروی

مولانا قاری شاہ محمد جعفر بن مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواروی کی ولادت ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۴ء میں پھلواری شریف میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد انگریزی شروع کی۔ تحریک ترک موالات کے زمانہ میں علوم عربیہ کی تحصیل کے خیال سے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ چلے گئے۔ اور تکمیل کے بعد وہیں سے فراغت حاصل کی۔ دینیات اور عربی ادب میں اچھی مہارت تھی۔ اردو، عربی، تقریر وتحریر میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز جگہ حاصل کی تھی۔ قاری تھے۔ فن تجوید سے واقف تھے۔ خوش گلو تھے۔ قرآن شریف اور مثنوی دونوں ہی بہت بہتر پڑھتے تھے۔ فطرت سلیم پائی تھی، اپنے بھائی مولانا شاہ حسین کے انتقال کے بعد اپنے والد کی جگہ جانشیں ہوئے، تقریباً سترہ سال جامع مسجد ریاست کپورتھلہ میں امام وخطیب کے عہدہ پر فائز رہے۔ تقسیم ہند کے بعد لاہور میں اقامت گزیں ہوگئے اور ادارہ ثقافت اسلامیہ سے منسلک رہ کر دینی خدمات انجام دیتے رہے۔

بیعت، اجازت وخلافت اپنے والد سے حاصل تھی اور اپنے والد ہی کے زمانہ حیات سے ان کی نیابت میں تمام معمولات انجام دے رہے تھے۔

مولانا تصنیف وتالیف سے دلچسپی رکھتے تھے۔ ۴/ جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ مطابق ۳۱/ مارچ ۱۹۸۲ء میں وفات پائی اور قبرستان گلشن اقبال (ملک پلانٹ کا قبرستان) کراچی (پاکستان) میں مدفون ہوئے۔

247 مولانا سید محمد ندوی استھانوی

مولانا سید محمد ندوی، مولانا عبدالرحیم کے چھوٹے صاحبزادے تھے ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۴ء میں استھانواں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے والد محترم سے حاصل کی، پھر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل ہو کر تکمیل کی، عربی اور اردو ادب میں اچھی استعداد رکھتے تھے، فراغت کے بعد جامع رحمانی مونگیر میں مدرس ہوئے، درس وتدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔ ''الجامعہ'' ایک جریدہ نکلتا تھا، اس کی ادارت بھی کرتے رہے۔ الجامعہ کے بند ہو جانے کے بعد حیدرآباد تشریف لے گئے۔ چند سال دائرۃ المعارف میں ترجمہ کی خدمت انجام دی، پھر اپنے وطن لوٹ آئے اور مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں مدرس ہوئے، درس وتدریس کی خدمت انجام دیتے رہے، جب مدرسہ محمدیہ استھانواں کا قیام عمل میں آیا تو مدرسہ عزیزیہ سے مدرسہ استھانواں چلے آئے اور صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ درس وتدریس کے ساتھ انتظامی امور بھی انجام دیتے رہے۔ اڑتیس سال تک مدرسہ سے وابستہ رہے۔ پیرانہ سالی کی وجہ سے مدرسہ کے فرائض انجام دینے سے معذور ہو گئے تو مدرسہ سے سبکدوش ہو گئے۔ اور اپنی عمر کے بقیہ ایام استھانواں میں گذارنے لگے۔ مولانا ایک کامیاب استاذ تھے۔ طلبہ سے بڑی محبت اور ہمدردی کرتے، ان کی ضرورتوں کا خاص خیال رکھتے، محنتی طلبہ کو گھر پر بلا کر پڑھاتے، عربی تحریر کی مشق کراتے، مضامین لکھواتے۔ آپ سے بہت جید عالم علماء نے علم وفضل حاصل کیا۔

۱۹۸۴ء میں استھانواں میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

﴿248﴾ مولانا محمد مصطفیٰ جوہر سیوانی

مولانا محمد مصطفیٰ جوہر بن مولانا حکیم محمد مسلم مرحوم کی ولادت ۱۴؍ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ کو حسین گنج ضلع سیوان بہار کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی۔ پہلے آپ نے انگریزی اسکول میں چھٹی جماعت تک تعلیم حاصل کی، پھر سلطان المدارس لکھنؤ چلے گئے۔ جہاں صدر الافاضل کی اعلیٰ سند حاصل کی۔ فراغت کے بعد ایک سال تک سلطان المدارس (لکھنؤ) میں بحیثیت مدرس رہے۔ اس کے بعد آپ نے پٹنہ میں مدرسہ عباسیہ کی تاسیس کی، اور تقریباً ۱۵؍سال تک اس مدرسہ کے مدرس اعلیٰ رہے، اور ہزاروں طلبہ کو دینی علوم سے آراستہ کیا۔

۱۹۴۵ء میں آپ پٹنہ سے کانپور تشریف لے گئے اور پانچ سال یہاں کے امام باڑوں کو تقاریر سے نوازا اور شیعہ مسجد پٹکاپور میں امامت کے فرائض بھی انجام دیئے۔ ۱۹۴۷ء میں ملک تقسیم ہوگیا اور اکثر لوگ ہجرت کر کے پاکستان چلے گئے۔ آپ بھی ۱۹۴۹ء تک کانپور ہی میں رہے، آپ بھی سیاسی بے چینی سے متاثر ہو کر حیدر آباد چلے گئے، اسی سال ۱۹۴۹ء ہی میں پاکستان چلے گئے اور تادم حیات وہیں مقیم رہے۔

آپ کے اساتذہ میں مولانا سید عالم حسین، علامہ سید محمد رضا فلسفی اور مولانا سید محمد باقر وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ کی تصانیف میں توحید وعدل نہج البلاغۃ کی روشنی میں، عقائد جعفریہ، اصول جعفریہ، ثبوت خدا، الغدیر کی پہلی جلد کا اردو ترجمہ قابل ذکر ہیں۔

شعر وشاعری کا ذوق رکھتے تھے اور جوہر تخلص کرتے تھے، ۹؍صفر ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۴؍اکتوبر ۱۹۸۵ء بروز جمعرات کو کراچی میں وفات پائی۔

﴿249﴾ مولانا مطیع الرحمان بچھارپوری

مولانا مطیع الرحمان کے والد کا نام مولوی مجیب الرحمان تھا۔ آپ کی پیدائش موضع بچھارپور ضلع مظفر پور حال ضلع سیتامڑھی میں ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی پھر مدرسہ حنفیہ آرہ میں داخلہ لیا اور چند سال اس مدرسہ میں حضرت مولانا محمد مسلم جونپوریؒ کے زیر درس رہے۔ پھر آرہ اور

اجمیر کا سفر برائے حصول علم کیا، پھر کانپور تشریف لے آئے اور مدرسہ فیض عام کانپور میں داخلہ لیا اور اپنے وقت کے مشہور عالم حضرت مولانا احمد حسن کانپوریؒ کے زیر درس رہ کر صحاح ستہ کی تکمیل کی، فراغت کے بعد اپنے وطن آ گئے اور مظفر پور ضلع کے اورائی قصبہ میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ تحریک آزادی میں نمایاں حصہ لیا، جب گرام پنچایب کا قیام ہوا تو آپ گرام پنچایت کے مکھیا بھی منتخب ہوئے۔ قرب وجوار میں مولانا بڑی عزت واحترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ علماء کی قدرو منزلت اور مہمانوں کی تواضع میں پیش پیش رہے۔ مولانا کا انتقال یکم دسمبر ۱۹۸۹ء کو تقریباً پچاسی سال کی عمر میں ہوا۔

◀250▶ مولانا پروفیسر مسعود حسن داناپوری

مولانا پروفیسر مسعود حسن ۵ر نومبر ۱۹۲۰ء کو اپنے وطن گھگول ''داناپور''، ضلع پٹنہ کے ایک ممتاز خاندان میں پیدا ہوئے۔ جو وہاں کئی پشتوں سے آباد تھا۔ اور اپنے مذہبی اور علمی خدمات کی وجہ سے مشہور تھا۔ ان کے والد منشی غلام قادر نے انہیں ان کے حقیقی ماموں حکیم مولانا محمد حسن صاحب (۱۸۸۰ء۔۱۹۶۱ء) کے سپرد کر دیا، جن کے سایہ عاطفت میں ان کی ابتدائی تعلیم وتربیت ہوئی۔ متوسطات کی تعلیم مدرسہ فیض عام مئوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڈھ میں پا کر وہ ۱۹۳۳ء میں مدرسہ شمس الہدی پٹنہ میں داخل ہوئے جہاں مدرسہ اکزامنیشن بورڈ سے ۱۹۳۳ء میں انہوں نے مولوی اور ۱۹۳۵ء میں عالم کے امتحانات میں کامیابی حاصل کی۔ ان کے اساتذہ میں حضرت مولانا سہول عثمانی بھاگلپوری، حضرت مولانا اصغر حسین بہاری، حضرت مولانا سید دیانت حسین دربھنگوی، حضرت مولانا ظفر الدین قادری (۱۸۸۵ء۔۱۹۶۲ء)، حضرت مولانا سید شاہ عبید اللہ مجہری (متوفی ۱۵ر جمادی الآخر ۱۳۵۸ھ) حضرت مولانا عبد الشکور آہ مظفر پوری، حضرت مولانا سید عبد السبحان ندوی دسنوی قابل ذکر ہیں۔

آپ ایک دینی مدرسہ سے تعلیم حاصل کر کے آئے تھے اس لئے ان کی علمی استعداد مضبوط تھی۔ عربی ادب سے ان کو خاص دلچسپی تھی۔ عربی لکھنے پر قدرت رکھتے تھے۔ ان کی شرح دیوان حماسہ دہلی سے شائع ہوئی تھی۔ اور بہار کے دینی مدارس میں مروج تھی۔ مقامات حریری کے دس مقامات انہیں حفظ تھے اور اس کے فقرات وتراکیب اپنی تحریر میں خوبصورتی سے استعمال کرتے تھے اس لئے مولانا عبد السبحان ندوی دسنوی جب عربی ادب پڑھاتے تھے ان پر خاص طور پر شفقت فرماتے تھے۔

مولانا مدرسہ کی تعلیم کے بعد ۱۹۳۶ء میں اپنے بھائی ڈاکٹر محمود حسن کے پاس کلکتہ چلے گئے جو

بعد کو وہاں کے ایک طبی ماہر اور سماجی کارکن کی حیثیت سے مشہور ہوئے ان کی وفات کے بعد کلکتہ ہی میں ۷ رنومبر ۱۹۶۷ء کو ہوئی۔ مسعود حسن نے ان کے زیر سایہ رہ کر انگریزی کی تعلیم مکمل کی۔ انہوں نے کلکتہ یونیورسیٹی سے ۱۹۴۳ء میں عربی میں اور بعد میں فارسی میں ایم اے کیا۔ دونوں امتحانات میں وہ فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔

انہوں نے اپنی ملازمت کا آغاز پٹنہ کالج سے کیا جہاں وہ ۱۹۴۶ء سے ۱۹۴۷ء میں عربی کے عارضی طور پر لکچرر رہے۔

۱۹۴۸ء میں ان کا تقرر عربی، فارسی اور اردو کے لکچرر کی حیثیت سے ہوگلی محسن کالج ہوگلی میں ہو گیا۔ جہاں وہ ۱۹۵۲ء تک ان شعبوں کے صدر رہے۔ اسی سال وہ سنٹرل کلکتہ کالج میں عربی وفارسی کے اسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے ۱۹۴۹ء میں وہ مدرسہ عالیہ کے پرنسپل بن کر آئے اور ۴ رجنوری ۱۹۶۴ء کو کوئی چھ سال کے بعد مدرسے سے سبکدوشی کے بعد وہ مولانا آزاد کالج کلکتہ میں اپنی سابقہ ملازمت پر واپس چلے آئے۔ یہاں وہ عربی، فارسی کے اسسٹنٹ پروفیسر تھے۔ وہ ۱۹۶۷ء میں پروفیسر مقرر ہوگئے جہاں وہ دس سال تک عربی وفارسی کے صدر رہے۔ ۱۹۷۷ء میں ان کی خدمات پبلک سروس کمیشن مغربی بنگال نے حاصل کرلی۔ وہ پانچ سال تک کمیشن میں اپنے فرائض بحسن وخوبی انجام دیکر ۱۹۸۲ء میں ریٹائر ہوئے۔ وہ تقریباً بیس سال تک کلکتہ یونیورسیٹی میں عربی وفارسی کے جزوقتی لکچرر کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔

مسعود حسن کے علمی وادبی ذوق کے بارے میں اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ کم عمری ہی میں جب وہ مدرسہ کے طالب علم تھے ان کے افسانے، دوسری ادبی تحریریں اور عربی سے ترجمے مسعود حسن داناپوری کے نام سے ادبی دنیا، ہمایوں، ساقی اور موقر ادبی رسالوں میں شائع ہوتے تھے۔

وہ کلکتہ یونیورسیٹی میں ایم۔اے کے طالب علم تھے انہوں نے اپنا ایک مضمون سید سلیمان ندویؒ کو معارف میں اشاعت کے لئے بھیجا۔ یہ جولائی ۱۹۴۲ء میں شائع ہوا۔ پھر معارف میں ان کے متعدد مضامین شائع ہوئے۔

مسعود حسن اردو نثر اچھی لکھتے تھے انہیں انگریزی زبان پر بھی قدرت حاصل تھی۔ اسلامک کلچر حیدرآباد، جنرل ایشاٹک سوسائٹی بنگال، انڈوایرانیکا کلکتہ، انڈین لٹریچر ساہتیہ اکیڈمی دہلی، السٹریٹڈ ویکلی بمبئی، اسٹیٹس مین کلکتہ، وغیرہ شائع شدہ مضامین اس کے گواہ ہیں۔

مسعود حسن خلیق اور متواضع تھے۔ وہ کم آمیز اور کم سخن تھے۔ خاموش طبیعت رکھتے تھے۔ اور نرم لب ولہجے کے آدمی تھے۔ کبھی اونچی آواز میں بات کرتے نہیں سنا گیا۔ نامناسب بات سن کر بھی وہ عام طور پر

خاموش رہتے۔ اگر کسی مسئلے پر اختلاف ضروری ہوا تو وہ نہایت شائستہ لہجے میں اپنے خیالات کا اظہار کردیتے۔ نہ اپنی بات پر زیادہ اصرار کرتے اور نہ اسے منوانے کے لئے زیادہ جوش وخروش کا اظہار کرتے۔ یہ ان کی زندگی کا عام رویہ تھا۔ خاص مواقع اور مسائل پر ان کا انداز ضرور مختلف ہوتا تھا جو ایک فطری بات تھی۔ وہ عام طور پر جھگڑوں میں پڑنے سے گریز کرتے تھے اور اختلاف سے بچتے تھے۔ ان کی رایوں میں استحکام وصلابت ہوتی تھی اور جب وہ کوئی فیصلہ کرلیتے تھے تو اس پر مضبوطی سے قائم رہتے تھے۔

۲۷ر مئی ۱۹۹۲ء کی شب کو مولانا پروفیسر مسعود حسن طویل علالت کے بعد کلکتہ میں وفات پاگئے۔

◄251► مولانا سید شاہ مراد اللہ فردوسی منیری

مولانا سید شاہ مراد اللہ فردوسی کی پیدائش ۱۳ر محرم ۱۳۳۹ھ/۱۹۱۷ء کو منیر شریف میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام سید شاہ سعید الدین احمد المعروف بہ ابوالفرح شاہ فضل حسین فردوسی تھا۔

مولانا کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ ۱۹۳۶ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی، پٹنہ میں ملا ثانی میں تعلیم حاصل کی، ۱۹۳۷ء میں دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے درجہ عالم میں داخل ہوئے۔ اور ۱۹۴۲ء میں مدرسہ عالیہ کلکتہ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں درجۃ المحدثین کے امتحان میں کامیاب ہوکر وطن واپس آئے۔

۱۹۵۰ء میں آپ کا تقرر بحیثیت ہیڈ مولوی شاہ پور ہائی اسکول متصل منیر ہوا، چند سال کے بعد آپ کا تبادلہ منیر ہائی اسکول میں ہوگیا، جہاں سے آپ ۳۰ر ستمبر ۱۹۸۶ء میں سبکدوش ہوئے۔

مولانا کو شروع ہی سے شعروشاعری سے دلچسپی تھی، ابتداء میں باقر عظیم آبادی، پھر ناطق لکھنوی اور یاس بہاری سے مشورہ سخن لیا، اثر اور مراد تخلص کرتے تھے۔

ملک وبیرون ملک کے مختلف رسالہ وجرائد میں آپ کا کلام شائع ہوچکا ہے۔

مولانا صاحب نسبت بزرگ تھے، آپ کو اپنے بڑے بھائی سید شاہ عنایت اللہ فردوسی سے سلسلہ فردوسیہ میں بیعت وخلافت حاصل تھی، آپ کے بڑے بھائی کہا کرتے تھے کہ علم کی کنجی مراد کے پاس ہے۔ انہوں نے منیر کی تاریخ اور تذکرہ کو یکجا کردیا ہے۔ انکی یہ کاوش ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔ آپ کے مریدان ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کئی دفعہ پاکستان اور بنگلہ دیش کا سفر بھی کیا۔

مولانا سید شاہ مراد اللہ منیری کے تصانیف میں آثار منیر میں منیر شریف کے بزرگوں کے حالات

درج ہیں۔ جب کہ تذکرہ شعرائے منیر میں اردو وفارسی شعراء کے احوال اور کلام درج ہیں۔ آپ کی ایک تصنیف انوار قدسیہ غیر مطبوعہ بھی ہے۔

آپ نے دو حج کئے، ایک مرتبہ ۱۹۶۰ء میں اور دوسری مرتبہ ۱۹۷۷ء میں، اپنے بڑے بھائی مولانا عنایت اللہ فردوسی کے ہمراہ۔

آپ کا انتقال ۶ر مئی ۱۹۹۴ء جمعہ کے دن ہوا، نماز جنازہ ۷ر مئی سنیچر کو ساڑھے دس بجے احاطہ چھوٹی درگاہ میں ادا کی گئی۔ اور احاطہ مخدوم شاہ دولت منیری چھوٹی درگاہ میں حضرت سید شاہ عنایت اللہ فردوسی کے بغل میں دفن کئے گئے۔

‹252› مولانا مہدی رضا خاں مظفری پوری

مولانا مفتی مہدی رضا خاں مروت پور مہنار ضلع مظفر پور حال ضلع ویشالی میں ۱۹۱۲ء/۱۳۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر مدرسہ نور الہدیٰ میں مولانا حکیم محمد سعید خاں مروت پوری سے حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم دار العلوم احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے دربھنگہ میں حاصل کیا۔ برسوں مدرسہ اصلاح المسلمین پتھر کی مسجد پٹنہ میں درس وتدریس کا کام کیا۔ مولانا جید عالم تھے، ساتھ ہی افتاء میں بھی آپ کی شہرت تھی۔

۲۳ر جنوری ۱۹۹۸ء مطابق ۲۳ر رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ کو وفات پائی اور شاہ گنج پٹنہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

‹253› مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ دربھنگوی

مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی بن مولانا عبد الاحد کی ولادت ۱۹۳۶ء میں موضوع جالہ ضلع دربھنگہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر مکتب میں مولانا نوابؒ اور مولانا اسحٰق خاںؒ سے ہوئی۔ ان دونوں حضرات سے قرآن شریف تک کی تعلیم حاصل کی، اسی درمیان والد صاحب نے میزان ومنشعب زبانی یاد کرادی۔ عربی کی تعلیم کی ابتداء مولانا عبد الوہاب دربھنگویؒ سے کی۔ چند ماہ مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ میں ابتدائی عربی کی کتابیں مولانا عبد الجبار سے پڑھیں۔ اگست ۱۹۴۷ء میں مدرسہ محمود العلوم دملہ میں داخل کرادیا گیا۔ وہاں مولانا

محمود احمد نستویؒ کی نگرانی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۹ء میں مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں کافیہ، قدوری وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۵۰ء میں دارالعلوم مئو میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۵۱ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ اور وہیں سے ۱۹۵۵ء میں فراغت حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا نصیر احمد خاں، مولانا محمد نعیم صاحب، مولانا محمد حسین بہاریؒ، مولانا سید فخر الحسنؒ، مولانا محمد جلیلؒ، مولانا بشیر احمد خاںؒ، مولانا معراج الحقؒ، علامہ ابراہیم بلیاویؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ قابل ذکر ہیں۔ آپ نے دورۂ حدیث شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ سے پڑھا۔ آپ کے معاصرین میں مولانا انظر شاہ کشمیری، مولانا وحید الزماں کیرانوی، مولانا حبیب اللہ پالنپوری، مولانا بدرالدین حافظ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ دورۂ حدیث میں قاضی صاحب اوّل آئے۔

فراغت کے بعد حضرت امیر شریعت مولانا منّت اللہ رحمانی صاحبؒ نے خط لکھ کر آپ کو مونگیر بلالیا۔ وہاں جاکر آپ جامعہ رحمانی میں درس وتدریس سے منسلک ہوگئے۔ آپ کے خاص شاگردوں میں سے مولانا منت اللہ مرزاپوری، مولانا حسین سہرساوی اور صغیر احمد رحمانی، مولانا وصی احمد صدیقی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

حضرت امیر شریعت مولانا منّت اللہ رحمانی نے امارت شرعیہ کی تشکیل جدید کی تو انہوں قاضی صاحب ضرورت محسوس کی اور جامعہ رحمانی مونگیر سے امارت شرعیہ میں بلالیا۔ چنانچہ ۶ / شوال ۱۳۹۱ھ سے امارت شرعیہ میں کام کرنا شروع کیا۔

آپ کی خدمات کا اصل مرکز امارت شرعیہ ہے۔ مولانا قاضی نورالحسن پھلواروی قاضی شریعت اول کی وفات کے بعد امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانی نے آپ کو قاضی شریعت مقرر فرمایا۔ آپ نے اپنی ذہانت اور قابلیت کے ذریعہ اس محکمہ کو کمال تک پہونچادیا۔ آپ کے زمانے میں بارہ ہزار مقدمات کے فیصلے ہوئے۔ اس سلسلے میں آپ کا اہم اور نمایاں کام افراد کی تیاری اور قضاۃ کی تربیت ہے۔ اس کے لئے آپ نے تربیت قضاۃ کا پروگرام چلایا۔ ساتھ ہی آپ نے اس خاص مقصد کے حصول کے لئے پھلواری شریف میں "المعہد العالی للتربیت فی الافتاء والقضاء" قائم کیا، جو تربیت قضاء کے لئے پورے ملک میں اپنی نوعیت کا منفرد اور ممتاز ادارہ ہے۔ آپ کے علمی کارناموں میں ایک اہم اور نمایاں کام "اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا کا قیام ہے۔ آپ نے ۱۹۸۹ء میں اس کی بنیاد رکھی۔ آپ کی زندگی میں اس کے ۱۳/ سمینار منعقد ہوئے۔ جن میں تقریباً پچاس نئے مسائل پر فیصلے ہوئے۔ اکیڈمی کے سمیناروں کے ذریعہ علماء کے اندر امت کے مسائل کی فکر پیدا کی۔ مطالعہ وتحقیق کی صلاحتیں بیدار ہوئیں، نوجوان فضلاء میں ایک نیا شعور پروان چڑھا۔

شریعت کا تحفظ بھی آپ کے پیش نظر تھا۔ چنانچہ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی تاسیس میں آپ

شروع ہی سے شریک رہے۔ نومبر ۱۹۷۲ء میں بمبئی میں مسلم پرسنل لاء کا کنونشن ہوا، اس کے داعی آپ بھی تھے۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی کی وفات کے بعد اپریل ۲۰۰۰ء میں بالاتفاق رائے بورڈ کے صدر منتخب ہوئے۔ آپ نے اپنے عہد صدارت میں بورڈ کے دفتر میں توسیع کی۔ دفتر کو منظم اور جدید سہولتوں سے آراستہ کیا۔ قانون سیل کی تشکیل کی۔ مجموعہ قوانین اسلامی کو شائع کیا۔

قاضی صاحب کی فکر کا خلاصہ عدل اور اعتدال ہے۔ وہ احکام فقہ میں افراق وتفریق کو حد درجہ ناپسند کرتے تھے۔ وہ تقلید کے قائل تھے اور اس عہد انحطاط میں ائمہ مجتہدین کے اتباع کو ضروری سمجھتے تھے۔ لیکن یہ بھی کہتے تھے کہ فقہاء کے نفوص اور شارع کے نصوص میں فرق کیا جانا چاہئے اور امت کی مشکلات کو حل کرنے کی خاص حسب ضرورت دوسرے فقہاء کی رائے سے استفادہ کرنا چاہئے۔

آپ کے دور میں امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ نے ہمہ جہت ترقی کی۔ امارت کے تحت پھلواری شریف، کٹیہار، ساٹھی، دربھنگہ اور راور کیلا میں ٹیکنیکل تعلیم کے ادارے قائم کرائے نیز مولانا سجّاد ہاسپٹل کے قیام میں آپ کی کوششوں کو خاص دخل ہے۔

قاضی صاحبؒ اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے بناء پر ملک اور بیرون ملک کے اہم عہدوں پر فائض رہے۔ وہ امارت شریعہ، بہار اور اڑیسہ کے قاضی القضاۃ اور نائب امیر شریعت تھے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر، اسلامک فقہ اکیڈمی اور آل انڈیا ملّی کونسل کے بانی جنرل سکریٹری تھے۔ مجمع الفقہ الاسلامی مکہ مکرمہ کے رکن، المجمع الفقہ الاسلامی جدّہ کے اکسپرٹ ممبر اور الجنۃ الخیریۃ الاسلامیہ کے رکن اعزازی تھے

آپ کو مختلف ملکی اور غیر ملکی ایوارڈ اور اعزازات بھی ملے تھے۔ جن میں سے چند یہ ہیں:۔

(۱) الامین ایجوکیشنل ٹرسٹ کی جانب سے کمیونٹی لیڈر شپ ایوارڈ

(۲) انسٹی آف آبجکٹیو اسٹڈیز نئی دہلی کی طرف سے شاہ ولی اللہ ایوارڈ

(۳) امریکن فیڈریشن آف مسلمس (افمی) کی طرف سے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ایوراڈ

(۴) مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن آف ساؤتھ انڈیا (میسی) کی جانب سے بہترین اسلامی شخصیت ایوارڈ۔

(۵) احکام شریعت اسلامی کی تطبیق کے لئے قائم حکومت کویت کی اعلیٰ مشاورتی کمیٹی کی طرف سے فقہی ایوارڈ

(۶) حکومت مراکش کی طرف سے بہترین اسلامی اور علمی خدمات پر گولڈ میڈل

اس کے علاوہ آپ کی بہت سی علمی یادگاریں بھی ہیں۔ قضاء کے موضوع پر ایک قدیم ہندوستانی مؤلف قاضی عمادالدین اشفر قانی (م ۶۴۶ھ) کی "صنوان القضاء وعنوان الافتاء" پر آپ نے تحقیق و

تعلیق کا کام کیا۔ جو چار جلدوں میں ہے، اور وزارت اوقاف کویت کی جانب سے شائع ہو چکی ہے۔ آپ نے مولانا عبدالصمد رحمانی کی کتاب "الفسخ والتفریق" پر بھی تعلیق کا کام کیا ہے۔ فقہ اور اصول فقہ سے متعلق آپ کے قیمتی مقالات کا مجموعہ "مباحث فقہیہ" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔

۱۹۹۷ء میں آپ نے بنگلور میں سیرت نبویؐ پر خطبات دئے تھے یہ پانچ خطبات تھے۔ جو خطبات بنگلور کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کی نگرانی میں موسوعہ فقہیہ، (مطبوعہ وزارت اوقاف کویت) کی اکثر جلدوں کے ترجمے کا کام مکمل ہو گیا تھا، اور اسلامی فقہ اکیڈمی کے تحت اب بھی یہ کام جاری ہے۔

خلاصہ یہ کہ بیسویں صدی آخری چوتھائی میں جن شخصیتوں نے ہندوستانی مسلمانوں پر گہرے اثرات چھوڑے ان میں سے ایک اہم ترین شخصیت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کی ہے۔

قاضی صاحبؒ اردو اور فارسی کے علاوہ ہندی اور انگریزی سے بھی واقف تھے۔ انگریزی زبان سے واقفیت کی وجہ سے جدید علوم سے بھی ناآشنا نہیں تھے۔

۴/اپریل ۲۰۰۲ء کو آپ کا وصال دہلی میں ہو گیا۔ جنازہ کی نماز دوبار دہلی میں، ایک بار پھلواری شریف پٹنہ میں اور چوتھی بار مہرولی دربھنگہ میں پڑھائی گئی۔ اور ۵/اپریل ۲۰۰۲ء کو بعد نماز عشاء مہرولی میں مدفون ہوئے۔

254 مولانا معروف بھاگلپوری

مولانا معروف بن شاہ منصور دانشمند اور دادا کا نام مخدوم شاہ برہان الدینؒ ہے۔ آپ مشہور عالم دین اور ولی کامل تھے۔ آپ کا ذکر کرسی نامہ سادات دیورہ میں مرقوم ہے۔

دیورہ کے ذخیرہ میں آپ کا ایک قلمی خط آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا نامی الدینؒ کے نام ہے جو حضرت مولانا شہباز محمد کے شاگردوں میں تھے، اس خط میں آپ نے تحریر کیا ہے کہ حضرت مولاناؒ کو حضرت شاہ معروف کے جد امجد حضرت شاہ برہان الدین سے بیعت کی حیات مبارکہ مصنفہ مولانا عبد الواسع صدیقی میں بھی ہے۔ ویسے تو حضرت مولانا شاہباز محمد کی بیعت شاہ یسین سامانی الدہلوی سے ہے مگر مختلف سلاسل کی اجازت وخلافت کے سلسلہ میں اکثر کئی بزرگوں سے بیعت وخلافت کی جاتی ہے۔ اس طرح دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

آپ کی وفات کا سال معلوم نہیں۔ آپ کا مزار محلّہ معروف چک بھاگلپور میں موجود ہے۔ وہ محلّہ آپ کے ہی نام سے مشہور ہے۔ وہاں آپ کی قدیم تاریخی مسجد اور اس سے متصل بڑا حجرہ بھی اب تک موجود ہے۔ گرچہ بے حرمتی کا شکار ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

◄255► ملا معین الدینؒ بھاگلپوری

آپ حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوری قدس سرہ کے شاگرد اور خلیفہ ہیں۔ آپ کو بحکم حضرتؒ موضع لکھن پور (مونگیر) میں اشاعت دین اور ترویج سنت کا موقع ملا۔ آپ نے وہاں محلّہ ملا چک بسایا اور آپ کا مزار وہاں واقع ہے۔ آپ جید عالم اور صاحب حال بزرگ تھے۔ آپ کے مزار میں ایک کتبہ بھی ہے جو نستعلق حروف میں لکھا ہوا ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

◄256► مولانا منان محی الدین بھاگلپوری

مولانا منان محی الدین، حضرت مولانا شہباز محمدؒ کے شاگرد و خلیفہ تھے۔ نہایت بلند پایہ عالم اور جلالی بزرگ گذرے ہیں۔ آپ کا تذکرہ "صحیفۂ شہبازیہ" نیز "ہند اور پاک کے اولیائے کرام" میں ملتا ہے۔ ایک مرتبہ کچھ علمائے سوء کے بہکانے پر حاکم شہر نے حضرت شہباز محمدؒ کو دعوت کے بہانے بلا کر بے ادبی کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت منان محی الدین نے جلال میں آ کر بد عاء کر دی اور وہ ہلاک ہو گیا۔ اس پر حضرت مولانا شہباز محمدؒ نے ان کی تنبیہ فرمائی اور انہیں روزانہ مدرسہ آنے سے منع فرمادیا۔ صرف جمعرات کے دن حاضری کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ کا مزار بھاگلپور کے نزدیک مصطفیٰ پور (پورینی) میں ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿257﴾ شاہ مسکین بھاگلپوری

آپ وہ عالم دین اور بزرگ ہیں جن کے نام نامی پر بھاگلپور محلہ مسکین چک آباد ہے اور حبر لاہی روڈ پر آپ مزار نہایت بلند ٹیلے پر واقع ہے۔ آپ شاہ معروف قدس سرہ کے قرابت دار ہیں اور خانوادہ شہبازیہ سے قرابت رکھتے ہیں۔ وفات کا سال معلوم نہیں۔

﴿258﴾ مولانا میر سید محمود دیوروی

مولانا میر سید محمودؒ سادات دیورہ کے مورث اعلیٰ ہیں۔ جنہوں نے مصر کے تخت وتاج کو خیر باد کہہ کے وہاں سے خروج کیا اور اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر ہندوستان کی جانب کوچ کیا۔ آپ کے والد ماجد حضرت میر سلطان محمدؒ اور جد امجد حضرت سلطان ابواسحٰق محسن معروف بہ جگجوتؒ نے چارونا چار آپ کو وداع کیا اور آپ مع اہل وعیال کے جادہ پیمائے راہ ہدایت ہوئے۔ آپ کے قلب پر علم وعرفان کی وہ تجلیاں نمودار ہوئیں کہ تخت وتاج ہیچ نظر آنے لگا۔

''چوں میر محمود بن میر محمد را مرضیات الٰہی گشت روے از پدر اسمہ میر محمد از جد خود اسمہ سلطان ابواسحٰق محسن معروف بہ جگجوت ظاہر کردند۔ خواہ ناخواہ رخصت شدہ راہ ہندوستان پیش آورند''

(سادات دیورہ قلمی)

آپ سرکار دوعالم حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم حضرت عباسؓ کی نویں پشت میں ہیں۔

''میر محمود بن میر محمد بن سلطان ابواسحٰق المعروف بہ جگجوت بن سلطان بازید بن سلطان ابواسحٰق مصری بن بندگی حضرت خواجہ عبداللہ بن امیر المومنین حضرت عباسؓ''

اسی کے متوازی خلفائے عباسیہ کا سلسلہ ہے جو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے علی ابواسحٰق۔ محمد بن علی عباس (م۔ ۷۴۴ء/ ۱۲۶ھ) ابوالعباس عبداللہ سفاح (م۔ ۷۵۴ء/ ۱۳۶ھ) ابوجعفر منصور خلیفہ بغداد (م۔ ۷۷۵ء/ ۱۵۸ھ) محمد مہدی (م۔ ۷۸۵ء/ ۱۶۹ھ) محمد ہادی (۷۸۶ء/ ۱۷۰ھ) خلیفہ ہارون الرشید (م۔ ۸۰۹ء/ ۱۹۴ھ) محمد امین (م ۸۱۴ء/ ۱۹۸ھ) محمد مامون (م۔ ۸۳۳ء/ ۲۱۸ھ) اور معتصم باللہ (م ۸۴۱ء/ ۲۲۷ھ) تک پہنچا۔ میر محمودؒ ۱۲۹۰ء/ ۶۵۰ھ سے ۱۳۱۷ء/ ۷۰۵ھ کے دور کے بزرگ ہیں۔

تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خلجی دور میں کشمیر کی حسین وادی میں تشریف لائے۔ کشمیر کا بادشاہ آپ کے حسن ظاہری و باطنی پر شیفتہ ہو گیا اور آپ کا عاشق زار اور معتقد ہو گیا۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ میر ۷۱۵ھ میں ایک درویش کی حیثیت سے کشمیر آئے اس وقت راجہ سنہ دیو کی حکومت تھی جو آپ کا معتقد ہو گیا۔ غالباً اسی کے کچھ قبل آپ کی تشریف آوری ہوئی۔ کیونکہ تذکروں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت میر محمود تمام بادشاہ کے اصرار پر وہیں رہ گئے اور بادشاہ کے انتقال کے کچھ ہی دن بعد آپ بھی رحلت فرما ہوئے۔ آپ کشمیر میں ہی مدفون ہیں۔ آپ کے اٹھارہ صاحبزادگان جن میں ہر ایک کے گیارہ فرزندگان تھے اور جنکے ہمراہ کل پانچ سو کی تعداد میں ہمسفر تھے۔ کشمیر سے رخصت ہو کر بنارس آئے۔ جہاں راجہ بنارس سے جنگ میں زیادہ تر افراد شہید ہوئے اور گنج شہیدان میں آسودہ ہیں۔ آپ کے صاحبزادگان میں میر معز الدینؒ۔ میر احمدؒ اور میر سیف اللہؒ ضعیفوں اور بچوں اور مستورات کو لیکر کچھ ہمراہیوں کے ساتھ بہار کی طرف پہلے ہی روانہ کر دیئے گئے تھے۔ انہی میں میر سراج الدینؒ کے صاحبزادے تھے جن سے سادات دیورہ کی بستیاں آباد ہوئیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

◄259► مولانا میر معز الدین دیوروی

مولانا میر معز الدین سادات دیورہ کے وہ مورث اعلیٰ ہیں جو دیورہ تشریف لائے اور جنکے چھوٹے بھائی میر سراج الدینؒ (شہید بنارس) کی اولاد سے نسل سادات دیورہ پھیلی۔ آپ کے ساتھ آپ کے دو بھائی حضرت میر احمد اور میر سیف اللہ بھی تشریف لائے۔ آپ حضرات پہلے موضع مانجھی کو ندتہ پہنچے جہاں برہیہ قوم نے آپ کی بہت تواضع کی۔ یہ محمد تغلق عرف جوناں خاں کے چچازاد بھائی فیروز شاہ تغلق کا زمانہ تھا۔ اس وقت ملک ابراہیم بیاؒ صوبہ بہار کے گورنر تھے۔ انہوں نے آپ حضرات کی پذیرائی فرمائی اور حویلی و جاگیر وغیرہ نذر کیں۔ نیز باغیوں اور لٹیروں کی سرکوبی کی مہم پر روانہ کیا۔ آپ حضرات نے دیورہ وغیرہ کے علاقے فتح کیا اور آپ کو نذر کیا اور آپ حضرات نے وہاں اپنی بستی بسائی۔

آپ نے اندوا اور پرکاش نامی باغیوں سے علاقہ کو آزاد کرایا اور کفر و شرک کی پامالی فرمائی۔

میر معز الدین کی اولاد کا ذکر نہیں ملتا۔ آپ دیورہ شریف میں ہی آرام فرما ہیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

باب ن

﴾260﴿ مخدوم شاہ پیر نظیر

مخدوم شاہ پیر نظیر کا اصل وطن چتر ساری موضع جونپور تھا۔ تبلیغ اسلام کی غرض سے چھپرہ تشریف لائے، اور نبی گنج چھپرہ میں اقامت اختیار کرلی۔ آپ کے حالات زندگی کی تفصیل معلوم نہیں ہوسکی۔ البتہ اتنا معلوم ہوسکا کہ آپ حضرت شاہ پیر محلّہ ٹیلہ لکھنؤ کے خلیفہ ومجاز تھے اور قادریہ سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ شیخ نے تبلیغ دین کے لئے لکھنؤ سے چھپرہ کے لئے روانہ کیا۔ چھپرہ تشریف لاکر آپ نے قابل قدر خدمات انجام دیئے۔ آج بھی آپ کے فیوض وبرکات کے آثار نمایاں ہیں۔ آپ کی وفات سنہ ۱۱۰۱ھ/۱۶۸۹ء میں چھپرہ میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

﴾261﴿ مولانا نقی بھاگلپوری

مولانا نقی حضرت مولانا شہباز محمدؒ کے صاحبزادہ اور تیسرے سجادہ نشیں ہیں۔ آپ سنہ ۱۰۸۷ھ/۱۶۵۹ء میں مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے۔ مدرسہ میں طلباء کی تعداد آپ کے دور میں ۲۰۰ تھی۔
آپ پندرہ سال تک منصب سجادگی کو بحسن وخوبی انجام دیا اور درس وتدریس نیز طلباء وفقراء کی دادرسی کے عظیم فرائض کو بدرجہ اتم نبھایا۔ سنہ ۱۱۰۲ھ/۱۶۹۰ء میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار مبارک آستانہ عالیہ شہبازیہ کے اندر دکھن جانب کی قطار میں پچھّم سے چوتھا مزار ہے۔

﴾262﴿ مولانا ناطق بھاگلپوری

مولانا ناطق بھاگلپوری کی پیدائش سنہ ۱۲۲۳ھ/۱۸۰۸ء میں ہوئی۔ آپ حضرت قاضی فائق کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ آپ عصری علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ ادب، رمل، جفر، تصوف وغیرہ میں دسترس رکھتے تھے۔ آپ نے ''حدیقہ شہبازی'' مصنفہ خواجہ محمد شاہ شہرت عظیم آبادی کی ترتیب واشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا اور قطعہ تاریخ لکھا۔
آپ کی تصنیف سعید الکلام ہے جو مکتوب کی شکل میں ہے اور جس میں ۱۰۷ مکتوبات ہیں جن

میں ۹ر مکاتیب منظوم ہیں۔اس میں آپ نے ادب،فصاحت و بلاغت کے نایاب نمونے پیش کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف عصری علوم وفنون پر گفتگو کی ہے اور مختصر حالات اولیاء اللہ نیز احوال خانوادہ بھی پیش کئے ہیں۔اپنے پسندیدہ فارسی، اردو اور ہندی کے اشعار، دیگر شعراء کے اشعار، نیز اپنے اشعار بھی رقم کئے ہیں۔

آپ نے آبائی مکان کے نزدیک ۱۲۵۲ھ/ ۱۸۳۷ء میں ایک مسجد تعمیر کرائی۔ دوسری مسجد آپ اپنی ملازمت کے دوران سیوان میں کورٹ کمپاؤنڈ کے اندر تعمیر کی جو منصفی مسجد کے نام سے مشہور ہے اور اس میں اپنی ذاتی جائداد بھی وقف کی۔اس کی تعمیر کا قطعہ تاریخ سعید الکلام میں ہے۔

سعید الکلام سے ہی پتہ چلتا ہے کہ آپ ڈنڈکھورا(۱۲۸۱ھ/۱۸۶۳ء)،مظفر پور (۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء)، سیوان (۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء)اور رام نگر ڈنڈکھورا (۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء)میں رہے۔اس کے بعد بھی آپ مختلف مقامات پر ملازمت کے سلسلے میں رہے اور علم وعدل کے فیض سے لوگوں کو نوازا۔آپ نے مختلف مقامات پر قیام کے قطعات تاریخ لکھے ہیں جن میں ایک ہی مصرع ''ظل باعدل مولوی ناطق''میں مختلف حروف کی کمی کر کے ساری تاریخیں برآمد کی ہیں۔ یہ فن کارانہ مہارت آپ کی خصوصیت ہے۔ سعید الکلام کا سن تصنیف ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۵ء اور سن اشاعت ۱۲۸۷ء بمطابق ۲۹/اکتوبر ۱۸۷۱ء روز شنبہ وقت دوپہر لکھا ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

263 مولانا نور محمد آواپوری

مولانا نور محمد بن دوست محمد موضع آواپور ضلع مظفر پور حال ضلع سیتامڑھی میں ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینیات وغیرہ کی تعلیم اردو مڈل اسکول آواپور میں حاصل کی۔اس کے بعد مدرسہ امدادیہ لہریاسرائے دربھنگہ میں، پھر مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میں داخلہ لے کر متوسطات تک کی تعلیم حاصل کی یعنی کنز الدقائق، شرح تہذیب، شرح جامی وغیرہ کا پورا نصاب مکمل کرلیا۔ پھر وہاں سے دار العلوم دیوبند کے لئے ۱۳۳۳ھ میں سفر کیا۔فن تجوید اپنے دور کے ممتاز قاری و حافظ مولانا عبد الوحید سے حاصل کیا۔ دار العلوم دیوبند میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری، مولانا حافظ احمد صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند، مفتی عزیز الرحمان عثمانی، مولانا اصغر حسین دیوبندی وغیرہ علماء کرام سے تحصیل علم کیا۔

دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد تدریسی خدمات کے لئے آپ نے پورنیہ کی سرزمین

کو منتخب کیا اور وہیں دل وجان سے بچوں کی تعلیم وتربیت میں مشغول ہو گئے۔ اپنی خداداد علمی استعداد ولیاقت کو پورنیہ اور اس کے اطراف میں خرچ کیا۔ مولانا کی پوری زندگی علم دین سیکھنے اور سیکھانے میں گذری ہے۔ ان کا شمار پورنیہ اور اس کے قرب وجوار میں بڑے علماء میں ہوتا تھا۔ مولانا کی علمی شہادت کیلئے حضرت کشمیری سے فیض حاصل کرنا کافی ہے۔

مولانا کا وصال ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء کو پورنیہ میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

‹264› مولانا شاہ محمد نعمت اللہ گوپال گنجیؒ

مولانا شاہ نعمت اللہ صاحبؒ قدیم سارن کے شہر چھپرہ سے تقریباً پچاس میل شمال ومغرب کے گوشہ میں ایک گاؤں ''نوتن ہریا'' میں ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۱ء میں پیدا ہوئے اور والدین نے نام محمد نعمت اللہ رکھا، بعد میں حضرت میاں اور شاہ صاحب کے لقب سے معروف ہوئے والد بزرگوار کا اسم گرامی شیخ امیر علی تھا۔

ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ مختلف مدارس اسلامیہ سے تعلیم حاصل کر کے اعظم گڑھ ضلع مئو کی ایک مشہور آبادی بھیروہ ولید پور میں حضرت شاہ محمد احسان اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ احسان اللہ بھیروی، حضرت مولانا عبدالعلیم فاروقی کے مرید وخلیفہ تھے اور اپنے بھائی شاہ ابواسحٰق بھیروی کے ،اور شاہ ابوالغوث گرم دیوان قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔

اس کے بعد حضرت محمد چاندشاہ قدس سرہ کی خدمت میں ٹانڈہ حاضر ہوئے۔ وہاں کچھ عرصہ تک رہ کر انہوں نے تعلیم روحانی کی تکمیل کی اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہو کر وطن تشریف لائے اور اپنے مرشد کے حکم سے وہیں خلوت گزیں ہو گئے۔

۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء تک اپنے وطن مالوف نوتن ہریا میں مقیم رہ کر اللہ کے نام کی روشنی پھیلاتے رہے ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء میں یکا یک کوئی اشارہ غیبی وارد ہوا۔ آپ نے وطن سے ہجرت کا قصد فرمایا۔ اعزاء واقرباء اصرار کرتے رہے مگر آپ نے کسی بات پر توجہ نہ دی، یکہ پر بیٹھ کر اپنی بستی سے پورب جانب تشریف لے گئے، لوگ پوچھتے کہ حضرت کہاں کا قصد ہے؟ فرماتے جہاں اللہ پاک کو منظور ہو۔ وہاں سے کچھ فاصلہ پر ''اندروا عباد اللہ'' نامی ایک بستی ہے وہاں کے لوگوں نے از راہ عقیدت مندی بہت اصرار کیا تو آپ نے وہاں قیام فرمانا منظور فرمالیا، چنانچہ وہاں عقیدت مندوں نے ایک خانقاہ بنوادی اور آپ

تادم وصال وہیں تشریف فرما رہے۔

اندروا تشریف لانے کے دوچار دنوں کے بعد کچھ احباب نوتن کے اور کچھ احباب دوسرے مقامات کے حضور میں حاضر ہوئے، ان لوگوں کا تقاضہ ہوا کہ پھر نوتن تشریف لے چلئے۔ مگر آپ وہاں واپس نہیں گئے۔ اندروا میں بھی آپ اسی استقامت، فراغت قلب اور یکسوئی وقناعت کے ساتھ عبادت وریاضت ذکر وفکر، تربیت سالکین اور تزکیہ قلوب میں مصروف رہے۔ جو نوتن میں آپ کا شعار تھا۔

امام غزالی، شیخ فریدالدین عطار، شیخ سعدی، مخدوم شیخ شرف الدین یحییٰ منیری، مجددالف ثانی وغیرہ صوفیائے کرامؒ کی تصانیف برابر آپ کے مطالعہ میں رہا کرتی تھیں۔ ان کے مسائل ودقائق پر پورا پورا عبور تھا اور تصانیف میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی کتابیں بڑی دلچسپی سے سنا کرتے تھے اور بیچ بیچ میں اسرار ومعارف بیان کرتے۔ آپ ذہن ثاقب ورائے صائب رکھتے تھے۔ ہر معاملہ کو خوب سمجھتے تھے، خود تارک الدنیا تھے، قانع اور بے طمع تھے۔ لیکن دنیاداروں سے خواہ وہ وکلاء ہوں، حکام ہوں، زمیندار ہوں، مقدمہ باز ہوں، ملتے تھے اور انہیں نصیحتوں سے نوازتے تھے اور ان کے لئے دعا خیر کرتے تھے۔ آپ کے دربار میں چھوٹے بڑے، امیر غریب، جاہل عالم، ہر ایک کے ساتھ اچھا برتاؤ اور حسن سلوک ہوتا، اخلاق محمدی کے مجسم نمونہ تھے۔ امراء وحکام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، ان کے ساتھ اکرام کا معاملہ فرماتے، مگر خوش آمدید کی گفتگو کبھی نہ فرماتے، نہ ان کی تعظیم کے لئے کبھی کھڑے ہوتے، البتہ برادران طریقت خصوصاً مئو کے مشہور محدث مولانا عبدالغفار تشریف لاتے تو آپ کھڑے ہوتے اور مصافحہ کرتے۔

حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ کا آبائی وطن نوتن علاقہ اچکا گاؤں ضلع گوپال گنج میں تھا۔ زندگی کا زیادہ حصہ وہیں گذرا۔ لیکن بعد میں آپ نوتن سے اندروا عباداللہ منتقل ہوگئے جہاں سید سالار مسعود غازی کے رفقائے کار میں حضرت قاسم شہیدؒ کا مزار بستی سے پچھم ایک احاطہ میں ایک بڑے درخت کے نیچے ہے۔ حضرت نے اسی تاریخی مزار کے قریب قیام فرمایا، جہاں آپ کے لئے مکان بنادیا گیا اور آپ نے خانقاہ اور مسجد کی تعمیر کرائی۔ اندروا عباداللہ تھاولے جنکشن سے تین کیلومیٹر پچھم قدرے اتر ۲۶/درجہ، ۲۷/دقیقہ شمالی اور ۸۴/درجہ ۲۳/دقیقہ مشرق پر سطح سمندر سے تقریباً ۲۲۵ رفٹ کی بلندی پر یہ ضلع کے صدر مقام گوپال گنج سے براہ راست سڑک تقریباً نو کیلومیٹر دکھن پچھم ہے۔ وہیں آپ عبادت وریاضت میں مشغول رہے۔

آپ کے کئی رسالے محفوظ ہیں، ان میں سے نجات آخرت، انوار القلوب، مثنوی باری، مکتوبات نعمت، تفسیر نفس امارہ منظوم، کشکول نعمت، نصیحت نامہ منظوم، مکاتیب منظوم، مجربات نعمت، مناجات

منظوم، بارہ ماسہ، رسمی رسالے، سمیات نعمت میں جمع کر کے مولانا محمد خلیل انصاری نے شائع کر دیا ہے۔

۱۰ر جمادی الآخر ۱۳۴۸ھ روز چہار شنبہ دو بجے رات میں موضع اندر وا عباد اللہ میں آپ کا انتقال ہوا اور مورخہ ۱۱ر جمادی الآخر ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۴ر نومبر ۱۹۲۹ء کو چار بجے آپ کی تعمیر کردہ مسجد کے شمالی صحن میں دفن کئے گئے۔

265 مولانا نور محمد انجم مانپوری

مولانا نور محمد انجم مانپوری خلف اصغر محمد باقر مرحوم ۱۳۰۰ء مطابق ۱۸۸۰ء میں مانپور ضلع گیا میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں شہر گیا سے دو میل کے فاصلے پر شمال مشرق میں پھلگو ندی کے کنارے واقع ہے۔

آپ عربی و فارسی کی ابتدائی تعلیم گیا میں حضرت مولانا عبد الغفار اور مولانا خیر الدینؒ سے حاصل کی۔ پھر ندوۃ العلماء لکھنؤ میں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی (م۔ ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء) کے ہم درس ہو گئے۔ پھر مراد آباد آ گئے اور مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد میں مولانا احمد حسین امروہوی اور مولانا محمود حسن سہسوانی سے تعلیم حاصل کی پھر گیا واپس آ گئے۔ یہاں مدرسہ کنز العلوم میں مولانا عبد الوہاب فاضل بہاری، منطقی کے حلقۂ درس میں داخل ہو گئے ۱۹۰۶ء میں آپ کی دستار بندی ہوئی، اس موقع پر علامہ شبلی نعمانی، علامہ عبد الحق حقانی صاحب تفسیر حقانی اور مولانا عبد الوہاب منطقی نے شرکت فرمائی تھی، حضرت مولانا سید امیر حسن شوق بلیاوی نے انجم مانپوری کے سر پر دستار فضیلت باندھی، اس کے بعد کی زندگی انجم مانپوری نے محلّہ موریا گھاٹ میں گزاری۔

تحصیل علوم سے فراغت کے بعد ۱۹۰۷ء میں حافظ رفیق مرحوم خطیب جامع مسجد سرائے گیا (م۔ ۱۹۵۴) کے شامل محلّہ چھتہ مسجد گیا میں ایک ٹیلرنگ شاپ کھولا، جس کا نام رفیق انجم کمپنی رکھا، لیکن یہ مشغلہ زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکا، آخر کار انجم اپنے والد کو تعاون کرنے لگے، پھر گیا واپس آ گئے اور تجارت میں اپنے بھائیوں کے ساتھ ہو گئے۔ پھر لاہور پہنچے اور وہاں مولانا ظفر علی خاں نے اپنے اخبار "زمیندار" میں سب ایڈیٹر کی خدمت سپرد کی، مولانا ظفر علی خاں کی مزاحیہ تحریروں سے آپ بہت متاثر ہوئے۔

۱۹۱۴ء میں انجم مانپوری نے ایک نیم مذہبی رسالہ "رہنما" گیا سے جاری کیا، چند سال بعد مالی مشکلات کی وجہ سے یہ رسالہ بند ہو گیا۔ رسالہ ہندوستان کے اہل علم حضرات میں مقبول و معروف رہا۔

انجم سنجیدگی میں انجم اور طنز ومزاح میں مانپوری تخلص کرتے تھے، مزاح نگاری میں انجم یگانۂ روزگار تھے۔ برصغیر میں آپ کو شہرت وناموری کی سند حاصل ہوئی۔

۲۷/اگست ۱۹۵۸ء کو پانچ بجے شام کے وقت آپ کا انتقال ہوا، اور رام پور شیلا پہاڑ کے دامن میں گیا امام باڑہ کی پشت پر مدفون ہوئے۔

266 مولانا شاہ محمد نور الہدیٰ سارنی

مولانا شاہ محمد نور الہدی کی کنیت ابوالحیا تھی۔ مولوی حافظ عبدالکریم کے صاحبزادے اور مولوی شاہ عبدالرحمان کے پوتے تھے، مولد ومسکن سیوان ضلع سارن (موجودہ ضلع سیوان) تھا۔ ولادت ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء ہوئی۔ پروفیسر علی حیدر نیر نے سال ولادت ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء تحریر کیا ہے۔

آپ کا خاندان بلیا (یوپی) سے آکر سیوان (بہار) میں آباد ہو گیا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ عربی کی تعلیم حضرت مولانا جمیل احمدؒ سے حاصل کی۔ فارسی کی تعلیم شاہ اسد اللہ سے مکمل کیا۔ ان بزرگان کے وصال کے بعد ان کے بھائی انہیں مولوی فاروق چھپروی کی خدمت میں دیا، ان سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد سیوان چلے آئے اور حکیم محمد حسن سے تعلیم شروع کیا اور انہیں سے تعلیم کی تکمیل کی۔

گھریلو پریشانیوں کی وجہ سے ملازمت کی تلاش میں لگ گئے۔ اور مشن اسکول سیوان میں ہیڈ مولوی کے عہدہ پر فائز ہوئے۔

حضرت مولانا مشن اسکول میں اپنے دینی فرائض سے غافل نہ رہے۔ اسکول میں تبدیلی مذہب کا سلسلہ پوشیدہ طریقہ سے چل رہا تھا۔ لڑکے عیسائی بنائے جا رہے تھے۔ اس کے خلاف انہوں نے پوشیدہ تحریک چلائی۔ اس میں بہت حد تک انہیں کامیابی بھی حاصل ہوئی۔

آپ نے قومی تحریک میں کھل کر حصہ لیا۔ اسکول کی ملازمت سے الگ ہونے کی ضرورت پیش آئی تو اس سے الگ ہو گئے۔ اس کے بعد تجارت شروع کیا۔ لیکن پھر اپر مکتب میں مدرس ہو گئے۔ پھر ملازمت ترک کر کے مطب قائم کیا اور دار الصحت نام رکھا۔ عمر کے آخری حصہ میں اسلامیہ اسکول سیوان میں ہیڈ مولوی کے عہدہ پر بحال ہوئے۔ تقریباً دس سال تک درس وتدریس میں منہمک رہے اور اس عہدہ سے سبکدوش ہوئے۔

مولانا کو شعر وسخن سے گہری مناسبت تھی، تخلص یکتا اختیار کیا۔ آپ نے فہیم گورکھپوری اور

خواجہ عشرت لکھنوی سے استفادہ کیا۔ آزادی سے پہلے مشاعروں میں بہت زیادہ شرکت کرتے تھے، لیکن بعد کو اجتناب کرنے لگے۔ مصر سخن اور حسن ادب آپ کے دو شعری مجموعے ہیں یہ دونوں شائع ہو چکے ہیں۔

اردو قاعدہ، عربی قاعدہ، آسان تواریخ ہند، آسان جغرافیہ، آسان علم صحت، فرہنگ خیابان، لالہ زار اور شرح فارسی نو آپ کی علمی یادگار ہے۔

مولانا عرصہ تک انجمن ترقی اردو ہند کے رکن بھی رہے۔ اسی ادب دوستی کے جذبہ کے تحت انہوں نے مطبع یادگار خیال نام کا ایک دستی پریس بھی قائم کیا تھا، جس کے ذریعہ اردو کی خدمت کرتے تھے۔

عمر طبعی کو پہنچ کر تقریباً ۷۵ یا ۸۰ سال کی عمر میں ایک ہفتہ علیل رہ کر ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء میں انتقال فرمایا۔

﴿267﴾ مولانا حافظ محمد نور الحق بکھروی مظفر پوری

مولانا حافظ محمد نور الحق کے والد کا نام صمدانی تھا۔ آپ کا وطن بکھرا ضلع مظفر پور موجودہ ضلع سیتا مڑھی تھا۔ موضع ململ ضلع دربھنگہ (حال ضلع مدھوبنی)، مدرسہ جامع العلوم مظفر پور اور پوکھریرا ضلع مظفر پور (حال ضلع سیتامڑھی) میں قرآن شریف حفظ کیا۔ غازی پور میں دور سنایا، فارسی کی تکمیل مولانا عبدالاحد شمشاد لکھنوی سے مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور میں کی، پھر اعلیٰ تعلیم کے مدرسہ عالیہ اور دہلی کی فتح پوری مسجد کے لئے سفر کیا۔ وہاں کافیہ تک تعلیم حاصل کی اور تجوید میں مہارت حاصل کی۔ پھر اپنے والد کے اصرار پر مکان سے پٹنہ قریب ہونے کی وجہ سے مدرسہ شمس الہدیٰ، پٹنہ میں داخل ہوئے اور درس نظامی کی تکمیل کی۔

فراغت کے بعد مدرسہ میں ایک مدرس کی ضرورت ہوئی تو بانی مدرسہ جج صاحب مرحوم کی نظر انتخاب آپ ہی پر پڑی، چنانچہ ۱۹۲۵ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ آپ کا طریقہ تعلیم قابل ستائش تھا۔ ۱۹۳۵ء میں فریضہ حج کی ادائیگی کی۔

آپ اچھے حافظ و قاری تھے۔ ملازمت سے سبکدوشی کے بعد بکھرا ہی میں رہے۔ آپ کو مسائل بہت مستحضر تھے۔ مراد پور مسجد میں امامت کے فرائض بھی انجام دیئے۔

آپ کی وفات ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۰ء کے درمیان ہوئی اور اپنے آبائی گاؤں بکھرا میں مدفون ہوئے۔

268 مولانا نوازش کریم کنہوانوی

مولانا نوازش کریم اپنے گاؤں کنہواں ضلع بیلا مچپکونی ضلع مظفر پور حال ضلع سیتامڑھی میں ۱۳۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے مورث اعلی موضع تیسی پرسونی تھانہ بسفی ضلع دربھنگہ موجودہ ضلع مدھوبنی سے آکر کنہواں ضلع سیتامڑھی میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ والد ماجد کا نام منشی محمد یعقوب بن واعظ الدین حسین بن حاجی عبدالقادر ہے۔

مولانا نوازش کریم نے ابتدائی تعلیم سے متوسطات تک کی تعلیم مدرسہ اشرف العلوم کنہواں میں حاصل کی، پھر درس نظامی کی آخری تعلیم کی تکمیل کے لئے دارالعلوم دیوبند کا ۱۳۵۶ھ/۱۹۷۳ء میں سفر کیا ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء میں تکمیل کی۔

۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء میں مدرس اشرف العلوم کنہواں میں تدریسی خدمت انجام دینا شروع کیا۔ مولانا ذی استعداد صالح عالم تھے آپ کو فارسی زبان وادب میں خوب ملکہ حاصل تھا، فارسی کی بڑی کتابوں کو خاص طور پر یوسف زلیخا کو بہت ہی خوش الحان آواز میں پڑھاتے تھے، ان کا انداز نہایت ہی شیریں تھا۔ مولانا کے بہت سے شاگرد ہیں، ان میں مولانا محمد مصطفیٰ آواپوری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ وہ چار سال ۱۹۶۸ء سے ۱۹۷۲ء تک ان کی خدمت میں رہے۔ آپ کے گھر کا سوداسلف خرید کر لاتے۔

پورے گاؤں میں ہندو مسلمان سب پر آپ کا رعب و دبدبہ تھا۔ جس پنچایت میں آپ نہیں جاتے تھے، تو کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوتا تھا۔ گاؤں میں جو بھی واقعہ رونما ہوتا تھا سب کا فیصلہ خود فرماتے تھے۔ کوئی مقدمہ وغیرہ تھانہ میں آپ کے دور میں نہیں پہنچتا تھا، اور نہ کسی کو آپ کی اجازت لئے بغیر جانے کی ہمت ہوتی تھی۔ سماجی ومعاشرتی ومعاشی مسائل میں آپ کو ملکہ تامہ حاصل تھا۔

عوام ہو یا حکمراں طبقہ کسی سے بھی آپ مرعوب نہیں ہوتے تھے۔ سابقہ خاندانی وجاہت وسیادت اور قیادت آپ کی گھٹی میں رچی بسی تھی۔ غلط کام کرنے والے کو سخت سزا دیتے تھے اور لوگ اس کو برداشت کر لیتے تھے۔ یہ مولانا کا عوام پر اثر تھا۔

۱۴/اکتوبر ۱۹۸۳ء جمعہ کے دن آپ کی وفات ہوئی اور موضع کنہواں میں مدفون ہوئے۔

﴿269﴾ مولانا سید نجم الہدیٰ رجہتی

مولانا سید نجم الہدیٰ کی پیدائش آبائی گاؤں موضع رجہت ضلع گیا (موجودہ ضلع نوادہ) میں یکم مئی ۱۹۱۲ء میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام سید شاہ شمس الضحیٰ تھا۔ ابتدائی تعلیم مولوی عباس رجہتی اور قاضی سید فاضل سے حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم مدرسہ کبیریہ سہسرام، مدرسہ عزیزیہ بہار شریف، دارالعلوم خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف اور مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ میں حاصل کیا۔ بہار اسٹیٹ مدرسہ اکزامینیشن بورڈ سے فاضل حدیث اور علی گڑھ مسلم یونیورسیٹی سے ایم اے فارسی اور پٹنہ یونیورسیٹی سے عربی اور اردو میں ایم اے کیا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد مختلف تعلیمی اداروں میں تدریسی خدمت انجام دی۔ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ میں شعبہ سنیر کے استاذ رہے۔ اور وہیں سے ریٹائرڈ ہوئے۔ اس کے بعد ایوب اردو گرلس ہائی اسکول پٹنہ سے منسلک ہوگئے۔ اور پھر اورینٹل کالج پٹنہ میں لکچرار اور صدر شعبہ عربی و فارسی کی حیثیت سے تدریسی خدمت انجام دیئے۔

رجہت آپ کا آبائی وطن تھا۔ پٹنہ میں درگاہ گھیرا میں سکونت پذیر رہے۔ اس لئے پٹنہ شہر کے لوگوں کو نصف صدی تک درس و تدریس اور وعظ و نصیحت سے مستفیض کرتے رہے۔ جامع مسجد ٹریننگ اسکول مہندرو پٹنہ میں تقریباً تیس برسوں تک امامت و خطابت کے فرائض انجام دیئے۔ جمعہ کے خطبہ میں قرآن مجید کی آیتوں کا ترجمہ اور تفسیری نکات بیان کرتے تھے۔ اس طرح مکمل تیس پاروں کی تفسیر جمعہ کی خطابت میں بیان کی۔ آپ کا انداز خطابت دلکش تھا۔ مسلکی اختلافات سے پرہیز کرتے تھے، اس لئے ہر مسلک کے لوگ آپ کی خطابت و نماز جمعہ کے لئے حاضر ہوتے تھے۔

ایک رسالہ تحفۂ رمضان علمی یادگار ہے جس میں روزہ کے مسائل و فضائل سے بحث ہے۔ یہ رسالہ طبع ہو چکا ہے۔

آپ کی وفات ۲؍ اگست ۱۹۹۵ء کو پٹنہ میں ہوئی اور شاہ گنج قبرستان میں مدفون ہوئے۔

﴿270﴾ مولانا نظام الدین خلش پٹنوی

مولانا نظام خلش کا آبائی وطن موضع کندھائی ضلع پٹنہ تھا۔ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل

تھے۔ انتہائی وضعدار، نفاست پسند باقرینہ تھے۔ ۱۹۶۵ء میں حاجی پور ضلع ویشالی میں وارد ہوئے اور مدرسہ اسلامیہ انجمن فلاح المسلمین سے درس وتدریس کا کام شروع کیا۔ مولانا وسیع القلبی اور رواداری میں مشہور ہوئے۔ اور اسی کی وجہ سے حاجی پور میں اپنا دائرہ بنایا، بعض ناگریز حالات کی وجہ سے مستعفی ہوکر حاجی پور کی اقامت ترک کردی۔ عوام پر آپ کا گہرا اثر تھا۔ اس لئے لوگوں نے آپ کو پھر حاجی پور کے لئے تیار کرالیا۔ عوام کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے دوبارہ حاجی پور تشریف لائے اور چوک کی جامع مسجد میں امام وخطیب کی حیثیت سے کام شروع کیا۔

مولانا فصیح البیان مقرر تھے۔ ان کی تقریر عالمانہ اور حد درجہ شُشتہ وپاکیزہ ہوتی تھی۔ ان کا اپنا مخصوص ومنفرد لب ولہجہ تھا۔ جوش خطابت میں فصاحت وبلاغت بھی رکھتے تھے۔ خلش تخلص کرتے تھے۔ فارسی اور اردو کے ہزاروں اشعار نہ صرف زبانی یاد تھے۔ بلکہ موقع ومحل کی مناسبت سے اتنا برجستہ شعر پڑھتے کہ لطف دوبالا ہوجاتا۔ خود بھی شعر کہتے تھے۔ مصنف تذکرہ مسلم مشاہیر ویشالی کے مطابق فطری مناسبت نہ ہونے کے باوجود اچھا شعر کہتے تھے۔

۸؍مارچ ۱۹۹۷ء کی صبح مسجد سے متصل اپنے قیامگاہ میں مولانا نے وفات پائی۔ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف اور خانقاہ رحمانی مونگیر سے غیر معمولی عقیدت کی بناء پر مولانا کی خواہش تھی کہ دونوں جگہ میں سے کہیں کے قبرستان میں دفن کرنے کی کوشش کی جائے، لیکن حاجی پور کے معتقدین نے یہ گوارہ نہ کیا کہ وہ کہیں اور دفن ہوں۔ چنانچہ کچہری میدان میں نماز جنازہ ہوئی اور تاریخی سنگی مسجد سے متصل احاطہ میں مدفون ہوئے۔

﴿271﴾ مولانا محمد ناظم ندوی مونگیری

مولانا محمد ناظم اپنے وطن مونگیر میں ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو ونما پائی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، پھر مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی، پٹنہ میں داخلہ لے کر علم کی تحصیل میں مشغول ہوگئے۔ جب یہاں کی تعلیم پوری کرلی تو اعلی تعلیم کیلئے دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ لیا اور اس وقت یہ درسگاہ حضرت علامہ سید سلیمان ندوی، علامہ شیخ تقی الدین ہلالی مراکشی، شیخ الحدیث حضرت مولانا حیدر حسن خان ٹونکی جیسے جید علماء سے آباد تھا۔ ندوہ سے ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت گجرات میں درس وتدریس کیلئے منتخب کئے گئے۔ آپ یہاں ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۴ء تک درس وتدریس میں منہمک رہے۔ اس کے بعد اپنے استاذ محترم حضرت علامہ شبلی کی خواہش پر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں عربی زبان وادب کے استاذ کی حیثیت سے تشریف لائے اور تقسیم ہند تک تدریسی خدمت بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ یہاں آپ کی تدریسی مدت ۱۹۳۴ء سے ۱۹۴۸ء تک ہے۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں پاکستان کی شہریت وسکونت اختیار کرلی۔ اور مشہور جامعہ عباسیہ بھاول پور کے کے شیخ الجامعہ مقرر ہوئے۔ وہاں سے سبکدوش ہونے کے بعد آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے وابستہ ہوئے۔ اس طرح آپ کی زندگی کا زیادہ تر حصہ عربی زبان وادب کی خدمت میں گذرا۔ آپ کو خاص طور پر عربی ادب، شعر ولغت اور نحو سے دلچسپی تھی، حافظہ اس قدر قوی تھا کہ برجستہ سیکڑوں اشعار زبان پر آجاتے، خود بھی عربی میں شاعری کرتے۔

آپ کا ایک دیوان عربی زبان میں آپ کی یادگار ہے۔ عربی تحریر وتصنیف میں بھی ملکہ حاصل تھا۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مشہور عربی رسالہ ''الضیاء'' سے آپ کے سلیقۂ تحریر کو جلا ملی، بعد میں آپ نے ''المنھج الجدید لدراسۃ اللغۃ العربیۃ'' کے نام سے چار جلدوں میں ایک وقیع کتاب بھی تصنیف کی۔ اپنے استاذ محترم علامہ شبلی کی معرکۃ الآرا کتاب ''خطبات مدراس'' کا ترجمہ عربی زبان میں ''الرسالۃ المحمدیہ'' کے نام سے کیا جس میں پوری سیرت نبوی کا پورا نچوڑ آگیا۔ سیرۃ عائشہ کا بھی عربی ترجمہ کیا تھا جو شائع نہ ہوسکا۔

بڑے ذی صلاحیت اور صالح عالم تھے، خاص طور پر عربی ادب کے ایک ماہر اور ممتاز استاذ تھے۔ جس وقت آپ حماسہ یا عربی ادب کی دوسری کتابیں پڑھاتے تو آپ اسے اپنے اوپر طاری کرلیتے تھے۔ جب آپ الفاظ وافعال کے اشتقاقات کی تشریح کرتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ کوئی لغت کی کتاب سامنے کھلی ہوئی ہے۔

بعد میں آپ صوبہ سندھ کی راجدھانی کراچی میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہیں رہ کر اپنا علمی وادبی کارنامہ انجام دیتے رہے۔ ماہ جون ۲۰۰۰ء میں وفات پائی۔

علامہ سید سلیمان ندوی

﴿272﴾ مولانا مفتی محمد نسیم احمد مظفرپوری

مولانا مفتی نسیم احمد ۲۵/دسمبر ۱۹۶۷ء کو مظفرپور کے موضع بیل پکونہ میں پیدا ہوئے۔ جو مشہور بازار بھرواره کے قریب ہے۔ ان کے والد کا نام محمد ہاشم تھا۔ مفتی صاحب نے ابتدائی تعلیم مدرسہ امدادیہ دربھنگہ اور مدرسہ دینیہ غازی پور میں حاصل کیا۔ پھر دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ ۱۹۸۶ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ پھر شعبہ افتاء میں داخلہ لیا۔ دارالعلوم دیوبند میں معین المفتی کی ذمہ داری سپرد کی گئی۔ وہاں ایک سال تک اس سے منسلک رہے۔ ۱۹۸۹ء میں دارالعلوم دیوبند سے مکمل فراغت حاصل کرلی۔ حضرت قاضی مجاہدالاسلامؒ نے ان کی صلاحیت کو دیکھتے ہوئے اپنی صحبت میں رکھ لیا۔ ۱۹۹۲ء میں آل انڈیا ملی کاؤنسل کی تشکیل عمل میں آئی تو انہوں نے اپنے ساتھ ملک کے بڑے شہروں اور قصبات کا دورہ کرایا اور پھر ملی کانسل کے بہار زون کا جنرل سکریٹری بنادیا۔ ساتھ ہی وفاق المدارس الاسلامیہ کا نائب ناظم مقرر کیا۔ فقہ اکیڈمی سے بھی منسلک رہے۔ ۱۹۹۹ء میں امارت شرعیہ کے نائب ناظم کے عہدہ پر فائز کئے گئے۔

مولانا نے تمام اداروں میں خوب محنت اور لگن سے کام کیا۔ اور تنظیم وترقی میں اہم رول ادا کیا۔

مولانا تصنیف وتالیف کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ آپ کی تصانیف میں اسلام اور نکاح، اسلام اور طلاق، اسلام اور وراثت، مسلم معاشرہ میں عورتوں کا مقام ومنصب، بہار کے مسلم مجاہدین آزادی قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے مضامین مجلّہ بحث ونظر، رسالہ دارالعلوم دیوبند، ملی اتحاد اور نقیب میں شائع ہوئے۔ بیرون ملک کا بھی دعوتی دورہ کیا۔ ان میں کویت، دوبئی، بحرین اور سعودی عرب خاص ہیں۔

مولانا کا انتقال ۳۰/جنوری ۲۰۰۳ء جمعرات کو دہلی میں ہوا۔ جنازہ پٹنہ لایا گیا۔ امارت شرعیہ کے احاطہ میں حضرت امیر شریعت مولانا نظام الدین صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ وہاں سے ان کے جسد خاکی کو بذریعہ ایمبولینس ان کے آبائی گاؤں لے جایا گیا۔ یکم فروری ۲۰۰۳ء کو تدفین عمل میں آیا۔

﴿273﴾ مولانا نورالدین بہاری

مولانا نورالدین کی پیدائش ۱۸۹۷ء/۱۳۱۵ھ میں اورنگ آباد میں ہوئی۔ جہاں آپ کے والد

ہائی اسکول میں مدرس تھے ویسے آپ کا آبائی وطن مہونی تھانہ استھانواں ضلع پٹنہ حال ضلع نالندہ ہے۔آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ اورنگ آباد میں ہوئی۔ پھر جامع العلوم کانپور میں، اس کے بعد مولانا ماجد علی جونپوری سے متعدد کتابیں پڑھکر دیوبند تشریف لے گئے اور ۱۹۱۸ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کے شاگردوں میں سے تھے۔ فراغت کے بعد مدرسہ اسلامیہ اورنگ آباد میں مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۱ء کی تحریک ترک موالات کی وجہ سے مدرسہ کی ملازمت چھوڑ دی، کیونکہ یہ نیم سرکاری ادارہ تھا۔ پھر امارت شرعیہ کے مبلغ ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد دہلی تشریف لے گئے۔ جمعیۃ علماء ہند کے نائب ناظم رہے۔ دہلی کے قیام کے زمانہ میں صوبائی کانگریس کے صدر رہے۔ تحریک آزادی کے سلسلہ میں متعدد بار جیل گئے ۱۹۳۲ء میں جمعیۃ علماء ہند کے چوتھے ڈکٹیٹر تھے۔ ۶ رمئی ۱۹۳۲ء کو ایک عظیم الشان جلوس کی قیادت کرتے ہوئے گرفتار ہوئے۔ دو سال قید بامشقت کی سزا تجویز ہوئی۔ قید کے ایام ملتان جیل میں گذارے۔ قید کے زمانہ میں آپ کی اہلیہ کا یکم جولائی ۱۹۳۲ء کو وصال ہوا۔ ان سیاسی مشاغل کے ساتھ درس قرآن کا سلسلہ بھی ہمیشہ جاری رہا۔ آزادی کے بعد بھوپال کے قریب ایک زراعتی فارم حاصل کر کے وہیں سکونت اختیار کرلی۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

◄274► مولانا نعیم الدین دیوروی

مولانا نعیم الدینؒ کا تعلق سادات دیورہ سے ہے۔ آپ مولانا محمد صادرؒ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ ویسؒ اور جد امجد حضرت مولانا شاہ زکریاؒ ہیں۔ مؤخر الذکر جلیل القدر بزرگ حضرت شاہ تیم اللہؒ کے پوتے ہیں۔ آپ تمام حضرات فضل و کمال کا مرجع رہے۔

مولانا نعیم الدین عرف نعمان نے پلتہ میں تحصیل علم و فضل کیا۔ آپ ۱۰۵۰ھ سے ۱۱۰۰ھ کے بزرگ ہیں۔ آپ کی اولاد کا ذکر نہ مل سکا۔

مزار مبارک دیورہ شریف میں ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

باب ۹

﴿275﴾ مخدوم سید شاہ وصی احمد بہاری

مخدوم سید شاہ وصی احمد عرف شاہ براتی حضرت شاہ امین احمد فردوسی کے نامور فرزند تھے۔آپ کی پیدائش ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء میں ہوئی۔راہ طریقت اور سلوک میں آپ کا مقام بہت بلند تھا،علم ظاہری میں بھی آپ کا تبحر مسلم تھا۔یوں آپ کے سب ہی فرزندان علوم ظاہری و باطنی میں آفتاب و ماہتاب تھے، لیکن بالخصوص حضرت شاہ وصی احمد عرف شاہ براتی نے اپنے کسب و ریاضت اور مجاہدہ سے راہ طریقت میں جو مقام حاصل کیا تھا وہ اس دور کے کم مشائخ کو حاصل تھا،آپ کو بیعت اپنے والد ماجد جناب مولانا سید شاہ امین احمد فردوسی سے حاصل تھی اور انہیں سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل بھی کی تھی، کچھ دنوں تک حدیث ،فقہ اور تفسیر کا درس اپنے حقیقی بہنوئی حضرت سید شاہ محمد فاضل حسین سے بھی لیا تھا،آپ کے والد محترم کو آپ کی لیاقت اور صلاحیت کی وجہ سے غیر معمولی محبت تھی اور انہوں نے اپنے ہونہار فرزند کو کافی فیض بخشا اور حقائق و معارف کی تعلیم سے نوازا۔

آپ کے مریدوں کا حلقہ بہت وسیع ہے،ملک و بیرون ملک بھی آپ کے بہت مرید ہیں آپ پر ابوالعلائیت کا بڑا غلبہ تھا۔

آپ نے بہتر سال کی عمر پا کر ۱۴/شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق ۳/دسمبر ۱۹۳۳ء روز یکشنبہ صبح ساڑھے سات بجے وفات پائی۔

﴿276﴾ مولانا سید شاہ ولی العالم بھاگلپوری

مولانا سید شاہ ولی العالم،حضرت مولانا سید شاہ سعید العالمؒ کے صاحبزادہ اور تیرہویں سجادہ نشیں تھے۔آپ کی پیدائش ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں ہوئی۔عربی و فارسی کی تعلیم بزرگان خانوادہ اور جید علمائے کرام سے حاصل کی۔کچھ عرصہ تک اسکول کی تعلیم ٹی این جبلی اسکول میں بھی حاصل کرنے کا موقع ملا۔مگر ۱۳۴۰ھ میں حضرت مولانا سید شاہ رئیس العالم کے وصال کے بعد آپ کو ۱۶/برس کی عمر میں مسند سجادگی پر رونق افروز ہو کر ساری ذمہ داریاں سنبھالنی پڑیں۔جنہیں آپ نے بحسن و خوبی نہ صرف انجام دیا بلکہ چار چاند لگا دیئے۔آپ کے دور میں مدرسہ و خانقاہ میں نمایاں ترقی ہوئی۔آپ جید عالم،بلند پایہ خطیب،

خوش گلو نعت خواں اور عالی مرتبت شاعر تھے۔

آپ عالم باعمل اور ولی کامل تھے۔

زلزلہ کی وجہ سے مسجد شاہجہاں اور مدرسہ شہبازیہ کی عمارتیں آپ ہی کے زمانہ میں منہدم ہوگئی تھیں، آپ نے اس خوبصورتی سے انجینئر اور معماروں سے اس کی مرمت کرائی کہ مضبوطی اور حسن دونوں ہی قائم رہا۔ چونکہ مدرسہ کی عمارت بہت منہدم ہوچکی تھی، اس لئے اس کی تعمیر نو ہوچکی ہے۔ آپ نے اپنے عم محترم حضرت مولانا سید شاہ محمد فائق (ثانی) ڈسٹرکٹ سب رجسٹرار سے علوم سینہ وسفینہ حاصل کئے جو علم وفضل کا گنجینہ تھے اور بعد میں آپ کے خسر محترم ہوئے۔

آپ کا وصال ۲۵ر رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء کو ۴۴ر سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کی خدمت سجادگی ۲۸ر سال ہے۔ آپ کا مزار آستانہ عالیہ شہبازیہ کے اندر دکھن جانب واقع قطار میں پورب سے پہلا مزار ہے، جس پر سنگ مرمر قدم کی جانب سے لگا ہوا ہے۔

277 مولانا ولی الرحمان ہرسنگھ پوری

مولانا ولی الرحمٰن بن مولانا محمد عارف ہرسنگھ پور ضلع دربھنگہ میں ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۲ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کی تربیت اور نشوونما خوب اچھے انداز سے ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے والد ماجد عارف باللہ، حضرت مولانا محمد عارف ہرسنگھ پوری سے حاصل کی جو حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کے خلیفہ تھے۔ اس کے بعد مدرسہ رحمانیہ سوپول ضلع دربھنگہ میں داخلہ لیا اور وہاں کے جید اساتذہ سے فیضیاب ہوکر فارغ التحصیل ہوئے۔ بہت ہی ذی استعداد باعمل اور صالح اور بااخلاق عالم تھے۔ اطراف واکناب کے عوام وخواص نے آپ سے خوب استفادہ کیا۔

فراغت کے بعد مدرسہ اسلامیہ چھٹی ہنومان نگر سہرسہ کی بنیاد ڈالی اور وہیں تدریسی خدمت انجام دیتے رہے۔ کچھ دردمندوں کے اصرار پر مدرسہ رحمانیہ پرتاپ گنج ضلع سوپول کی بنیاد رکھی اور جب تک صحت مند رہے درس وتدریس اور مدرسہ کی ضروریات کے انتظام میں ہمہ تن مصروف رہے۔ آپ کے اسی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ ہزاروں تشنگان علوم نے علمی پیاس بجھائی۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

مولانا لطف الرحمان ہرسنگھ پوری کے انتقال کے بعد آپ مدرسہ رحمانیہ سوپول کے نائب صدر بنائے گئے۔ ۵؍رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۱؍نومبر ۲۰۰۱ء بدھ کی شب میں اپنے گاؤں ہرسنگھ پور ضلع دربھنگہ میں طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ مولانا سعداللہ صاحب صدیقی استاذ مدرسہ رحمانیہ سوپول ضلع دربھنگہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور ہرسنگھ پور میں مدفون ہوئے۔

278 مولانا وصی احمد سہسرامی

مولانا وصی احمد کا مولد ومنشاء سہسرام ضلع آرہ تھا۔ مختلف اساتذہ سے پڑھنے کے بعد دارالعلوم کانپور میں حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوری سے تکمیل کی۔ نامور صاحب کمال علماء میں آپ کا شمار تھا۔ درس نظامی کے تمام فنون میں مہارت رکھتے تھے۔ تدریس کی ابتداء جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے ہوئی۔ برسہابرس صدر مدرس رہنے کے بعد دارالعلوم نعمانیہ دہلی میں صدر مدرس ہوئے۔ اس کے بعد دوبارہ جامعہ نعیمیہ کے اراکین کے اصرار پر جامعہ نعیمیہ تشریف لے گئے۔ بوڑھاپے میں بھی حاضر العلم تھے۔ آخر میں باطنی اشغال میں انہماک اور تصوف کی کتابوں کا مطالعہ آپ کا مشغلہ تھا۔

حضرت مولانا محمد حبیب اللہ، مولانا محمد یونس سنبھلی، مولانا محمد عمر نعیمی وغیرہ مشہور اور متجر عالم آپ کے تلامذہ ہیں۔ وطن میں انتقال ہوا۔ وفات کا سال معلوم نہیں۔

☆☆☆

﴾279﴿ مولانا سید شاہ محمد ہارون بتیاوی

مولانا سید شاہ محمد ہارون اہرولی قصبہ تمکوہی روڈ ضلع دیوریا یوپی میں ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے۔ اور ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد ماجد حضرت مولانا سید شاہ عبداللہ دیوریاویؒ سے حاصل کی، پھر حصول علم کی غرض سے دہلی آئے اور جید عالم دین حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ بانی تبلیغی اشاعت اسلام سے علم ومعرفت حاص کیا۔ اور درسیات درجہ کی تمام کتب آپ ہی سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ فراغت کے بعد دہلی سے گھر والد کی خدمت میں آگئے اور ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں والد ماجد کے ساتھ حج بیت اللہ شریف کا شرف حاصل ہوا۔

۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء میں والد ماجد کی وفات کے بعد آپ اپنی جائے پیدائش کو چھوڑ کر خیر آباد بگہا میں سکونت اختیار کرلی۔ بگہا مغربی چمپارن کا سب ڈویژن ہے۔ یہ قصبہ بگہا ریلوے اسٹیشن سے تقریباً ۵؍کیلومیٹر دکھن ہے۔ اسی قصبہ کے دوکیلومیٹر دکھن دریائے گنڈک کے کنارے خانقاہ تعمیر کرائی اور رشد وہدایت کا کام جاری فرمایا اور لوگوں میں مسلسل دین اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔ عوام وخواص کی ایک جم غفیر نے آپ سے خوب استفادہ کیا اور جب تک آپ زندہ رہے لوگ آپ سے فیضیاب ہوتے رہے۔ آپ بہت جیدالاستعداد عالم اور صاحب نسبت بزرگ تھے اور خاندانی نقشبندیہ مجددیہ سے آپ کا تعلق تھا۔ خلافت واجازت بیعت آپ کے والد ماجد نے عطا فرمائی تھی۔

مولانا محمد سلیمان آواپوری آپ ہی کے مایہ ناز خلیفہ تھے۔ مولانا کا انتقال ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں ہوا اور خیر آباد کے اپنی تعمیر کردہ مسجد کے متصل خانقاہ میں مدفون ہوئے۔

﴾280﴿ مولانا سید محمد ہاشم پٹنوی

مولانا سید محمد ہاشم شمسی کی ولادت ۹؍رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ مطابق ۲؍اگست ۱۹۱۴ء کو محلہ چاند پورہ بہار شریف ضلع پٹنہ حال ضلع نالندہ میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا نام سید محمد قاسم تھا۔ آپ کا تاریخی نام آپ کے دادا بزرگوار خواجہ سید واجد حسین نے سید منظور نبی بن ہاشم رکھا۔ آپ کا آبائی سلسلہ نسب بواسطہ سید مودود چشتی سید علی نقی تک پہنچتا ہے۔ انکے مورث اعلیٰ چشت سے انتقال مکانی کرکے

سندھ میں بمقام بھکر آباد ہوئے۔ دسویں صدی ہجری کے اختتامی برسوں میں شہنشاہ ہند جلال الدین محمد اکبر کے سپہ سالار نے بھکر کا قلعہ فتح کیا اور بھکر میں آباد مختلف خانوادہ سادات کو حکم دیا کہ اس جگہ سے منتقل ہو جائیں کیونکہ اس قلعہ اور قرب وجوار کے خطے میں فوجی چھاؤنی بنانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اہل سادات یہاں سے منتشر ہو کر پرانا سکھر روہڑی وغیرہ میں منتقل ہو گئے۔ مولانا شمسی کے جد اعلیٰ خواجہ سید اسد اللہ شاہ گنج نشیں بھکری نے اپنے اہل خاندان کے ساتھ ٹھٹھ کو اپنی رہائشی مکان کے لئے پسند فرمایا اور یہاں آباد ہو گئے۔ پھر یہاں سے انکے آباؤ اجداد بہار شریف نالندہ سابق ضلع پٹنہ منتقل ہو گئے۔ موضع کاندھا مولانا شمسی کا وطن تھا جہاں سے ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے سندھ میں بحیثیت مہاجر داخل ہوئے۔

الحاج سید نور الہدیٰ سی آئی ای بانی مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ نے مولانا شمسی کو آٹھ سال کی عمر میں کاندھا سے پٹنہ بلا لیا۔ اور عم بزرگوار مولانا سید معین الدین صاحب جوان دنوں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے طالب علم تھے اپنے ہی برادر زادہ کی تعلیم و تربیت کے نگراں و ذمہ دار بنائے گئے۔ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ کا تعلیمی نصاب پندرہ سال پر محیط تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر دی گئی اور پھر مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ میں باقاعدہ تعلیم حاصل کرایا گیا جہاں میزان و منشعب سے لے کر گیارہ سال کی طویل مدت میں تمام مروجہ علوم وفنون کی تعلیم حاصل کر کے سند فراغت حاصل کیا۔ مولانا شمسی اپنے ہم جماعت مدرسہ کے فارغ طلبہ میں ممتاز افراد شمار کئے جاتے رہے۔ اس دوران آپ نے پٹنہ یونیورسیٹی سے بی اے کیا اور کچھ مدت مدرسہ اسلامیہ اورنگ آباد ضلع گیا بہار میں عربی ادب اور حدیث کے مدرس ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ میں تفسیر وحدیث کی تدریسی خدمت پر فائز ہوئے۔ پھر یہاں سے مشہور لائبریری خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری میں ماہر مخطوطات اور ریسرچ کیٹلاگر کے علمی عہدہ پر متعین ہوئے ۱۹۴۲ء میں پھر اوائل ۱۹۴۷ء میں وہاں سے رائل ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں ماہر مخطوطات اور اسکالر کیٹلاگر کی خدمت پر مامور ہوئے۔

تقسیم ہند ۱۵؍ اگست ۱۹۴۷ء کے موقع پر آپ نے پاکستان کے لئے ہجرت کی اور حیدر آباد میں سندھ پراونشیل لائبریری و میوزیم کی بنیاد ڈالی اور ۱۹۷۰ء تک اس سے وابستہ رہے۔ درمیان میں آپ جامعہ اسلامیہ بھاولپور آ گئے۔ چھ ماہ ہی گذرے تھے کہ سندھ حکومت نے آپ کو واپس لائبریری بلوالیا کیونکہ لائبریری کے انتظامی معاملات گڑبڑ ہونے لگے تھے۔ حالات کے بہتر ہونے کے بعد بعدازاں مولانا شمسی نے دسمبر ۱۹۶۹ء میں اپنی درخواست پر ریٹائرمنٹ لے لی۔ ۱۹۸۱ء میں آپ کو سندھ یونیورسیٹی کا ممبر اور ممبر سنڈیکٹ نامزد کیا گیا، آپ نے احسن طریقے سے اس ذمہ داری کو بھی نبھایا۔ آپ اچھے شاعر بھی تھے۔ ۱۹۵۹ء میں مولانا شمسی ریڈیو پاکستان، حیدر آباد سندھ سے منسلک ہوئے۔ جہاں

آپ نے محفل درس قرآن کا مشہور و معروف سلسلہ شروع کیا آپ کا درس بڑا شگفتہ اور سلیس ہوتا تھا۔ اس عرصہ میں آپ نے پانچ پاروں کی تفسیر پیش کی اپنی نوعیت کی یہ ممتاز تفسیر ریڈیو پاکستان کے ریکارڈ میں موجود ہے۔ شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے اور حضرت مولانا عبدالشکور آہ مظفر پوری کے شاگرد تھے۔

۱۹۸۸ء/۱۴۰۹ھ میں آپ کا حیدرآباد سندھ میں انتقال ہو گیا وہیں مدفون ہوئے۔

281 مولانا محمد ہاشم ندوی استھانوی

مولانا محمد ہاشم ندوی، مولانا حکیم سید محمد احسن کے صاحبزادہ تھے۔ استھانواں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل ہو کر تکمیل کی، عربی ادب میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن میں معتمد دائرۃ المعارف کے عہدہ پر فائز ہونے، عربی کتابوں کو اردو اور اردو کتابوں کو عربی کا جامہ پہنانے کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ملازمت سے سبکدوشی کے بعد حیدرآباد میں قیام پذیر ہو گئے۔ کبھی کبھی استھانواں بھی آتے اور ہفتہ عشرہ رہ کر حیدرآباد واپس ہو جاتے۔ بعض عربی کتابوں پر مولانا کی تقریظ بھی ملتی ہے۔

حیدرآباد ہی میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

باب (ی)
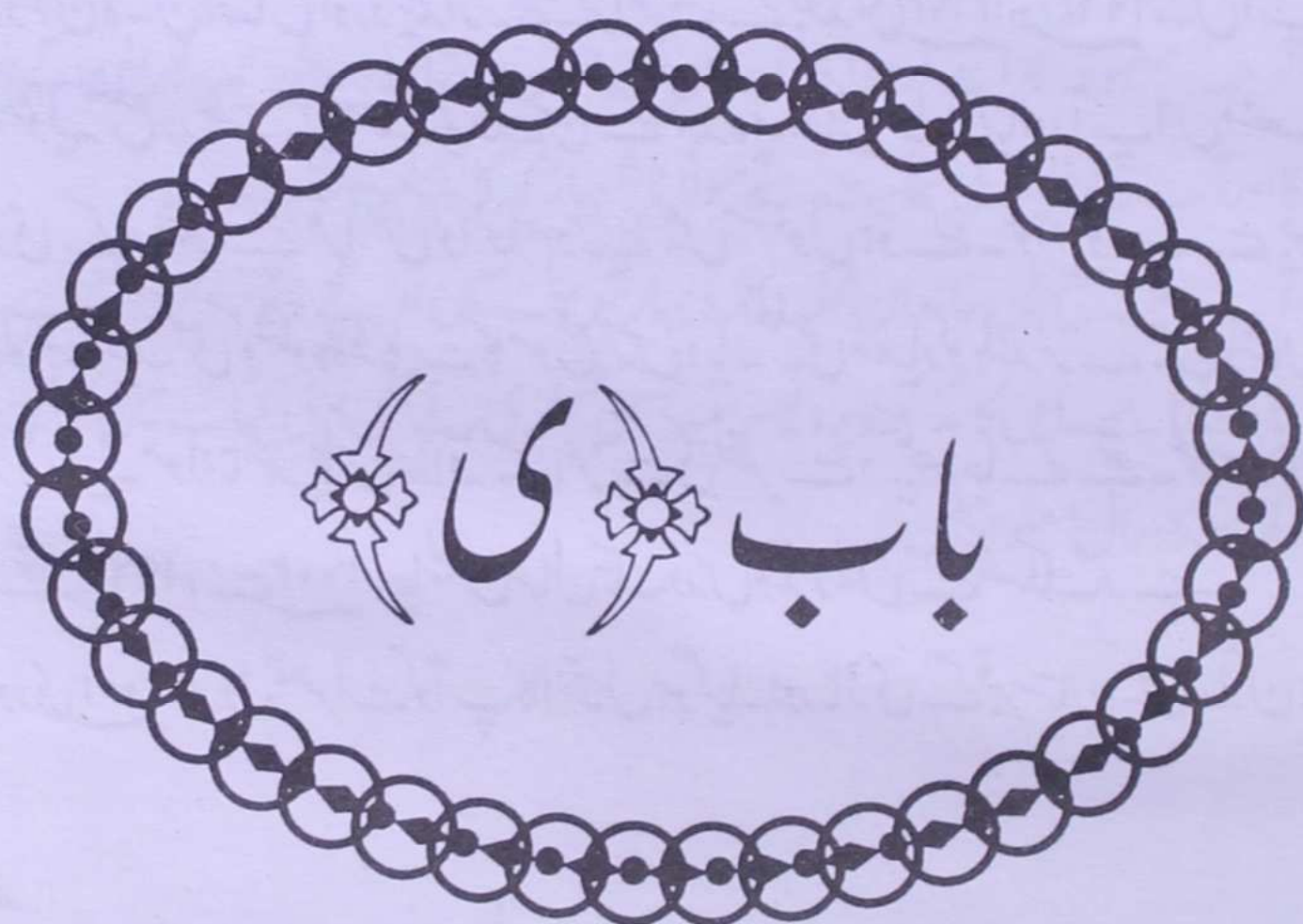
﴿282﴾ مولانا محمد یونس ناڑوی دربھنگوی

مولانا محمد یونس بن علیمت حسین موضع ناڑی ضلع دربھنگہ میں ۱۹۴۲ء/۱۳۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔
دینی تعلیم کی حصولیابی کے لئے مدرسہ رحمانیہ سوپول ضلع دربھنگہ میں آپ کا داخلہ کرایا گیا۔ ابتدائی تعلیم سے لے کر فاضل تک کی تعلیم اسی مدرسہ سے حاصل کی، آپ حضرت مولانا محمد عثمان صاحبؒ شیخ الحدیث مدرسہ رحمانیہ سوپول ضلع دربھنگہ، مولانا قاسم مظفرپوری استاذ حدیث مدرسہ رحمانیہ سوپول اور دیگر اساتذہ کرام سے دورۂ حدیث پڑھ کر ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

آپ ذہین وفطین، صالح اور دیندار تھے۔ فراغت کے بعد ہی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء میں آپ کو مدرسہ اصلاحیہ نام نگر بنٹولیہ ضلع دربھنگہ میں صدر المدرسین کے عہدہ پر بحال کر لیا گیا اور آپ اس منصب پر فائز ہو کر دیانت داری کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دینے میں مشغول ہو گئے۔ عوام کو آپ سے جو امیدیں وابستہ تھیں اس کو پورا کیا۔ کسی کو شکوہ وشکایت کا موقع نہیں دیا۔ تعلیمی معیار کو بلند کرنے میں کوشاں رہے۔ مدرسہ کو خوب ترقی دیا۔ مولانا محمد یونس علاقہ میں عزت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ عوام وخواص کے درمیان مقبول تھے ۱۹۶۲ء سے ۲۰۰۲ء چالیس سال تک درس وتدریس سے منسلک رہے۔

۷ر فروری ۲۰۰۲ء بروز جمعرات کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ اور ناڑی کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

﴿283﴾ مولانا شاہ یٰسین سامانیہؒ بہاری

مولانا شاہ یٰسین، آپ کا تعلق سادات سامانہ سے ہے۔ آپ حضرت مولانا شہباز محمدؒ کے پیر ومرشد ہیں۔

تذکرہ اولیاء ہند وپاکستان (مفتی ولی حسن ٹونکی) اور ''ہند اور پاکستان کے اولیاء'' (مفتی شوکت علی فہمی) کے علاوہ صحیفہ شہبازی اور حدیقہ شہبازی میں بھی مرقوم ہے کہ آپ کو مدینہ منورہ میں بشارت ہوئی کہ مونگیر کے مقام پر شہباز ولی اللہ ہیں۔ آپ وہاں جائیں اور آپ انکی بیعت لیں یا وہ آپ کی بیعت لیں۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور حضرت مولانا شہباز قدس سرہ کا مرید بننا چاہا مگر حضرت نے

بصد اصرار آپ کوراضی کرلیا کہ آپ ہی ان کی بیعت لیں۔اوراس کی بنیاد حضرت نے عمر شاری کوقرار دیا۔ چونکہ شاہ یٰسین کی عمر زیادہ تھی اس لئے وہ حضرت کے پیرومرشد بننے پر آمادہ ہوگئے۔مگر اپنے اہل خاندان کوحضرت سے مرید ہونے کا حکم دیا۔چنانچہ شاہ یٰسینؒ کے بھتیجہ حضرت مولانا نظام الدینؒ،حضرت مولانا شہباز محمدؒ سے استفادہ علمی فرماتے رہے۔

حضرت شاہ یٰسینؒ کی خدمت بابرکت میں رہ کرنوسال تک حضرت نے کمالات حاصل کئے۔

جلیل القدر علمائے کرام مولانا عبدالرحمٰن بہاری (ملا بہاری) اور مولانا محی الدین بہاری (ملا موہن بہار) بھی حضرت مولانا شہباز محمد بہاری بھاگلپوری کے ہم سبق ہیں۔

حضرت شاہ یٰسینؒ کے سلسلہ میں روایت ہے کہ بارہ برس تک مدینہ منورہ میں حاضر رہے۔ ''تذکرۃ الوجہہ'' مطبوعہ گجرات اردو اکادمی میں بھی حضرت شاہ وجیہ الدین گجراتیؒ کے خلیفہ کی حیثیت سے آپ کا اور آپ کے خلیفہ کی حیثیت سے مولانا شہباز محمدؒ کا تذکرہ ملتا ہے۔

آپ کا مزار مع ہل خاندان محلّہ دائرہ بہار شریف میں اونچے چبوترہ پر واقع ہے۔جس مقام کو'' خندق پر'' کہا جاتا ہے۔اس کا تذکرہ پروفیسر سید حسن عسکری نے بھی اپنی کتاب میں کیا ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

وفیات تذکرہ علمائے بہار جلد دوم

باب الف

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
1	سید احمد عرف پیر دمریا مظفر پوری	972	1572
2	مولانا آصل بھاگلپوری	1272	1802
3	مخدوم شاہ امر الدین فردوسی بہاری	1287	1870
4	مولانا حکیم شاہ اشرف علی پٹنوی	1273	1856
5	مولانا سید علی بہاری	1308	1890
6	مولانا سید شاہ حسین گیاوی	1313	1895
7	مولانا ابراہیم دربھنگوی	1346	1927
8	مولانا سید محمد اسحٰق مونگیری	1351	1932
9	مولانا اسحٰق مظفر پوری	1355	1936
10	مولانا حافظ ایوب گڑھولوی	1363	1943
11	مولانا محمد ابراہیم اعظم بیاپوری	1365	1945
12	مولانا سید انوار الحق کمالی مینائی جمیشد پوری	1369	1950
13	مولانا محمد ایوب عثمانی گیاوی	1373	1953
14	مولانا ابوالحسن قادری دربھنگوی	1378	1958
15	مولانا حکیم احمد حسن منوری سمستی پوری	1387	1967
16	مولانا محمد ابراہیم آروی	1391	1971
17	مولانا افتخار علی بلخی پٹنوی	1394	1974
18	مولانا محمد ابراہیم تاباں پورینوی	1403	1982

نمبرشمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
19	مولانا محمد اسرائیل بھوجپوری	1406	1986
20	مولانا سید عروج قادری اورنگ آبادی	1406	1986
21	مولانا اصغر حسین گیاوی	1408	1987
22	مولانا اقبال احمد گوپال گنجی	1416	1995
23	مولانا اویس مظفر پوری	1419	1998
24	مولانا محمد اسحٰق قاسمی مونگیری	1423	2002
25	مولانا محمد اسحٰق بھوجپوری		نامعلوم
26	ملا ابوالحسن دربھنگوی		نامعلوم
27	مولانا شیخ اسحٰق عرف پیر دمریا بہاری		نامعلوم
28	مولانا میر سید اولاد حسین آروی		نامعلوم
29	مولانا احسن استھانوی		نامعلوم
30	مولانا محمد اشرف بہاری		نامعلوم
31	ملا احسن اللہ بھاگلپوری		نامعلوم
32	مولانا محمد انوار الحق شہودی نازش سہسرامی		نامعلوم
33	مولانا سید شاہ اسماعیل کاکوی		نامعلوم
34	مولانا احسان علی مظفری پوری		نامعلوم
35	مولانا شاہ احمد اللہ بھاگلپوری		نامعلوم
36	مولانا شاہ ابوتراب بھاگلپوری		نامعلوم

باب (ب)

نمبرشمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
37	مولانا بھیکا شاہ سیلانی دربھنگوی	840	1436
38	مولانا بشیر عالم دربھنگوی	1370	1950
39	مولانا برجیس عالم دربھنگوی		نامعلوم
40	مولانا محمد بازق بھاگلپوری		نامعلوم

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
41	مولانا باز علی بھاگلپوری		نامعلوم
42	مولانا بشیر بھاگلپوری		نامعلوم
43	مولانا شاہ بایزید بھاگلپوری		نامعلوم
44	مولانا شاہ بہاء الدین بھاگلپوری		نامعلوم
	باب (ت)		
45	مولانا تاج الدین عثمانی نقشبندی سارنی	1054	1642
46	مولانا محمد تسلیم دربھنگوی		2002
47	مولانا شاہ تیم اللہ دیوروی		نامعلوم
	باب (ج)		
48	مولانا جسیم الدین رانی ساگری	1310	1892
49	مولانا ابوالفضل محمد جمال الدین دربھنگوی	1358	1939
50	مولانا محمد جان بچھار پوری	1395	1975
	باب (ح)		
51	مولانا شیخ حسین نوشہ توحید بلخی فردوسی	844	1435
52	مولانا حافظ بھاگلپوری	1136	1724
53	مولانا حاذق بھاگلپوری	1311	1893
54	مولانا حمید الحق چھپروی	1320	1902
55	مولانا شاہ محمد حسین امرحاجی پوری	1343	1924
56	مولانا شاہ محمد حسین الدین احمد گیاوی	1358	1939
57	مولانا حسین احمد منعمی گیاوی	1358	1939
58	مولانا حفاظت کریم بالاساتھوی	1363	1942
59	مولانا حاذق ثانی بھاگلپوری	1384	1953

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
60	مولانا حشمت علی سہرساوی	1393	1973
61	مولانا حبیب الحق ویشالی	1418	1998
62	مولانا حبیب الحق ندوی دیسنوی	1418	1998
63	مولانا حسن مثنیٰ ندوی پھلواروی	1418	1998
64	مولانا محمد حفیظ الرحمان رمضان پوری		نامعلوم
65	مولانا حبیب اللہ بھاگلپوری		نامعلوم
	باب (خ)		
66	مولانا خدا بخش مظفر پوری	1355	1836
67	مولانا خواجہ علی حاجی پوری		نامعلوم
68	مولانا خواجہ علی تیگھڑاوی		نامعلوم
69	مولانا محمد خطاب بھاگلپوری		نامعلوم
70	مولانا شیخ خوند شیخ محمد دیوروی		نامعلوم
71	مولانا شاہ خورشید محمد دیوروی		نامعلوم
	باب (د)		
72	مولانا مخدوم شاہ درویش گیاوی	903	1495
	باب (ذ)		
73	مولانا مخدوم شاہ ذکی الدین فردوسی منیری	1056	1646
74	مولانا شاہ ذکریا بھاگلپوری		نامعلوم
	باب (ر)		
75	مولانا شیخ رکن الدین عشق پٹنوی	1195	1781
76	مولانا رمضان علی جعفری مہدانوی	1231	1815

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
77	مولانا محمد رضوان القاسمی دربھنگوی	1243	2004
78	مولانا رافق بھاگلپوری	1282	1865
79	مولانا سید رضی الدین رضوی پھلواروی	1290	1873
80	مولانا راحق بھاگلپوری	1313	1895
81	مولانا محمد رشید الحق پھلواروی	1339	1920
82	مولانا رحیم بخش آروی	1344	1935
83	مولانا محمد راحت حسین مجتہد سارنی	1375	1955
84	مولانا رحمت اللہ چتراوی	1395	1975
85	مولانا قاضی محمد رئیس دربھنگوی	1406	1985
86	مولانا رحم علی مظفر پوری		نامعلوم
87	مولانا رفاقت علی مظفر پوری		نامعلوم
	باب ﴿ز﴾		
88	مولانا شاہ زین العابدین مظفر پوری	1320	1902
89	مولانا زبیر احمد چمپارنی	1405	1974
90	مولانا زین العابدین جالوی		1979
91	مولانا زین الحق دربھنگوی	1407	1986
	باب ﴿س﴾		
92	مولانا سعید العالم بھاگلپوری	1327	1909
93	مولانا حکیم محمد سعید خاں مظفر پوری	1393	1973
94	مولانا محمد سراج آوارپوری	1411	1991
95	مولانا محمد سلیمان آواپوری	1417	1997
96	مولانا سعید اختر رضوی گوپال گنجی	1423	2002

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
97	مولانا محمد سلیمان بھاگلپوری		نامعلوم
98	مولانا سید سراج الاسلام رجھتی		نامعلوم
99	مولانا سلیم الحق شمسی دیسنوی		نامعلوم
100	مولانا سید شاہ سعید بہاری		نامعلوم
101	مولانا میر سراج الدین دیوروی		نامعلوم
102	مولانا میر سالار دیوروی		نامعلوم
103	مولانا شاہ سلیمان دیوروی		نامعلوم
	باب (ش)		
104	مولانا شریف العالم بھاگلپوری	1326	1908
105	مولانا شاہ عالم بھاگلپوری	1332	1913
106	مولانا حکیم شریف فخر مہدانوی	1351	1931
107	مولانا مخدوم سید شاہ محمد شفیع فردوشی بہاری	1370	1950
108	مولانا شہاب فاروقی دربھنگوی	1395	1975
109	مولانا شاہق بھاگلپوری	1414	1992
110	مولانا محمد شمس الہدیٰ مظفر پوری	1413	1993
111	مولانا شفیق احمد چتراوی	1411	1994
112	قاری شریف الدین گیاوی	1416	1996
113	مولانا محمد شمس الضحیٰ الکھمنیاوی	1426	2003
114	مولانا قاضی شاہ محمد بھاگلپوری		نامعلوم
115	مولانا شہاب الدین بھاگلپوری		نامعلوم
116	مولانا شادمان بیگ پٹنوی		نامعلوم
117	مولانا پیر شاہ اولیاء بھاگلپوری		نامعلوم
118	مولانا شہاب الدین بھاگلپوری		نامعلوم

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
119	مولانا حافظ سید شاہ محمد شہاب الدین پھلواروی		نامعلوم
120	مولانا شاہ محمد دیوروی		نامعلوم
121	مولانا شعیب احمد رحمانی دربھنگوی		نامعلوم
122	مولانا شمس الہدیٰ سہرساوی		نامعلوم
	باب ﴿ص﴾		
123	مولانا صفی ثانی بھاگلپوری	1256	1840
124	مولانا صدر الحق پٹنوی		1965
125	مولانا شاہ صبیح الحق عمادی پٹنوی	1395	1985
126	مولانا صدیق جوگیاوی	1396	1976
127	ملا صداقت حسین کنہوانوی	1411	1991
128	ملا صادق لاسوری		نامعلوم
129	مولانا صفی ثالث بھاگلپوری		نامعلوم
130	مولانا شاہ محمد صادر دیوروی		نامعلوم
131	مولانا سید صدر الحق پٹنوی		نامعلوم
	باب ﴿ض﴾		
132	مولانا شاہ محمد ضیاء اللہ دیوروی		

باب ﴿ط﴾

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
133	مولانا محمد طالب الدین بھاگلپوری	1409	1998
134	مولانا طفیل اللہ ویشالوی		نامعلوم
	باب ﴿ظ﴾		
135	مولانا حافظ ظہیر الدین پٹنوی	1398	1978

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
136	مولانا ظہور رحمانی در بھنگوی		1993
	باب (ع)		
137	مولانا سید شاہ علاء الدین بخاری شطاری	932	1526
138	مولانا عبد السلام بھاگلپوری	1055	1645
139	مولانا عبد اللطیف بھاگلپوری	1087	1659
140	مولانا عاقل بھاگلپوری	1140	1727
141	مولانا محمد علیم تحقیق پٹنوی	1162	1749
142	مولانا سید شاہ عبد العزیز گیاوی		1837
143	مولانا شاہ عماد الدین باطن مظفر پوری	1273	1856
144	مولانا عابد ثانی بھاگلپوری	1290	1873
145	مولانا علی اشرف پھلواروی	1294	1877
146	مولانا سید علی اعظم پھلواروی	1298	1881
147	مولانا شاہ محمد عارف پھلواروی	1303	1885
148	مولانا سید عطا حسین گیاوی	1311	1893
149	مولانا حکیم علی نعمت پھلواروی	1311	1893
150	مولانا مفتی عمر علی پورینوی	1323	1905
151	مولانا عاسل ثانی بھاگلپوری	1327	1909
152	مولانا عبد اللہ بہاری		1930
153	مولانا حکیم عبد العزیز ویشالوی	1359	1940
154	مولانا عبد الحکیم گیاوی	1360	1941
155	مولانا عبد الشکور آہ مظفر پوری	1361	1942
156	مولانا عطاء الرحمان در بھنگوی	1369	1949
157	مولانا سید محمد عبد الکریم چمپارنی	1372	1952

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
158	مولانا سید عطاء اللہ بخاری	1381	1961
159	مولانا سید محمد عبداللہ ندوی	1387	1967
160	مولانا عبدالسلام بھاگلپوری		1969
161	مولانا عبدالماجد گیاوی		1969
162	مولانا عتیق الرحمان آوری		1971
163	مولانا عبدالخالق مظفر پوری		1971
164	مولانا عبدالباسط بھوجپوری		1973
165	مولانا عبدالباری جھمکاوی		1973
166	مولانا عبدالحق جوگیاوی	1396	1976
167	مولانا عیسیٰ دربھنگوی		1977
168	مولانا حکیم محمد علی جان جوگیاوی	1399	1979
169	مولانا محمد عبدالمتین بہاری	1400	1980
170	مولانا عزیز الرحمان دربھنگوی	1402	1981
171	مولانا عبدالحکیم شاہ پوری		1983
172	مولانا عبدالقدوس ہاشمی گیاوی		1989
173	مولانا عبدالرحمان دربھنگوی		1989
174	مولانا سید عدیل اختر گیاوی		1991
175	مولانا شاہ عنایت اللہ فردوسی منیری		1991
176	مولانا عبدالرب نشتر مدنی وسینی کھگڑیاوی	1419	1998
177	مولانا سید شاہ عون احمد قادری پھلواروی	1418	1998
178	مولانا ڈاکٹر عبدالحفیظ سلفی دربھنگوی	1420	1999
179	مولانا عبدالوہاب شمسی مظفر پوری		2000
180	مولانا عبدالمعبود رائے پوری مظفر پوری	1421	2000
181	مولانا عبدالغفور استھانوی		نامعلوم
182	مولانا علی مہدانوی		نامعلوم

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
183	مولانا محمد عثمان رخشان ابدالی پٹنوی		نامعلوم
184	مولانا عبدالماجد دربھنگوی		نامعلوم
185	مولانا محمد عثمان بہاری		نامعلوم
186	مولانا عبدالرحمان ندوی پٹنوی		نامعلوم
187	مولانا حکیم عبدالعزیز عاجز ویشالوی		نامعلوم
187	مولانا عبدالرحیم استھانوی		نامعلوم
189	مولانا عابد بھاگلپوری		نامعلوم
190	مولانا مفتی عبداللہ جنون		نامعلوم
191	مولانا عبدالجبار بھاگلپوری		نامعلوم
192	مولانا میر سید علی بھاگلپوری		نامعلوم
193	مولانا عبدالرؤف مہدانوی		نامعلوم
194	مولانا عبدالرشید عظیم آبادی		نامعلوم
195	مولانا عاصم دیوروی		نامعلوم
196	مولانا میر عمر دیوروی		نامعلوم
197	مولانا شاہ عزیزالدین دانشمند دیوروی		نامعلوم
198	مولانا شاہ عبدالحئی دیوروی		نامعلوم
199	مولانا شاہ عبدالرشید دیوروی		نامعلوم
200	مولانا شاہ عبدالصمد دیوروی		نامعلوم
201	مولانا شاہ عبدالعلی دیوروی		نامعلوم
202	مولانا شاہ عبداللہ دیوروی		نامعلوم
203	مولانا شاہ عبدالوہاب دیوروی		نامعلوم
204	مولانا شاہ عبدالرزاق دیوروی		نامعلوم
205	مولانا شاہ عبدالسلام دیوروی		نامعلوم
206	مولانا شاہ علیم اللہ دیوروی		نامعلوم
207	مولانا عبداللہ عباس ندوی	1426	2006

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
208	مولانا محمد عارف دربھنگوی		نامعلوم
	باب۔ (غ)		
209	مولانا غلام شرف الدین قادری پھلواروی	1150	1737
210	مولانا شیخ غلام یحیٰ حضور پٹنوی	1206	1791
211	مولانا سید شاہ غلام حسن گیاوی	1258	1842
212	مولانا شاہ غلام حسین پھلواروی		نامعلوم
213	مولانا غلام محمد بھاگلپوری		نامعلوم
	باب (ف)		
214	مولانا فالق بھاگلپوری	1255	1839
215	مولانا قاضی فائق بھاگلپوی	1257	1841
216	مولانا فقیر حسن سیوانی	1316	1898
217	مولانا فرزند علی فردوسی منیری	1318	1900
218	مولانا فائق بھاگلپوری	1327	1909
219	مولانا سید فرمان علی دربھنگوی	1334	1916
220	مولانا فائق ثانی بھاگلپوری		1954
221	مولانا سید شاہ فرید الحق عمادی پٹنوی	1421	2001
222	مولانا قاضی شاہ فرخ حسین مہدانوی		نامعلوم
	باب (ک)		
223	مولانا کمال الدین میر سید زین العابدین حاجی پوری	1024	1614
224	مولانا سید کریم رضاء چشتی بیتھوی	1351	1933
225	مولانا حکیم کبیر الدین مونگیری		1976
226	مولانا کمال الدین احسن بھاگلپوری		نامعلوم

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
	باب (ق)		
227	مولانا مخدوم سید قاسم حاجی پوری	1013	1604
228	مولانا قاضی قمر مہدانواں	1269	1852
229	مولانا سید قمر الہدیٰ مونگیری	1385	1965
230	مولانا قمر الہدیٰ دانا پوری		1976
231	مولانا سید محمد قریس باروی		1979
232	مولانا قسیم الدین دربھنگوی		1995
233	مولانا سید محمد قاسم دسنوی		نامعلوم
	باب (ل)		
234	مولانا قاضی لائق بھاگلپوی		نامعلوم
	باب (م)		
235	مولانا سید شاہ مسیح الدین بخاری	1193	1779
236	مولانا موحد بھاگلپوری		1800
237	مولانا مصطفےٰ ابوالقاسم بھاگلپوری	1249	1833
238	مولانا قادر پھلواروی	1272	1855
239	مولانا میر محمد حسن سارنی	1295	1878
240	مولانا سید مظہر حسن عظیم آبادی	1319	1901
241	مولانا سید معین الدین احمد پھلواروی	1326	1908
242	مولانا حکیم محمد ایوب پھلواروی	1346	1927
243	مولانا سید شاہ محمد محسن دانا پوری	1364	1945
244	مولانا لاڈلے عظیم آبادی		1946
245	مولانا محی الدین سمستی پوری		1965

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
246	مولانا قاری شاہ محمد جعفری پھلواروی	1402	1982
247	مولانا سید محمد ندوی استھانوی		1984
248	مولانا محمد مصطفےٰ جوہر سیوانی		1985
249	مولانا مطیع الرحمان بچھار پوری		1989
250	مولانا پروفیسر مسعود حسن دانا پوری		1992
251	مولانا سید شاہ مراد اللہ فردوسی منیری		1994
252	مولانا مہدی رضاء خاں مظفر پوری	1418	1998
253	مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی در بھنگوی		2002
254	مولانا معروف بھاگلپوری		نامعلوم
255	ملا معین الدین بھاگلپوری		نامعلوم
256	مولانا منان محی الدین بھاگلپوری		نامعلوم
257	مولانا شاہ مسکین بھاگلپوری		نامعلوم
258	مولانا میر سید محمود دیوروی		نامعلوم
259	مولانا میر معز الدین دیوروی		نامعلوم

باب (ن)

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
260	مولانا مخدوم شاہ نظیر چھپروی	1101	1689
261	مولانا نقی بھاگلپوری	1102	1690
262	مولانا ناطق بھاگلپوری	1287	1871
263	مولانا نور محمد آوا پوری	1347	1927
264	مولانا شاہ نعمت گوپال گنجی	1348	1929
265	مولانا نور محمد انجم مانپوری	1378	1958
266	مولانا نور الہدیٰ سارنی	1382	1962
267	مولانا نور الحق بکھروی مظفر پوری		1970

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
268	مولانا نوازش کریم کنہوانوی	1404	1983
269	مولانا سید نجم الدین رجہتی	1415	1995
270	مولانا نظام الدین خلش پٹنوی	1417	1997
271	مولانا ناظم ندوی مونگیری	1420	2000
272	مولانا مفتی محمد نسیم احمد مظفرپوری	1423	2003
273	مولانا نورالدین بہاری		نامعلوم
274	مولانا نعیم الدین دیوروی		نامعلوم

باب (و)

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
275	مولانا مخدوم شاہ وصی احمد بہاری	1352	1933
276	مولانا شاہ ولی العالم بھاگلپوری	1368	1948
277	مولانا ولی الرحمان ہرسنگھ پوری	1420	2001
278	مولانا وصی احمد سہسرامی		نامعلوم

باب (ہ)

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
279	مولانا ہارون بتیاوی	1402	1982
280	مولانا سید محمد ہاشم گیاوی	1409	1988
281	مولانا ہاشم ندوی استھانوی		نامعلوم

باب (ی)

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ہجری	عیسوی
282	مولانا محمد یونس ناروی دربھنگوی	1423	2002
283	مولانا محمد شاہ یٰسین سامانیہ بہاری		نامعلوم

تقویم ہجری وعیسوی

ہجری	مہینہ	عیسوی
۱۰۰۱	ستمبر	۱۵۹۲
۱۰۰۲	ستمبر	۱۵۹۳
۱۰۰۳	ستمبر	۱۵۹۴
۱۰۰۴	اگست	۱۵۹۵
۱۰۰۵	اگست	۱۵۹۶
۱۰۰۶	اگست	۱۵۹۷
۱۰۰۷	جولائی	۱۵۹۸
۱۰۰۸	جولائی	۱۵۹۹
۱۰۰۹	جولائی	۱۶۰۰
۱۰۱۰	جولائی	۱۶۰۱
۱۰۲۰	مارچ	۱۶۱۱
۱۰۳۰	نومبر	۱۶۲۰
۱۰۴۰	جولائی	۱۶۳۰
۱۰۵۰	اپریل	۱۶۴۰
۱۰۶۰	جنوری	۱۶۵۰

ہجری	مہینہ	عیسوی
۱۰۷۰	ستمبر	۱۶۵۹
۱۰۸۰	مئی	۱۶۶۹
۱۰۹۰	فروری	۱۶۷۹
۱۱۰۰	اکتوبر	۱۶۸۸
۱۱۰۱	اکتوبر	۱۶۸۹
۱۱۰۲	ستمبر	۱۶۹۰
۱۱۰۳	ستمبر	۱۶۹۱
۱۱۰۴	ستمبر	۱۶۹۲
۱۱۰۵	اگست	۱۶۹۳
۱۱۱۰	جولائی	۱۶۹۸
۱۱۲۰	مارچ	۱۷۰۸
۱۱۳۰	دسمبر	۱۷۱۷
۱۱۴۰	اگست	۱۷۲۷
۱۱۵۰	مئی	۱۷۳۷
۱۱۶۰	جنوری	۱۷۴۷

ہجری	مہینہ	عیسوی
۱۱۷۰	ستمبر	۱۷۵۶
۱۱۸۰	جون	۱۷۶۶
۱۱۹۰	فروری	۱۷۷۶
۱۲۰۰	نومبر	۱۷۸۵
۱۲۰۱	اکتوبر	۱۷۸۶
۱۲۰۲	اکتوبر	۱۷۸۷
۱۲۰۳	اکتوبر	۱۷۸۸
۱۲۰۴	ستمبر	۱۷۸۹
۱۲۰۵	ستمبر	۱۷۹۰
۱۲۰۶		۱۷۹۱
۱۲۰۷		۱۷۹۲
۱۲۰۸		۱۷۹۳
۱۲۰۹		۱۷۹۴
۱۲۱۰	جولائی	۱۷۹۵
۱۲۱۱		۱۷۹۶
۱۲۱۲		۱۷۹۷
۱۲۱۳		۱۷۹۸
۱۲۱۴		۱۷۹۹
۱۲۱۵	مئی	۱۸۰۰
۱۲۱۶		۱۸۰۱

ہجری	مہینہ	عیسوی
۱۲۱۷		۱۸۰۲
۱۲۱۸		۱۸۰۳
۱۲۱۹		۱۸۰۴
۱۲۲۰	اپریل	۱۸۰۵
۱۲۲۱		۱۸۰۶
۱۲۲۲		۱۸۰۷
۱۲۲۳		۱۸۰۸
۱۲۲۴		۱۸۰۹
۱۲۲۵	فروری	۱۸۱۰
۱۲۲۶		۱۸۱۱
۱۲۲۷	جنوری	۱۸۱۲
۱۲۲۸	جنوری	۱۸۱۳
۱۲۲۹	دسمبر	۱۸۱۳
۱۲۳۰	دسمبر	۱۸۱۴
۱۲۳۱		۱۸۵۱
۱۲۳۲	نومبر	۱۸۱۶
۱۲۳۳		۱۸۱۷
۱۲۳۴		۱۸۱۸
۱۲۳۵	اکتوبر	۱۸۱۹
۱۲۳۶		۱۸۲۰

ہجری	مہینہ	عیسوی
۱۲۳۷		۱۸۲۱
۱۲۳۸		۱۸۲۲
۱۲۳۹		۱۸۲۳
۱۲۴۰	اگست	۱۸۲۴
۱۲۴۱		۱۸۲۵
۱۲۴۲		۱۸۲۶
۱۲۴۳		۱۸۲۷
۱۲۴۴		۱۸۲۸
۱۲۴۵	جولائی	۱۸۲۹
۱۲۴۶		۱۸۳۰
۱۲۴۷		۱۸۳۱
۱۲۴۸		۱۸۳۲
۱۲۴۹		۱۸۳۳
۱۲۵۰	مئی	۱۸۳۴
۱۲۵۱		۱۸۳۵
۱۲۵۲		۱۸۳۶
۱۲۵۳		۱۸۳۷
۱۲۵۴		۱۸۳۸
۱۲۵۵	مارچ	۱۸۳۹
۱۲۵۶		۱۸۴۰

ہجری	مہینہ	عیسوی
۱۲۵۷		۱۸۴۱
۱۲۵۸		۱۸۴۲
۱۲۵۹		۱۸۴۳
۱۲۶۰	جنوری	۱۸۴۴
۱۲۶۱		۱۸۴۵
۱۲۶۲		۱۸۴۶
۱۲۶۳		۱۸۴۷
۱۲۶۴		۱۸۴۸
۱۲۶۵	نومبر	۱۸۴۸
۱۲۶۶		۱۸۴۹
۱۲۶۷		۱۸۵۰
۱۲۶۸		۱۸۵۱
۱۲۶۹		۱۸۵۲
۱۲۷۰	اکتوبر	۱۸۵۳
۱۲۷۵	اکتوبر	۱۸۵۸
۱۲۸۰	جون	۱۸۶۳
۱۲۹۰	مارچ	۱۸۷۳
۱۲۹۵	جنوری	۱۸۷۸
۱۳۰۰	نومبر	۱۸۸۲
۱۳۰۱	نومبر	۱۸۸۳

ہجری	مہینہ	عیسوی
۱۳۰۲	اکتوبر	۱۸۸۴
۱۳۰۳	اکتوبر	۱۸۸۵
۱۳۰۴	ستمبر	۱۸۸۶
۱۳۰۵	ستمبر	۱۸۸۷
۱۳۰۶	ستمبر	۱۸۸۸
۱۳۰۷	اگست	۱۸۸۹
۱۳۰۸	اگست	۱۸۹۰
۱۳۰۹	اگست	۱۸۹۱
۱۳۱۰	جولائی	۱۸۹۲
۱۳۱۱	جولائی	۱۸۹۳
۱۳۱۲	جولائی	۱۸۹۴
۱۳۱۳	جون	۱۸۹۵
۱۳۱۴	جون	۱۸۹۶
۱۳۱۵	جون	۱۸۹۷
۱۳۱۶	مئی	۱۸۹۸
۱۳۱۷	مئی	۱۸۹۹
۱۳۱۸	مئی	۱۹۰۰
۱۳۱۹	اپریل	۱۹۰۱
۱۳۲۰	اپریل	۱۹۰۲
۱۳۲۱	مارچ	۱۹۰۳

ہجری	مہینہ	عیسوی
۱۳۲۲	مارچ	۱۹۰۴
۱۳۲۳	مارچ	۱۹۰۵
۱۳۲۴	فروری	۱۹۰۶
۱۳۲۵	فروری	۱۹۰۷
۱۳۲۶		۱۹۰۸
۱۳۲۷		۱۹۰۹
۱۳۲۸		۱۹۱۰
۱۳۲۹		۱۹۱۱
۱۳۳۰		۱۹۱۱
۱۲۳۱		۱۹۱۲
۱۳۳۲		۱۹۱۳
۱۳۳۳		۱۹۱۴
۱۳۳۴		۱۹۱۵
۱۳۳۵		۱۹۱۶
۱۳۴۰		۱۹۲۱
۱۳۴۱		۱۹۲۲
۱۳۴۲		۱۹۲۳
۱۳۴۳		۱۹۲۴
۱۳۴۴		۱۹۲۵
۱۳۴۵		۱۹۲۶

ہجری	مہینہ	عیسوی
۱۳۵۰	مئی	۱۹۳۱
۱۳۵۱	مئی	۱۹۳۲
۱۳۵۲	اپریل	۱۹۳۳
۱۳۵۳	اپریل	۱۹۳۴
۱۳۵۴	اپریل	۱۹۳۵
۱۳۵۵	مارچ	۱۹۳۶
۱۳۵۶	مارچ	۱۹۳۷
۱۳۵۷	مارچ	۱۹۳۸
۱۳۵۸	فروری	۱۹۳۹
۱۳۵۹		۱۹۴۰
۱۳۶۰	جنوری	۱۹۴۱
۱۳۶۱	جنوری	۱۹۴۲
۱۳۶۲	جنوری	۱۹۴۳
۱۳۶۳	دسمبر	۱۹۴۳
۱۳۶۴	دسمبر	۱۹۴۴
۱۳۶۵	دسمبر	۱۹۴۵
۱۳۷۰	اکتوبر	۱۹۵۰
۱۳۷۱		۱۹۵۱
۱۳۷۲		۱۹۵۲
۱۳۷۳		۱۹۵۳
۱۳۷۴		۱۹۵۴
۱۳۷۵	اگست	۱۹۵۵
۱۳۸۰	جون	۱۹۶۰
۱۳۹۰	مارچ	۱۹۷۰
۱۳۹۵	جنوری	۱۹۷۵
۱۴۰۰	نومبر	۱۹۷۹
۱۴۰۵	ستمبر	۱۹۸۴
۱۴۰۶		۱۹۸۵
۱۴۰۷		۱۹۸۶
۱۴۰۸		۱۹۸۷
۱۴۰۹		۱۹۸۸
۱۴۱۰		۱۹۸۹
۱۴۱۱		۱۹۹۰
۱۴۱۲		۱۹۹۱
۱۴۱۳		۱۹۹۲
۱۴۱۴		۱۹۹۳
۱۴۱۵		۱۹۹۴
۱۴۱۶		۱۹۹۵
۱۴۱۷		۱۹۹۶
۱۴۱۸		۱۹۹۷

ماخذ

باب الف

نمبر	نام	ماخذ
1	مولانا سید احمد عرف پیر دمریا مظفر پوری	نسب نامہ سید حسن دانشمند قلمی، مملوکہ مولانا اشرف عالم ندوی خلیفہ باغ بھاگلپور، آئینۂ ترہت ص ۹۰۔ سید قاسم حاجی پوری ص ۱۵۔ مسلم مشاہیر ویشالی ص ۷۰
2	مولانا آصل بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
3	مولانا شاہ امیر الدین فردوسی	صوفیائے بہار اور اردو۔ ص ۵۲۔ تاریخ سلسلہ فردوسیہ ص ۳۸۲
4	مولانا حکیم شاہ اشرف علی پٹنوی	تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد سوم ص ۱۰۰۔ اشعار بھی منقول ہیں۔
5	مولانا سید علی بہاری	آئینہ ترہت ص ۹۹۔ تذکرہ بزم شمال ص ۱۳۶۔ کلام محفوظ نہیں ہے۔
6	مولانا احمد حسین گیاوی	سخنوران وطن ص ۵۵
7	مولانا ابراہیم در بھنگوی	الجمعیۃ جمعیۃ علماء نمبر ص ۴۱۸
8	مولانا محمد اسحاق مونگیری	ماہنامہ ''شفاء'' جنوری ۲۰۰۲ء جلد ۱۳ شمارہ ۴۹
9	مولانا محمد اسحاق مظفر پوری	ڈاکٹر مولانا عبد الحق بن مولانا محمد اسحاق
10	مولانا حافظ محمد ایوب گڑھولوی	حاشیہ جنۃ الانوار ۱۸۳۔ مولانا جابر حسین مہتمم مدرسہ اصلاح المسلمین جھٹکی، ضلع سیتامڑھی
11	مولانا محمد ابراہیم اعظم بیاپوری	انقلاب جدید ۱۶ دسمبر ۱۹۹۰ء۔ وفیات مشاہیر بہار
12	مولانا محمد انوار الحق کمالی مینائی جمشید پوری	دفتر گم گشتہ ص ۵۵۶۔ ڈاکٹر کلیم عاجز
13	مولانا محمد ایوب عثمانی گیاوی	ڈاکٹر شاہد حسین گیاوی
14	مولانا ابو الحسن قادری در بھنگوی	تذکرہ بزم شمال ص ۳۹۰۔ اشعار بھی منقول ہیں
15	مولانا حکیم احمد حسین منوری سمستی پوری	الاکلیل۔ ص ۱۸۷۔ مولانا مصطفیٰ قاسمی
16	مولانا ابراہیم آروی	آرا ایک شہر سخن ص ۴۱۱
17	مولانا افتخار علی بلخی پٹنوی	دی پاتھ آف سکسیس، کفایت اکیڈمی کراچی
18	ابراہیم تابان پورینوی	محمد ناصر حسین سابق متعلم مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ

19	محمد اسرائیل بھوجپوری	مولانا مشتاق احمد ناظم تنظیم و ترقی جامعہ عربیہ اشرجیہ بھوجپور
20	مولانا سید عروج قادری اورنگ آبادی	حکیم سید فضل اللہ قادری پروفیسر گورمنٹ طبی کالج پٹنہ کے مضمون سے ماخوذ ہے۔
21	مولانا اصغر حسین خان گیاوی	نقیب مضمون اختر حسین
22	اقبال احمد گوپال گنجی	نقیب ۴؍دسمبر ۱۹۹۵ء۔ الرشاد اعظم گڑھ جنوری فروری ۱۹۹۶ء
23	محمد اویس مظفر پوری	سہ ماہی شفاء، جنوری ۱۹۹۹ء
24	محمد اسحاق قاسمی مونگیری	قومی تنظیم پٹنہ ۲۸؍جون ۲۰۰۲ء مولانا مصطفےٰ قاسمی
25	مولانا اسحٰق بھوجپوری	شیخ معزالدین
26	ملا ابوالحسن دربھنگوی	تواریخ الفطرت معروف آئینہ ترہت۔ بہاری لعل فطرت۔ ص ۹۳
27	مولانا شیخ اسحاق عرف پیر ڈومڑیا بہاری	صوفیائے بہار اور اردو۔ ص ۱۶۲
28	مولانا میر سید اولاد حسین اروی	آرہ ایک شہر سخن ص ۴۱۱
29	مولانا احسن استھانوی	مولانا رضاء کریم پرنسپل مدرسہ محمدیہ استھانواں نالندہ
30	مولانا محمد اشرف بہاری	پروفیسر رافق فرمان بھاگلپوری
31	ملا احسن اللہ بھاگلپوری	پروفیسر رافق فرمان بھاگلپوری
32	محمد انوار الحق شہودی نازش سہسرامی	تذکرہ کاملان بہار جلد دوم
33	مولانا سید شاہ اسماعیل کاکوی	تذکرہ کاملان بہار اور الشمس
34	مولانا احسان علی مظفر پوری	تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۶۷
35	مولانا شاہ احمد اللہ بھاگلپوری	سادات دیورہ قلمی
36	مولانا شاہ ابوتراب بھاگلپوری	سادات دیورہ قلمی

باب (ب)

37	مولانا بھیکا شاہ سیلانی دربھنگوی	تجلیات انوار حکیم سید شاہ شعیب پھلواروی، آئینہ ترہت۔ بہاری لعل فطرت۔ ص ۸۷۔ تذکرہ بزم شمال اول۔ ص ۶۲
38	مولانا بشیر عالم دربھنگوی	تذکرہ مولانا محمد عثمان۔ ص ۳۶۵۔ ماسٹر کمال احمد، مدرسہ رحمانیہ سوپول دربھنگہ
39	مولانا برجیس عالم دربھنگوی	مولانا محمد مصطفےٰ صاحب وذاتی معلومات

40	مولانا محمد بازق بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
41	مولانا باز علی بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
42	مولانا بشیر بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
43	مولانا شاہ بایذیر بھاگلپوری	سادات دیورہ قلمی
44	مولانا شاہ بہاء الدین بھاگلپوری	سادات دیورہ قلمی

باب ت

45	مولانا تاج الدین عثمانی نقشبندی سارنی	الفرقان (لکھنؤ) جنوری ۱۹۶۱ء، تذکرہ باقی باللہ
46	مولانا محمد تسلیم دربھنگوی	الشمس اور ذاتی معلومات
47	مولانا شاہ تیم اللہ دیوروی	سادات دیورہ قلمی

باب ج

48	مولانا جسیم الدین رانی ساگری	مولانا مشتاق احمد جامعہ عربیہ اشرفیہ بھوجپور
49	مولانا ابوالفضل محمد جمال الدین	پروفیسر ڈاکٹر ایم کمال الدین صدر شعبہ اردو متھلا یونیورسیٹی دربھنگہ
50	مولانا محمد جان بچھارپوری	مولانا بنی اختر مظاہری

باب ح

51	مولانا شیخ حسین نوشہ توحید بلخی فردوسی	تاریخ سلسلہ فردوسیہ۔ ص ۲۸۳
52	مولانا حافظ بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
53	مولانا حاذق بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
54	مولانا حمید الحق چھپروی	اعیان وطن۔ ص ۱۰۸۔۱۰۷
55	مولانا شاہ حسین امرحاجی پوری	تذکرہ مسلم شعرائے بہار ص ۷۸، تذکرہ مسلم مشاہیر ویشالی ص ۱۰۹
56	مولانا شاہ حسین الدین احمد گیاوی	تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد سوم ص ۹۔ اس کتاب میں اشعار بھی منقول ہے۔
57	مولانا حسین احمد منعمی گیاوی	تاریخ سلسلہ فردوسیہ
58	مولانا حفاظت کریم بالاساتھوی	مولانا محمد عمران استاذ جامعہ قاسمیہ بالاساتھ سیتامڑھی

59	مولانا حاذق ثانی بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
60	مولانا حشمت علی سہر ساوی	نقیب ۲۷/اگست ۱۹۷۳
61	مولانا حبیب الحق ویشالی	تذکرہ مسلم مشاہیر ویشالی۔ص ۸۶
62	مولانا حبیب الحق ندوی دیسنوی	تعمیر حیات لکھنؤ جلد ۳۵، شمارہ ۹۔ الرشاد اعظم گڑھ جنوری فروری ۱۹۹۸ء
63	مولانا حسن مثنی ندوی پھلواروی	الرشاد، اعظم گڑھ جلد ۳۶، شمارہ ۹۵، ص ۶۰ جولائی اگست ۱۹۹۸ء
64	مولانا محمد حفیظ الرحمان رمضان پوری	ذاتی معلومات والشمس
65	مولانا حبیب اللہ بھاگلپوری	تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۸۴

باب خ

66	مولانا خدا بخش مظفر پوری	الجمعیۃ جمعیۃ علماء نمبر۔ص ۴۱۹
67	مولانا خواجہ علی حاجی پوری	بہار میں اردو زبان و ادب کا ارتقاء ص ۸۸۔ تذکرہ مسلم مشاہیر ویشالی۔ص ۷۱
68	مولانا خواجہ علی رتیکھڑاوی	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
69	مولانا خطاب محمد بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
70	مولانا شیخ خوند شیخ محمد دیوروی	سادات دیورہ قلمی
71	مولانا شاہ خورشید محمد دیوروی	سادات دیورہ قلمی

باب د

72	مولانا مخدوم شاہ درویش گیاوی	قومی تنظیم ۱۰/اپریل ۱۹۸۷ء ڈاکٹر شاہد اقبال کے مضمون سے ماخوذ

باب ذ

73	مولانا مخدوم شاہ ذکی الدین فردوسی منیری بہاری	پروفیسر رافق زماں بھاگلپوری
74	مولانا شاہ ذکریا بھاگلپوری	سادات دیورہ قلمی

باب ر

75	مولانا شیخ نارکن الدین عشق پٹنوی	یادگار عشق مکمل سوانح

76	مولانا رمضان علی جعفری مہدانوی	سلیقہ از مولانا عبدالغفار، تذکرہ مہدانواں ص۔۳۰
77	مولانا محمد رضوان القاسمی دربھنگوی	مدرسہ امدادیہ دربھنگہ تاریخ کے آئینے میں ص ۱۸۸، ذاتی معلومات
78	مولانا رافق بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
79	مولانا سید رضی الدین رضوی پھلواروی	اعیان وطن۔۳۱۹
80	مولانا راحق بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
81	مولانا محمد رشید الحق پھلواروی	اعیان وطن۔ص۳۰۳
82	مولانا رحیم بخش آروی	تذکرہ علمائے اہل سنت۔ص۹۳۔۹۸
83	مولانا محمد راحت حسین مجتہد سارنی	تذکرہ کاملان بہار جلد اول ص۲۲۰
84	مولانا رحمت اللہ چتراوی	مولانا نذر توحید، مدرسہ رشید العلوم چترا
85	مولانا قاضی محمد رئیس دربھنگوی	ذاتی معلومات اور الشمس ص۷۶
86	مولانا رحم علی مظفرپوری	تذکرہ مسلم مشاہیر ویشالی۔ص۸۰
87	مولانا رفاقت علی مظفرپوری	تذکرہ علمائے اہل سنت۔ص۷۶

باب (ز)

88	مولانا شاہ زین الدین مظفرپوری	تذکرہ بزم شمال۔ص۱۷۹، اشعار بھی منقول ہیں۔
89	مولانا زبیر احمد چمپارنی	مولانا اسرار احمد مدرسہ قاسم العلوم حسینیہ دوگھرا، دربھنگہ
90	مولانا حکیم زین العابدین جالوی	ڈاکٹر مظفر الاسلام گورنمنٹ طبی کالج پٹنہ
91	مولانا زین الحق دربھنگوی	تذکرہ مولانا محمد عثمان

باب (س)

92	مولانا سید شاہ سعید العالم بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
93	مولانا حکیم محمد سعید خاں مظفرپوری	تذکرہ مسلم مشاہیر ویشالی۔ص۵۶۔۵۷
94	مولانا محمد سراج آوارپوری	تلخیص مضمون مولانا مصطفےٰ قاسمی آواپوری
95	مولانا محمد سلیمان آواپوری	تلخیص مضمون مولانا مصطفےٰ قاسمی آواپوری
96	مولانا سعید اختر رضوی گوپال گنجی	قومی تنظیم پٹنہ ۱۹ر جولائی ۲۰۰۲ء

97	مولانا سلیمان بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
98	مولانا سید سراج الاسلام رجھتی	مولانا نورالہدیٰ رجھتی، استاذ پٹنہ کالجیٹ اسکول، پٹنہ
99	مولانا سلیم الحق شمسی دیسنوری	نور ہدیٰ۔ص ۸۸
100	مولانا سید شاہ سعید بہاری	تاریخ سلسلہ فردوسیہ۔ص ۴۳۹ (حاشیہ)
101	مولانا میر سراج الدین دیوروی	سادات دیورہ قلمی
102	مولانا میر سالار دیوروی	سادات دیورہ قلمی
103	مولانا شاہ سلیمان دیوروی	سادات دیورہ قلمی

باب (ش)

104	مولانا سید شاہ شریف العالم بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
105	مولانا شاہ عالم بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
106	مولانا حکیم شرف فخر مہدانوی	انقلاب جدید۔۲۲ر دسمبر ۱۹۹۰ء۔کلیات فخر۔ص ۲۱
107	مولانا مخدوم سید شاہ محمد شفیع فردوسی بہاری	تاریخ سلسلہ فردوسیہ۔ص ۴۳۶
108	مولانا شہاب فاروقی دربھنگوی	تذکرہ بزم شمال۔ص ۴۷۸
109	مولانا شاہ حق بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
110	مولانا شمس الہدیٰ مظفرپوری	روزنامہ قومی تنظیم ۲۷ر مارچ ۲۰۰۳ء۔مضمون نگار ایم اے حسن لکھمنیاں
111	مولانا شفیق احمد چتراوی	مولانا نذر توحید صاحب
112	قاری شریف الدین گیاوی	روزنامہ انقلاب جدید ۳ر جنوری ۱۹۷۰ء مضمون نگار مولانا احمد نصر بنارسی
113	مولانا محمد شمس الضحیٰ لکھمنیاوی	روزنامہ قومی تنظیم ۲۷ر مارچ ۲۰۰۳ء
114	مولانا شاہ محمد بھاگلپوری	کرسی نامہ سادات دیورہ، پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
115	مولانا شہاب الدین بھاگلپوری	کرسی نامہ سادات دیورہ، پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
116	مولانا شادمان بیگ پٹنوی	حدیقہ شہازی، سعید الکلام، مدناپور گزیٹر، صحیفۂ شہبازیہ، ترجمان
117	مولانا پیر شاہ اولیاء بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
118	مولانا شہاب الدین بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری

119	مولانا حافظ سید شاہ محمد شہاب الدین پھلواروی	اعیان وطن۔ص ۱۰۶
120	مولانا شاہ محمد دیوروی	سادات دیورہ قلمی
121	مولانا شعیب احمد رحمانی دربھنگوی	ڈاکٹر مظفر الاسلام، گورنمنٹ طبی کالج پٹنہ
122	مولانا شمس الہدیٰ سہرساوی	تذکرہ مولانا محمد عثمان، حافظ فخر الدین

باب ص

123	مولانا صفی ثانی بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
124	مولانا صدر الحق پٹنوی	تذکرہ مسلم شعرائے بہار۔ جلد دوم۔ص ۳۴۔اشعار بھی منقول ہیں۔
125	مولانا صبیح الحق عمادی پٹنوی	المجیب ربیع الاول ۱۳۹۵ھ
126	مولانا صدیق جوگیاوی	مولانا نبی اختر مظاہری، مولانا مصطفےٰ آواپوری
127	ملا صداقت حسین کنہوانوی	محمد مصطفےٰ آواپوری استاذ مدرسہ اسلامیہ شکرپور بھروارہ دربھنگہ
128	ملا صادق لاسوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
129	مولانا صفی ثالث بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
130	مولانا شاہ محمد صادر دیوروی	سادات دیورہ قلمی
131	مولانا سید صدر الحق پٹنوی	الشمس، ذاتی معلومات، ریکارڈ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ

باب ض

132	مولانا شاہ محمد ضیاء اللہ دیوروی	سادات دیورہ قلمی

باب ط

133	مولانا محمد طالب الدین بھاگلپوری	مولانا محمد قاسم مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ
134	مولانا طفیل اللہ ویشالوی	شجرہ نسب نامہ قلمی مملوکہ وحید الناصر۔ تذکرہ مشاہیر ویشالی قلمی ص ۸۱

باب ظ

135	مولانا حافظ ظہیر الدین پٹنوی	الشمس ص ۵۹
136	مولانا ظہور رحمانی دربھنگوی	رفتگاں وقائماں ص ۱۹۱

باب (ع)

137	مولانا سید شاہ علاء الدین بخاری شطاری	تذکرہ نسیم شمال (قلمی) ص ۲۔۴
138	مولانا عبدالسلام بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
139	مولانا عبداللطیف بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
140	مولانا عاقل بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
141	مولانا علیم تحقیق پٹنوی	صوفیائے بہار اور اردو۔ص ۳۸
142	مولانا سید شاہ عبدالعزیز گیاوی	سخنوران وطن ص ۳۷۔ کیفیت العارفین۔ص ۱۹۵۔۱۹۶
143	مولانا شاہ عماد الدین باطن مظفر پوری	نزہۃ الخواطر ص ۳۳۹۔تذکرہ مسلم مشاہیر ویشالی ص ۷۸
144	مولانا عابد ثانی بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
145	مولانا قاضی علی اشرف پھلواروی	اعیان وطن۔ص ۲۸۱
146	مولانا سید علی اعظم پھلواروی	اعیان وطن
147	مولانا شاہ محمد عارف پھلواروی	اعیان وطن۔ص ۲۹۲
148	مولانا سید عطا حسین گیاوی	تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد سوم۔ص ۱۸۳۔اشعار بھی منقول ہیں۔
149	مولانا حکیم علی نعمت پھلواروی	اعیان وطن۔ص ۲۹۲
150	مولانا مفتی عمر علی پورینوی	تذکرہ بزم شمال۔ص ۱۷۱۔ہفتہ وار انسان پورنیہ نمبر۔ص ۱۹۵۵ء
151	مولانا عاسل ثانی بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
152	مولانا عبداللہ بہاری	تذکرہ علمائے اہل سنت۔ص ۱۶۰
153	مولانا حکیم عبدالعزیز ویشالوی	تاریخ اطبائے بہار جلد اول۔ص ۱۹۲
154	مولانا عبدالحکیم گیاوی	الجمعیۃ جمعیۃ العلماء ہند نمبر۔ص ۴۳۰
155	مولانا عبدالشکور آہ مظفر پوری	الشمس۔ص ۵۳،تذکرہ مسلم شعراء بہار جلد اول۔ص ۱۰۸
156	مولانا عطاء الرحمان دربھنگوی	تذکرہ مولانا عثمان۔ص ۳۶۵
157	مولانا سید محمد عبدالکریم چمپارنی	تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد چہارم۔ص ۲۸۲
158	مولانا سید عطاء اللہ بخاری	ماہنامہ انوار العلوم۔ص ۳۲ تا ۴۱۔سوانح سید عطاء اللہ بخاری
159	مولانا سید محمد عبداللہ ندوی دیسنوی	قومی تنظیم ۱۳؍۱۱ کتوبر ۲۰۰۰ء۔ابوالحسنات دسنوی

160	مولانا عبدالسلام بھاگلپوری	مولانا محمد قاسم، استاذ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ
161	مولانا عبدالماجد گیاوی	بانگ دروں تعارف۔ مولانا نورالہدیٰ رجھتی، پٹنہ کالجیٹ اسکول پٹنہ
162	مولانا عتیق الرحمان آروی	روزنامہ ہندوستان (ہندی) "مولانا" ۱۴؍جولائی ۱۹۹۸ء مضمون نگار علی انور
163	مولانا عبدالخالق مظفرپوری	مولانا محمد عمران استاذ جامعہ قاسمیہ بالاساتھ
164	مولانا عبدالباسط بھوجپوری	نقیب ماہ جون ۱۹۷۳ء
165	مولانا عبدالباری جھمکاوی	نقیب ماہ جولائی ۱۹۷۳ء
166	مولانا عین الحق جوگیاوی	مولانا محمد مصطفیٰ آواپوری
167	مولانا عیسیٰ دربھنگوی	پروفیسر کمال الدین، صدر شعبہ اردو متھلا یونیورسیٹی، دربھنگہ
168	مولانا حکیم محمد علی جوگیاوی	مولانا محمد مصطفیٰ آواپوری
169	مولانا محمد عبدالمتین بہاری	محمد مصباح الدین، حافظ کلوتھ اسٹور، سبزی باغ، پٹنہ
170	مولانا عزیز الرحمان دربھنگوی	مولانا ولی الرحمان نیمرولی
171	مولانا عبدالحکیم شاہ پوری مظفرپوری	مولانا اسرار احمد پرنسپل مدرسہ قاسم العلوم حسینیہ دوگھرا، دربھنگہ
172	مولانا عبدالقدوس ہاشمی گیاوی	تذکرہ کاملان بہار جلد دوم۔ص ۳۷۹
173	مولانا عبدالرحمان دربھنگوی	نقیب خصوصی شمارہ
174	مولانا سید عدیل اختر گیاوی	تذکرہ کاملان بہار جلد دوم۔ص ۳۹۸
175	مولانا شاہ عنایت اللہ فردوسی منیری	روزنامہ سنگم ۱۰؍جنوری ۱۹۹۲ء مضمون نگار سید شاہ طارق عنایت اللہ
176	مولانا عبدالرب نشتر مدنی و حسینی کھگڑیاوی	ماہنامہ شفاء جنوری ۲۰۰۲ء و ذاتی معلومات
177	مولانا سید شاہ عون احمد قادری پھلواروی	تذکرہ مولانا عثمان ص۔۴۳۳، ذاتی معلومات و مولانا سید مشہود احمد ندوی
178	مولانا ڈاکٹر عبدالحفیظ سلفی دربھنگوی	مجلہ سلفیہ اپریل ۱۹۳۷ء، خصوصی شمارہ
179	مولانا عبدالوہاب شمسی مظفرپوری	تذکرہ مسلم مشاہیر ویشالی۔ص ۹۰۔۹۱
180	مولانا عبدالمعبود رائے پوری	وہ کوہکن کی بات (حاشیہ)
181	مولانا عبدالغفور استھانوی	تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد دوم۔ص ۲۳۲
182	مولانا علی مہدانوی	تذکرہ مہدانواں۔ص ۴۲، سلیقہ مولانا عبدالغفار۔

183	مولانا عثمان رخشاں ابدالی پٹنوی	تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد دوم
184	مولانا عبدالماجد دربھنگوی	نور ہدی۔ص ۸۶
185	مولانا محمد عثمان بہاری	نور ہدی۔ص ۷۰
186	مولانا عبدالرحمان پٹنوی	نور ہدی۔ص ۹۱
187	مولانا حکیم عبدالعزیز عاجز ویشالوی	تاریخ اطبائے بہار جلد اول۔ص ۱۲۳
188	مولانا عبدالرحیم استھانوی	مولانا رضاء کریم پرنسپل مدرسہ محمدیہ استھانواں نالندہ
189	مولانا عابد بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
190	مولانا مفتی عبداللہ جنون پٹنوی	سخن شعراء۔ص ۱۱۲، سہیل گیا ۱۹۶۹، زبان وادب ۱۹۸۹
191	مولانا عبدالجبار بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
192	مولانا میر سید علی بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
193	مولانا عبدالرب مہندانوی	تذکرہ مہدانواں ص ۴۴۔کلیات فخر ص ۴۸
194	مولانا عبدالرشید عظیم آبادی	تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۱۷۲۔ سے نخلستان ۱۸۸۹ء مضمون ٹونک میں بہاری علماء
195	مولانا عاصم بھاگلوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
196	مولانا میر عمر دیوروی	سادات دیورہ قلمی
197	مولانا شاہ عزیز الدین دانشمند دیوروی	سادات دیورہ قلمی
198	مولانا شاہ عبدالحئی دیوروی	سادات دیورہ قلمی
199	مولانا شاہ عبدالرشید دیوروی	سادات دیورہ قلمی
200	مولانا شاہ عبدالصمد دیوروی	سادات دیورہ قلمی
201	مولانا شاہ عبدالعلی دیوروی	سادات دیورہ قلمی
202	مولانا شاہ عبداللہ دیوروی	سادات دیورہ قلمی
203	مولانا شاہ عبدالوہاب دیوروی	سادات دیورہ قلمی
204	مولانا شاہ عبدالرزاق دیوروی	سادات دیورہ قلمی
205	مولانا شاہ عبدالسلام دیوروی	سادات دیورہ قلمی
206	مولانا شاہ علیم اللہ دیوروی	سادات دیورہ قلمی

207	مولانا عبداللہ عباس ندوی	افکار ملی خصوصی شمارہ "مسلمانان بہار کی پچاس سالہ پیش ورفت"، دعوت ۱۳/جنوری ۲۰۰۶ء، تعمیر حیات ۱۰/جنوری ۲۰۰۶ء
208	مولانا محمد عارف دربھنگوی	تذکرہ مولانا محمد عثمان

باب۔ (غ)

209	مولانا غلام شرف الدین قادری پھلواروی	مقالات سید حسن عسکری۔ص ۲۶۸۔۲۳۳، تذکرہ مہدانواں۔ص ۲۸
210	مولانا شیخ غلام تکی حضور پٹنوی	صوفیائے بہار اور اردو۔ص ۱۰۲، اشعار بھی منقول ہیں
211	مولانا سید شاہ غلام حسن گیاوی	سخنوران وطن گیا۔ص ۱۶۰
212	مولانا شاہ غلام حسین پھلواروی	اعیان وطن۔ص ۳۷۵
213	مولانا غلام محمد بھاگلپوری	کرسی نامہ و پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری

باب (ف)

214	مولانا فالق بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
215	مولانا قاضی فائق بھاگلپوی	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
216	مولانا فقیر حسن سیوانی	تذکرہ بزم شمال۔ص ۱۴۹، شاعر بمبئی ستمبر اکتوبر ۱۹۰۹ء۔ص ۳۶
217	مولانا فرزند علی فردوسی منیری	المجیب ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ۔ مضمون نگار سید شاہ رخشاں ابدالی اسلام پوری
218	مولانا فائق بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
219	مولانا سید فرمان علی دربھنگوی	انقلاب جدید ۱۵/دسمبر ۱۹۹۵ء
220	مولانا فائق ثانی بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
221	مولانا سید شاہ فرید الحق عمادی پٹنوی	تذکرہ کاملان بہار۔ص ۴۹۲
222	مولانا قاضی شاہ فرخ حسین مہدانوی	تذکرہ مہدانواں

باب (ک)

223	مولانا کمال الدین میر سید زین العابدین حاجی پوری	فرمان سلطان سلیم شاہ غازی مملوکہ پٹنہ یونیورسٹی، تذکرہ مسلم مشاہیر ویشالی۔ص ۷۳، اس کتاب میں فرمان شاہی کی نقل بھی موجود ہے۔
224	مولانا سید کریم رضاء چشتی بیتھوی	تذکرہ کاملان بہار۔ص ۲۶۱، ندیم گیا مارچ ۱۹۳۳ء

225	مولانا حکیم کبیر الدین مونگیری	تذکرہ کاملان بہار جلد دوم۔ص ۵۱۲
226	مولانا کمال الدین احسن بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری

باب ﴿ق﴾

227	مولانا مخدوم سید قاسم حاجی پوری	تذکرہ مسلم مشاہیر ویشالی۔ص ۱۷، سید قاسم حاجی پوری۔۳۹
228	مولانا قاضی قمر مہدانواں	تذکرہ صادقہ۔ص ۳۴۶
229	مولانا سید قمر الہدیٰ مونگیری	تذکرہ علمائے اہل سنت۔ص ۲۱۸
230	مولانا قمر الہدیٰ داناپوری	آرا ایک شہر سخن۔ص ۳۷
231	مولانا سید محمد قریس باروی	ڈاکٹر شمیم احمد باروی، لکچرر شعبہ بوٹنی ایم کے کالج دربھنگہ
232	مولانا قسیم الدین دربھنگوی	نقیب ۲ر نومبر ۱۹۹۵ء مولانا رضوان احمد ندوی کے مضمون کے ماخوذ
233	مولانا سید محمد قاسم دسنوی	نور ہدیٰ۔ص ۸۲

باب ﴿ل﴾

234	مولانا قاضی لائق بھاگلپوی	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری

باب ﴿م﴾

235	مولانا سید شاہ مسیح الدین بخاری	تذکرہ بزم شمال مع اضافہ۔ص ۴۲، اشعار بھی منقول ہیں
236	مولانا موحد بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
237	مولانا مصطفیٰ ابوالقاسم بھاگلپوری	اعیان وطن۔ص ۲۹۳
238	مولانا محمد قادری پھلواروی	اعیان وطن۔ص ۲۹۳
239	مولانا میر محمد حسن سارنی	تذکرہ بزم شمال۔ص ۹۳۔اشعار بھی منقول ہیں۔
240	مولانا سید مظہر حسن عظیم آبادی	تذکرہ بزم شمال۔ص ۱۶۵
241	مولانا سید معین الدین احمد پھلواروی	اعیان وطن۔ص ۳۲۸
242	مولانا حکیم محمد ایوب پھلواروی	اعیان وطن۔ص ۳۷۶
243	مولانا سید شاہ محمد محسن داناپوری	تذکرہ کاملان بہار جلد دوم۔ص ۵۵۱

244	مولانا لاڈلے عظیم آبادی	تذکرہ کاملان بہار جلد دوم۔ص ۵۳۲
245	مولانا محی الدین سمستی پوری	تذکرہ مسلم مشاہیر ویشالی۔ص ۸۵
246	مولانا قاری شاہ محمد جعفری پھلواروی	اعیان وطن۔ص ۳۷۵، وفیات مشاہیر بہار۔ص ۳۹۔۴۰
247	مولانا سید محمد ندوی استھانوی	مولانا ضیاء کریم پرنسپل مدرسہ محمدیہ استھانواں نالندہ
248	مولانا محمد مصطفےٰ جوہر سیوانی	انقلاب جدید ۱۲ر دسمبر ۱۹۹۵ء اشعار بھی منقول ہیں۔وفیات مشاہیر بہار
249	مولانا مطیع الرحمان بچھار پوری	مولانا نبی اختر مظاہری مدرسہ عزیزیہ پوپری بازار سیتامڑھی
250	مولانا پروفیسر مسعود حسن دانا پوری	معارف ستمبر ۱۹۹۲ء۔ص ۲۲۲۔۲۳۵ (اقتباس)
251	مولانا سید شاہ مراد اللہ فردوسی	قومی تنظیم ۵ر جون ۱۹۹۴ء۔تذکرہ مسلم شرائے بہار اور اردو۔گل صدرنگ میں اشعار بھی منقول ہیں۔
252	مولانا مہدی رضاء خاں مظفر پوری	مسلم مشاہیر ویشالی۔ص ۹۰
253	مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی دربھنگوی	مولانا کے ذریعہ فراہم کردہ معلومات، افکار ملی شخصیات نمبر۔ص ۲۳۴، بصیرت قاضی مجاہد الاسلام قاسمی نمبر
254	مولانا معروف بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
255	ملا معین الدین بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
256	مولانا منان محی الدین بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
257	مولانا شاہ مسکین بھاگلپوری	پروفیسر رافق زمان بھاگلپوری
258	مولانا میر سید محمود دیوروی	سادات دیورہ قلمی
269	مولانا میر معز یز الدین دیوروی	سادات دیورہ قلمی

باب ن

260	مولانا مخدوم شاہ نظیر چھپروی	مولانا محمد خورشید جمال پرنسپل مدرسہ وارث العلوم چھپرہ
261	مولانا نقی بھاگلپوری	پروفیسر رافق زماں بھاگلپوری
262	مولانا ناطق بھاگلپوری	پروفیسر رافق زماں بھاگلپوری
263	مولانا نور محمد آواپوری	مولانا محمد مصطفےٰ قاسمی آواپوری
264	مولانا شاہ نعمت گوپال گنجی	ماہنامہ الاسلام اعظم گڑھ ص ۱۱، الاکلیل ص ۵۱

265	مولانا نور محمد انجم مانپوری	سخنوران گیا ص ۸۹
266	مولانا شاہ محمد نور الہدی سارنی	تذکرہ بزم شمال ص ۴۱۱
267	مولانا نور الحق بکھروی مظفر پوری	مولانا محمد مرتضی صاحب ودیگر حضرات وذاتی معلومات
268	مولانا نوازش کریم کنہوانوی	مولانا محمد مصطفےٰ قاسمی آواپوری
269	مولانا سید نجم الہدی رجھتی	مولانا سید نور الہدیٰ بن مولانا سید نجم الہدیٰ ورکار ڈمدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ
270	مولانا نظام خلش پٹنوی	صدائے دل۔ انوار الحسن وسطوی، مسلم مشاہیر ویشالی ص ۸۷
271	مولانا محمد ناظم ندوی مونگیری	معارف جولائی ۲۰۰۰ء، الرشاد اعظم گڑھ جون ۲۰۰۰ء، بحث ونظر اپریل ۲۰۰۰ء
272	مولانا مفتی محمد نسیم احمد مظفر پوری	تخلیص مضمون مولانا رضوان احمد ندوی وذاتی معلومات
273	مولانا نور الدین بہاری	ٹوٹے ہوئے تارے ص ۳۱۲ تحریک آزادی میں مسلم علماء اور عوام کا کردار ص ۲۱۹
274	مولانا نعیم الدین دیوروی	سادات دیورہ قلمی

باب (و)

275	مولانا مخدوم وصی احمد بہاری	تاریخ مشائخ فردوسیہ ص ۴۳۲ (حاشیہ)
276	مولانا شاہ ولی العالم بھاگلپوری	پروفیسر رافق زماں بھاگلپوری
277	مولانا ولی الرحمان ہرسنگھ پوری	مولانا محمد مصطفےٰ قاسمی آواپوری
278	مولانا وصی احمد سہسرامی	تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۲۰۷

باب (ہ)

279	مولانا ہارون بتیاوی	شجرہ طیبہ ص ۳۲، آئینہ شجرہ طیبہ عالیہ نقشبندیہ ص ۲۱
280	مولانا سید محمد ہاشم گیاوی	نور ہدیٰ ص ۹۰
281	مولانا سید محمد ہاشم ندوی استھانوی	روزنامہ جنگ کراچی ستمبر ۱۹۹۱ء ومولانا رضا کریم

باب (ی)

282	مولانا محمد یونس ناروی دربھنگوی	مولانا محمد مصطفےٰ قاسمی آواپوری
283	مولانا شاہ یٰسین سامانیہ بہاری	پروفیسر رافق زماں بھاگلپوری

کتابیات

نمبر شمار	نام کتب		مصنف
1	اعیان وطن	:	مولانا حکیم محمد شعیب پھلواروی
2	آراء ایک شہر سخن	:	ش، م، عارف ماہر آروی
3	آئینہ شجرہ طیبہ عالیہ نقشبندیہ	:	پروفیسر محمد مطیع الرحمان
4	بہار میں اردو زبان وادب کا ارتقاء	:	ڈاکٹر اختر اورینوی
5	کلیات فخر	:	فخر مہدانوی
6	تذکرہ مولانا عثمان	:	مولانا اویس عالم
7	تجلیات انوار	:	حکیم سید شاہ شعیب پھلواروی
8	تاریخ سلسلہ فردوسیہ	:	پروفیسر معین الدین دردائی
9	تذکرہ مسلم شعرائے بہار (مکمل)	:	حکیم سید احمد اللہ ندوی
10	تذکرہ مسلم مشاہیر ویشالی	:	مولانا ثناء الہدیٰ قاسمی
11	تذکرہ مہدانواں	:	ڈاکٹر شاہد اقبال
12	تذکرہ کاملان بہار جلد اول، دوم	:	خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ
13	تذکرہ بزم شمال	:	شاداں فاروقی
14	تذکرہ نسیم شمال (قلمی)	:	شاداں فاروقی
15	تاریخ اطبائے بہار	:	حکیم محمد اسرار الحق
16	الدر المنثور	:	مولانا عبد الرحیم صادقپوری
17	تحریک آزادی میں مسلم علماء اور عوام کا کردار	:	اسیر ادروی
18	نزهۃ الخواطر (مکمل)	:	مولانا حکیم سید عبد الحئی لکھنوی
19	آئینۂ ترہت	:	بہاری لعل فطرت
20	نسب نامہ سید حسن دانشمند (قلمی)	:	مملوکہ مولانا شرف عالم ندوی
21	صوفیائے بہار اور اردو	:	پروفیسر معین الدین دردائی
22	سخنوران وطن	:	محمد ریاض الدین ریاض
23	جنۃ الانوار	:	مولانا محمد ادریس گڑھولوی
24	وفیات مشاہیر بہار	:	ڈاکٹر شاہد اقبال
25	دفتر گم گشتہ	:	کلیم عاجز

26	الاکلیل	:	مولانا اویس عالم قاسمی
27	دی پاتھ آف سکسیس	:	تحسین بلخی (کراچی)
28	یادگار عشق (سوانح)	:	ثاقب عظیم آبادی
29	سلیقہ	:	مولانا عبدالغفار مہدانوی
30	نور ہدیٰ	:	مولانا ابو محفظ شمسی
31	رفتگاں و قائماں	:	پروفیسر حافظ عبدالمنان طرزی
32	کیفیت العارفین و یا سیب العاشقین	:	سید شاہ عطا حسین
33	وہ کوہکن کی بات	:	مولانا نور عالم امینی
34	تذکرہ سخن شعراء	:	عطا کاکوی
35	مقالات سید حسن عسکری	:	سید محمد حسنین
36	ٹوٹے ہوئے تارے	:	شاہ محمد عثمانی
37	تذکرہ باقی باللہ	:	مولانا نسیم احمد فریدی امروہی
38	تقویم ہجری و عیسوی	:	ابونصر محمد خالدی
39	ارواح طیبہ	:	مولانا محفوظ الرحمان صابری
40	تقویم تاریخی	:	عبدالقدوس ہاشمی
41	صدائے دل	:	انور الحسن اوسطوی
42	مدرسہ امدادیہ تاریخ کے آئینے میں	:	عطاء الرحمن رضوی
43	تذکرہ علمائے اہل سنت	:	
44	سادات دیورہ قلمی		

رسائل واخبارات

نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام
1	الجمعیۃ جمعیۃ علماء نمبر	7	ندیم (گیا	13	المجیب (پٹنہ)	19	دعوت (نئی دہلی)
2	سہیل (گیا)	8	تعمیر حیات (لکھنؤ)	14	بصیرت (مدھوبنی)	20	روزنامہ قومی تنظیم، پٹنہ
3	ماہنامہ شفاء (بالاساتھ)	9	معارف (اعظم گڑھ)	15	انوار العلوم (پورنیہ)	21	روزنامہ انقلاب جدید، پٹنہ
4	زبان وادب (پٹنہ)	10	الرشاد (اعظم گڑھ)	16	مجلّہ سلفیہ (دربھنگہ)	22	روزنامہ سنگم، پٹنہ
5	نخلستان (پٹنہ)	11	بحث ونظر (پٹنہ)	17	الفرقان (لکھنؤ)	23	روزنامہ ہندوستان، پٹنہ
6	الشمس (پٹنہ	12	نقیب (پٹنہ)	18	افکار ملی (نئی دہلی)	24	روزنامہ جنگ (کراچی

TAZKERA-E-ULAMA-E-BIHAR

Vol : II

By : Abul Kalam Qasmi Shamsi

دیگر تصانیف

(۱)	القراۃ الجدیدۃ المبادی	مطبوعہ
(۲)	القراۃ الجدیدۃ الجزء الاول	مطبوعہ
(۳)	القراۃ الجدیدۃ الجزء الثانی	مطبوعہ
(۴)	القراۃ الجدیدۃ الجزء الثالث	مطبوعہ
(۵)	الترجمۃ العربیۃ	مطبوعہ
(۶)	تسہیل النحو	مطبوعہ
(۷)	تفسیر سورہ فاتحہ	مطبوعہ
(۸)	مکالمہ سنت و بدعت	مطبوعہ
(۹)	حضرت اویس قرنی	مطبوعہ
(۱۰)	ہماری نمازیں	مطبوعہ
(۱۱)	جدید اردو قواعد (حصہ دوم، سوم)	مطبوعہ
(۱۲)	ہمارا دین (حصہ دوم)	مطبوعہ
(۱۳)	چہل حدیث	مطبوعہ
(۱۴)	تذکرۂ علمائے بہار (جلد اول)	مطبوعہ
(۱۵)	تین ہفتے امریکہ میں	مطبوعہ
(۱۶)	تحریک آزادی میں علمائے کرام کا حصہ	زیر طبع
(۱۷)	مشاہیر بہار کے خطوط (جلد اول)	زیر طبع
(۱۸)	تذکرۂ علمائے بہار (جلد سوم)	زیر ترتیب

Designed by : M. R. Quasmi, Near SITARA JEWELLERS, Patna Market, Patna-4, Mob. : 9334151401
Printed at : National Printing Press, Patna-6, Ph. : 2661284